جناح پیپرز

جلد ہفتم

پاکستان — جہدِ لِلبقا



مدیرِ اعلیٰ

ڈاکٹر زوّار حسین زیدی

تلخیص و ترجمہ

سیّد نُصرت اللہ شاہ

قائداعظم پیپرز وِنگ، قائداعظم اکیڈمی
کلچر ڈویژن، حکومتِ پاکستان — اسلام آباد

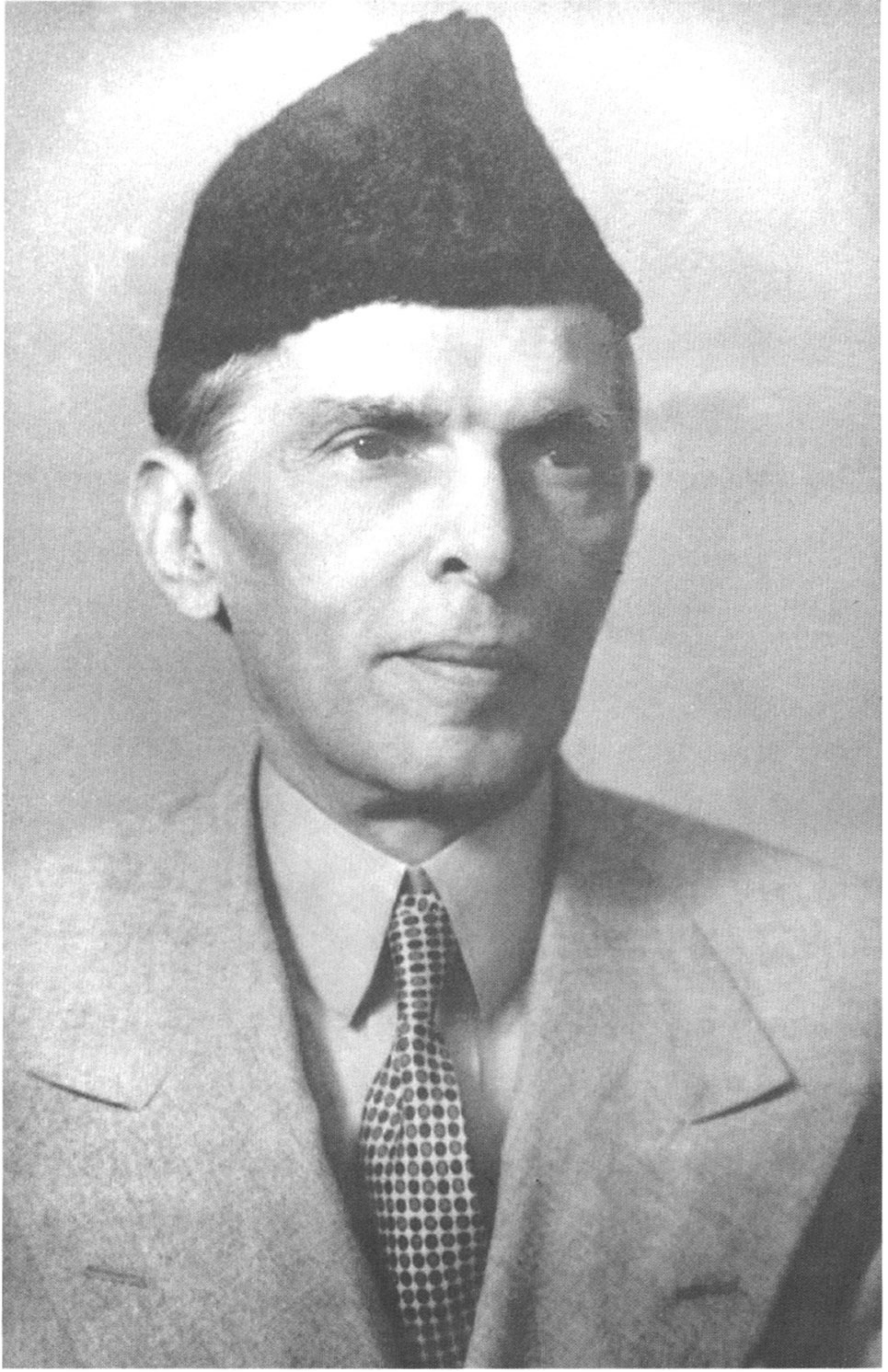

قائداعظم محمد علی جناح

قائداعظم

محمد علی جناح پیپرز

جلد ہفتم

پاکستان — جہد لِلبقا

مدیر اعلیٰ

ڈاکٹر زوّار حسین زیدی

تلخیص و ترجمہ

سیّد نُصرت اللہ شاہ

قائداعظم پیپرز ونگ، قائداعظم اکیڈمی
کلچر ڈویژن، حکومتِ پاکستان — اسلام آباد

فہرست

	پیش لفظ	۱۳
	تعارف	۱۷
	پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ ۱۹۴۷ء	۵۵
	اہم اداروں کے عہدیدار	۵۶
	جوائنٹ ڈیفنس کونسل	۵۷
۱	صوبوں کا سیاسی منظرنامہ	۵۸
۱.۱	مشرقی بنگال	۵۸
۱.۱.۱	سید کریم الدین احمد بنام محمد علی جناح بمع ضمیمہ ومنسلکہ	۵۸
۱.۱.۲	جوائنٹ اسٹیٹ لینگویج کمیٹی آف ایکشن کی یادداشت	۶۲
۱.۱.۳	خواجہ ناظم الدین بنام ایس ایم یوسف بمع ملفوفہ جات	۶۴
۱.۱.۴	ایچ ایس سہروردی بنام لیاقت علی خاں	۶۸
۱.۱.۵	لیاقت علی خاں بنام ایچ ایس سہروردی	۷۰
۱.۲	بلوچستان	۷۱
۱.۲.۱	سی اے جی سیوج (C.A.G. Savidge) بنام محمد علی جناح	۷۱
۱.۲.۲	اے ایس بی شاہ کا نوٹ	۷۳
۱.۲.۳	سی اے جی سیوج بنام محمد علی جناح	۷۴
۱.۳	پنجاب	۷۵
۱.۳.۱	فرانسس موڈی بنام محمد علی جناح	۷۵

۱.۳.۲	محمد علی جناح بنام فرانسس موڈی	۷۶
۱.۳.۳	عبدالرحیم بنام محمد علی جناح	۷۷
۱.۳.۴	فرانسس موڈی بنام محمد علی جناح	۸۲
۱.۳.۵	محمد علی جناح بنام فرانسس موڈی بمع ضمیمہ	۸۳
۱.۳.۶	مغربی پنجاب کا غیر معمولی گزٹ	۸۵
۱.۳.۷	محمد حسین اور دیگر افراد بنام محمد علی جناح	۸۵
۱.۴	**شمال مغربی صوبۂ سرحد**	**۹۰**
۱.۴.۱	اے بی یوسفی بنام محمد علی جناح	۹۰
۱.۴.۲	عبدالغفار خان بنام محمد علی جناح بمع ضمیمہ جات	۹۱
۱.۵	**سندھ**	**۹۶**
۱.۵.۱	کراچی کے فساد زدہ علاقوں میں محمد علی جناح کے دورے کی رپورٹ بمع ضمیمہ جات	۹۶
۱.۵.۲	ایم اے کھوڑو بنام محمد علی جناح	۱۰۲
۱.۵.۳	ایم اے کھوڑو بنام محمد علی جناح	۱۰۴
۱.۵.۴	محمد امین خان کھوسو بنام محمد علی جناح	۱۰۶
۱.۵.۵	گورنر جنرل کے کیمپ آفس کی طرف سے پریس نوٹ	۱۰۶
۱.۵.۶	چارلس ڈبلیو لوئس جونیئر بنام جارج مارشل	۱۰۹
۱.۵.۷	چارلس ڈبلیو لوئس جونیئر بنام جارج مارشل	۱۱۱
۲	**ماؤنٹ بیٹن کی جانبداری کے خلاف احتجاج**	**۱۱۳**
۲.۱	حبیب آئی رحمت اللہ بنام کلیمنٹ ایٹلی	۱۱۳
۲.۲	لندن میں غلام محمد کی پریس کانفرنس پر رپورٹ	۱۱۴
۲.۳	تعلقاتِ دولتِ مشترکہ کے دفتر کا بیان	۱۱۷

۲.۴	فیروز خان نون کا بیان	۱۱۸
۳	**قائداعظم کی تقاریر، پیغامات، بیانات اور انٹرویوز**	۱۲۰
۳.۱	ایچ ایم پی ایس ''دلاور'' کے عملے سے قائداعظم کا خطاب	۱۲۰
۳.۲	عید میلاد النبیؐ کے موقع پر محمد علی جناح کا کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب	۱۲۲
۳.۳	مسٹر گاندھی کے قتل پر محمد علی جناح کا بیان	۱۲۴
۳.۴	بنگال آئل ملز کی افتتاحی تقریب پر محمد علی جناح کا خطاب	۱۲۵
۳.۵	پارسی برادری کے سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر	۱۲۶
۳.۶	ڈومینین کا درجہ حاصل کرنے پر سیلون کیلئے محمد علی جناح کا پیغام	۱۲۸
۳.۷	سندھ صوبائی مسلم لیگ کے شعبۂ خواتین کے پیش کردہ سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کا خطاب	۱۲۹
۳.۸	بلوچستان کے سول افسروں سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۳۰
۳.۹	سبّی دربار میں محمد علی جناح کی تقریر	۱۳۱
۳.۱۰	ایک پریس کانفرنس میں کئے گئے سوالات پر محمد علی جناح کے جوابات	۱۳۸
۳.۱۱	آسٹریلیا کے عوام سے محمد علی جناح کا نشری خطاب	۱۴۱
۳.۱۲	پانچویں بھاری اور چھٹی ہلکی طیارہ شکن توپخانے کی رجمنٹوں کے افسروں اور جوانوں سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۴۵
۳.۱۳	ڈاکٹر ایرک اسٹریف (Eric Streiff) کا محمد علی جناح سے انٹرویو	۱۴۶
۳.۱۴	کرمی ٹولہ میں فوجی پریڈ سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۴۸
۳.۱۵	ڈھاکہ میں جلسۂ عام سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۴۹
۳.۱۶	ڈھاکہ میں شیڈولڈ کاسٹ فیڈریشن کے ایک وفد کو محمد علی جناح کا بیان	۱۶۰
۳.۱۷	ڈھاکہ میں گزیٹڈ افسروں سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۶۱

۳.۱۸	ڈھاکہ یونیورسٹی کے جلسۂ تقسیم اسناد سے محمد علی جناح کے خطاب کا مسوّدہ	۱۶۲
۳.۱۹	چٹاگانگ میں گزیٹڈ افسروں سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۶۷
۳.۲۰	پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کیلئے محمد علی جناح کا پیغام	۱۷۰
۳.۲۱	چٹاگانگ میں ایک عام استقبالیے سے محمد علی جناح کے خطاب پر رپورٹ	۱۷۱
۳.۲۲	محمد علی جناح کی نشری تقریر	۱۷۶
۳.۲۳	محمد علی جناح کی یادداشتیں	۱۸۱
۳.۲۴	پاکستان کے نئے سکّے اور کرنسی نوٹ کی پیش کش پر محمد علی جناح کا بیان	۱۸۳
۳.۲۵	اسلامیہ کالج کے سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر	۱۸۴
۳.۲۶	پہلے پاکستان اولمپک کھیلوں کیلئے محمد علی جناح کا پیغام	۱۸۹
۳.۲۷	رائل پاکستان ایئر فورس کے افسروں اور جوانوں سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۸۹
۳.۲۸	تیسرے آرمرڈ بریگیڈ کے افسروں اور جوانوں سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۹۱
۳.۲۹	پاکستان آرمرڈ کور مرکز کے افسروں اور جوانوں سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۹۲
۳.۳۰	گورنمنٹ ہاؤس میں سرکاری افسروں سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۹۴
۳.۳۱	۲/۱۵ پنجاب مشین گن رجمنٹ کو پرچم پیش کرنے کی تقریب سے محمد علی جناح کا خطاب	۱۹۸
۳.۳۲	مختلف قبائلی جرگوں کے سپاسناموں کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر	۲۰۰
۳.۳۳	ایڈورڈز کالج کے سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر کی رپورٹ	۲۰۳
۳.۳۴	پشاور میں جلسۂ عام سے محمد علی جناح کا خطاب	۲۰۶
۳.۳۵	پہلے پاکستان اولمپک کھیلوں کی افتتاحی تقریب سے محمد علی جناح کا خطاب	۲۰۹
۳.۳۶	ایوانِ تجارت کے سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر	۲۱۱
۳.۳۷	کوئٹہ پارسی انجمن کے سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر	۲۲۱
۳.۳۸	اسٹاف کالج کوئٹہ کے افسروں سے محمد علی جناح کا خطاب	۲۲۴

۳.۳۹	بلدیہ کوئٹہ کے شہری سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر	۲۲۶
۳.۴۰	اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب میں محمد علی جناح کی تقریر	۲۲۹
۳.۴۱	عیدالفطر کے موقع پر محمد علی جناح کا پیغام	۲۳۲
۳.۴۲	آزادی کی پہلی سالگرہ پر محمد علی جناح کا قوم کے نام پیغام	۲۳۴
۴	**امریکہ کے ساتھ تعلقات**	۲۳۷
۴.۱	ریاستہائے متحدہ امریکہ کیلئے محمد علی جناح کے نشریئے کا مسودہ	۲۳۷
۴.۲	اسناد تقرر پیش کرنے پر پال ایلنگ کی تقریر	۲۴۱
۴.۳	امریکہ کے پہلے سفیر کے تعارفی کلمات پر محمد علی جناح کا جواب	۲۴۲
۵	**متفرقات**	۲۴۵
۵.۱	محمد علی جناح بنام ساؤ شیو تھائک (Sao Shwe Thaik)	۲۴۵
۵.۲	ایس عثمان علی بنام وزرائے کابینہ بمع ملفوفہ	۲۴۶
۵.۳	عبدالقیوم خان بنام محمد علی جناح	۲۴۹
۵.۴	محمد علی جناح بنام لوئی ماؤنٹ بیٹن	۲۵۰
۵.۵	محمد علی جناح بنام دیوداس گاندھی	۲۵۱
۵.۶	ایس ایم یوسف بنام پیرزادہ عبدالستار	۲۵۱
۵.۷	گیتی آراء بشیر احمد بنام محمد علی جناح	۲۵۲
۵.۸	محمد علی جناح بنام ایس واجد علی شاہ	۲۵۳
۵.۹	جارج کنتگھم بنام محمد علی جناح	۲۵۴
۵.۱۰	محمد علی جناح بنام جارج کنتگھم	۲۵۵
۵.۱۱	اے قاسم بنام محمد علی جناح	۲۵۶
۵.۱۲	ایف امین بنام ایم این کوتوال	۲۵۷
۵.۱۳	ایم صدیق خان بنام محمد علی جناح	۲۵۸

۵.۱۵	محمد علی جناح بنام سی راج گوپال آچاری	۲۶۱
۵.۱۶	سی راج گوپال آچاری بنام محمد علی جناح	۲۶۲
۵.۱۷	رے اور فلورا ٹویڈی (Ray & Flora Tweedie) بنام محمد علی جناح	۲۶۲
۵.۱۸	محمد علی جناح بنام آغا خان	۲۶۴
۵.۱۹	آغا خان بنام محمد علی جناح	۲۶۴
۵.۲۰	آفتاب احمد بنام محمد علی جناح	۲۶۵
۵.۲۱	محمد علی جناح کی خدمت میں کوئٹہ پارسی انجمن کا سپاسنامہ	۲۶۵
۵.۲۲	شاہ عبدالعزیز بنام محمد علی جناح	۲۶۸
۵.۲۳	محمد علی جناح بنام شاہ عبدالعزیز	۲۶۹
۵.۲۴	بیورلی نکلز (Beverley Nichols) بنام محمد علی جناح	۲۷۰
۵.۲۵	محمد علی جناح بنام بیورلی نکلز	۲۷۱
۵.۲۶	قائداعظم ریلیف فنڈ	۲۷۲
۶	**قائداعظم کی علالت و رحلت**	۲۷۵
۶.۱	ایم اے حسن اصفہانی بنام ایم اکرام اللہ بمع ضمیمہ	۲۷۵
۶.۲	ایم اے حسن اصفہانی بنام ایم اکرام اللہ	۲۷۷
۶.۳	چارلس ایچ ڈیری (Charles H. Derry) بنام جارج مارشل بمع ملفوفہ	۲۷۸
۶.۴	خصوصی گزٹ حکومتِ پاکستان	۲۸۲

پیش لفظ

زیرِ نظر مجموعہ جس کا عنوان ''پاکستان — جہد للبقا'' ہے دراصل جناح پیپرز کے سلسلۂ اوّل کی ساتویں جلد ہے جو قائداعظم کی زندگی کے آخری دور کا احاطہ کئے ہوئے ہے جس میں وہ اس علالت کے خلاف جنگ کر رہے تھے جس کا خاتمہ ان کی موت پر ہوا۔ اس وقت پاکستان خارجی خطرات اور داخلی خدشات میں گھرا ہوا تھا۔ حصولِ پاکستان کے بعد، جس کیلئے انہوں نے شدید جذبے اور آہنی عزم سے کام کیا تھا، وہ چاہتے تھے کہ ''سبکدوش ہو کر رخصت پر چلے جائیں''، لیکن ابھی اس مملکت کیلئے ''بیحد و حساب کام کرنا اور بیحد و حساب دیکھ بھال'' کرنا باقی تھا۔ انہیں امید تھی کہ جیسے ہی قوم ''نئے دستور کے تحت سلیقہ شعار ہو جائے گی۔''[۱] وہ اپنے منصب سے ''دستبردار ہو جائیں گے'' تاہم جن سنگین مسائل اور مشکلات کے خلاف انہیں بغیر کسی مہلت کے مقابلہ کرنا پڑا تھا اس نے انہیں آرام کا سانس بھی لینے نہ دیا اور یہ رزم آراء رہنما زندگی کے آخری دنوں تک کام کرتا رہا۔

پہلی چار جلدیں جن کے عنوانات بالترتیب ''تمہیدِ پاکستان''، ''پاکستان تشکیل کے مراحل میں''، ''پاکستان تخلیق کی دہلیز پر'' اور ''بالآخر تخلیقِ پاکستان'' تھے، مجموعی طور پر ۲۰ فروری سے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے عرصے پر محیط ہیں اور ان میں تحریکِ پاکستان کے آخری مرحلے میں قائداعظم کا باریک بیں اور فیصلہ کن کردار اجاگر کیا گیا ہے۔ پانچویں اور چھٹی جلدیں جن کے عنوانات ''کربِ تخلیق'' اور ''پاکستان مشکلات سے نبرد آزما'' ہیں دراصل ان زبردست آزمائشوں پر روشنی ڈالتی ہیں جن کا اس نوخیز ملک کو اپنے تشکیلی مراحل میں مقابلہ کرنا پڑا تھا۔

موجودہ جلد میں قائداعظم کا ایک دل آویز پیکر بطور ایک مدبر پیش کیا گیا ہے۔ ایک

طرف وہ سرگرمی سے پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک کے درمیان افہام وتفہیم کے پُل بنانے

کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں تو دوسری جانب حوصلہ شکن دشواریوں کے باوجود قومی استحکام کے اعلیٰ اور عظیم مقصد کیلئے کاوش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ صوبوں میں ان کے تھکا دینے والے دوروں اور سرگرمیوں کا بھی، جن کی وجہ سے ان کی بیماری نے شدت پکڑ لی تھی، تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

انگریزی جناح پیپرز کی ساتویں جلد میں ۵۱۲ دستاویزات کے ساتھ، جو تقریباً نو ماہ کے عرصے پر محیط ہیں، تین عدد ضمیمے بھی شامل ہیں۔ قائداعظم ریلیف فنڈ اور حسین شہید سہروردی سے متعلق ضمیمے پچھلی جلد کا تسلسل ہیں، جبکہ تیسرا ضمیمہ کراچی کو وفاقی دارالحکومت بنانے کے اوڈیسی (Odyssey) تنازعے کے بارے میں ہے۔ ریاستوں سے متعلق دستاویزات اس جلد میں شامل نہیں کی گئی ہیں۔ ان کو اسی سلسلے کی آٹھویں اور نویں جلدوں میں شامل کیا جائے گا جو اس جلد کی اشاعت کے بعد شائع کی جائیں گی۔ قائداعظم کے بیانات اور تقریریں جو اپنے وقت کے قومی مسائل سے متعلق ہیں انہیں موجودہ جلد کے مرکزی متن میں شامل کیا گیا ہے۔ بنیادی دستاویزات اور ضمیمہ جات کی ترتیب انگریزی جناح پیپرز میں تاریخ وار کی گئی ہے اور پہلے کی طرح سلسلہ وار نمبر دیے گئے ہیں۔ متن میں ان دستاویزات کا حوالہ پہلے مخصوص سلسلے سے دیا گیا ہے پھر متعلقہ فائل سے پھر مجموعہ یا جلد سے اور آخر میں صفحہ نمبر دیے گئے ہیں۔

مرکزی متن میں شامل دستاویزات قائداعظم پیپرز اور گورنر جنرل پیپرز سے لی گئی ہیں جو نیشنل آرکائیوز آف پاکستان اور فارن آفس آرکائیوز میں دستیاب ہیں۔ قیمتی مواد بیرونی اور داخلی ماخذوں سے بہت توجہ کے ساتھ چھانٹ کر نکالا گیا ہے۔ ان ماخذوں میں برٹش لائبریری کی اورینٹل اینڈ انڈیا آفس کلیکشن، ماؤنٹ بیٹن پیپرز، یونائیٹڈ اسٹیٹس نیشنل آرکائیوز (واشنگٹن ڈی سی)، نیشنل ڈاکیومنٹیشن سنٹر، اسلام آباد (این ڈی سی)، ہم عصر اخبارات اور مطبوعات شامل ہیں۔ ٹرانسفر آف پاور ۴۷-۱۹۴۲ء اور ''جناح پیپرز'' کی پچھلی

جلدوں کی دستاویزات کی نشاندہی جلد نمبر اور دستاویز نمبر سے کی گئی ہے۔ ضمیموں کی نشاندہی بھی اسی طرح کی گئی ہے یعنی پہلے اپنڈکس نمبر دیا گیا ہے اور اس کے بعد دستاویز نمبر۔

زیرِ نظر جلد میں ''جناح پیپرز'' کی انگریزی جلدوں سے لی گئی دستاویزات کا حوالہ اس طرح دیا گیا ہے: جناح پیپرز، جلد نمبر، دستاویز نمبر اور جناح پیپرز، جلد نمبر، اپنڈکس نمبر، دستاویز نمبر۔ اس جلد میں شامل دستاویزات کے حوالے ان کے نمبر سے دیئے گئے ہیں۔

بار بار آنے والے مواد کو شامل نہیں کیا گیا مثلاً آٹو گراف اور انٹرویو کیلئے درخواستیں، ذاتی فیض رسانی کیلئے پیغامات، مبارکباد کے خطوط، نوکری کیلئے عرضیاں یا انفرادی مسائل اور شکایتوں کی عرضداشتیں وغیرہ۔

جتنی جلدیں اب تک شائع ہو چکی ہیں ان سے عالمی سطح پر دانشوروں کی دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ پروجیکٹ کے کام میں مسلسل دلچسپی لینے پر ہم قائداعظم کی صاحبزادی میڈم دینا واڈیا اور صدرِ پاکستان جنرل پرویز مشرف کے انتہائی شکر گزار ہیں۔ پچھلی جلدوں کے تسلسل میں جناح پیپرز کی پانچویں جلد مدیرِ اعلیٰ نے ۹ ستمبر ۲۰۰۱ء کو لندن میں میڈم دینا کو پیش کی۔ اس جلد پر صدرِ پاکستان کے آٹو گراف ثبت تھے۔

جناح پیپرز کے مختصر اردو ترجمے شائع کرنے کی پالیسی پر کاربند رہتے ہوئے چھٹی جلد کی اشاعت مکمل ہو چکی ہے۔ پہلے کی طرح اسے بھی یونیورسٹیوں اور ڈگری کالجوں میں مفت تقسیم کیا جائے گا۔

۱۹۹۶ء میں پروجیکٹ کا انتظامی اختیار کلچر ڈویژن سے کیبنٹ ڈویژن منتقل کرنے سے متوقع نتائج ظاہر نہیں ہوئے لہٰذا یہ اختیار پھر سے اپنی پہلی جگہ پر لوٹا دیا گیا۔ دسمبر ۱۹۹۶ء میں کابینہ نے فیصلہ کیا تھا کہ اس پروجیکٹ کو خودمختار ادارہ بنا دیا جائے لیکن پانچ سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد بھی اب تک اس فیصلے پر عمل نہیں ہو سکا ہے۔

حکومت کے اس فیصلے کے مطابق کہ ۲۰۰۱ء کو قائداعظم کا سال منایا جائے گا پورے ملک میں سیمینار اور سمپوزیم منعقد ہوئے جن کا اختتام ۲۵ دسمبر ۲۰۰۱ء کو قائداعظم کے مقبرے پر

ایک کلوکیم (Colloquium) پر ہوا جس کا افتتاح خود صدر نے کیا۔ تعلیمی اداروں اور ذرائع ابلاغ نے بھی رنگارنگ تقریبات کا اہتمام کیا تھا۔ قائداعظم کا سال اس پروگرام کے مطابق منایا گیا جس کی منظوری نیشنل کمیٹی نے دی تھی جس کے صدر سید شریف الدین پیرزادہ تھے جو ایک ممتاز قانون داں ہونے کے علاوہ قائداعظم اور تحریکِ پاکستان پر کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ پورے ملک میں ان مقامات پر جہاں قائداعظم نے تقریریں کی تھیں شاہراہوں پر کتبات نصب کئے گئے جن پر قائد کی ان تقریروں کے معنی خیز اقتباسات درج تھے۔ ان اقتباسات کا انتخاب میں نے بطور شریک کنوینر نیشنل کمیٹی کیا تھا۔

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں پروفیسر حبیب فخری اور مسٹر عبدالحامد نے نہایت محنت اور جانفشانی سے کام کرتے ہوئے نہ صرف اُردو ترجمے کی نوک پلک درست کی بلکہ اس کی ترتیب وتدوین اور طباعت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

مجھے اس مضمون کا اختتام سیکرٹری جنرل مالیات ومعاشی امور جناب معین افضل کے شکریے سے کرنا چاہئے کہ جب بھی ان سے اس پروجیکٹ کیلئے کسی مدد کی درخواست کی گئی انہوں نے ماضی کی طرح بلا تاخیر دستگیری کی۔

زوّار حسین زیدی

قائداعظم پیپرز ونگ، قائداعظم اکیڈمی

کلچرڈویژن، اسلام آباد

فروری ۲۰۰۷ء

۱۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد پنجم۔ دستاویز نمبر ۱۱۲، صفحات ۱۱۸ تا ۱۲۰

تعارف

پاکستان کو روزِ اوّل سے ہی گونا گوں پیچیدہ اور سنگین مسائل کا سامنا کرنا پڑا جو اس نئے ملک کی بقا کیلئے خطرہ بنے ہوئے تھے۔ ۱۹۴۸ء کا سال شروع ہونے پر بھی پاکستان کی نوزائیدہ مملکت تقسیم کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اذیتوں سے دوچار تھی۔ ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو سبّی دربار سے خطاب کرتے ہوئے قائد نے اس تکلیف دہ آغاز کو آتشی تزکیہ کہہ کر اس کی تشریح ان الفاظ میں کی ''اس عرصے کے دوران ہمیں چین کا ایک دن بھی میسر نہیں آیا۔ ہمیں ان مصائب کا سامنا کرنا پڑا جس کی مثال تاریخِ عالم میں بھی نہیں ملتی''[۱] ڈھاکہ یونیورسٹی میں انہوں نے کہا ''ابھی ہماری مملکت قائم ہی ہوئی تھی کہ پنجاب اور دہلی میں فسادات برپا ہو گئے۔ ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے بے رحمی کے ساتھ تہ تیغ کر دیے گئے اور لاکھوں کو بے گھر کر دیا گیا۔ ان میں سے پچاس لاکھ سے زائد افراد چند ہی ہفتوں کے اندر پنجاب پہنچ گئے''[۲] ایسے موقع پر بابائے قوم کے آہنی عزم اور غیر متزلزل جذبے سے اور ان کی رہنمائی پر کامل اعتماد رکھنے والے جان نثار رفقاء کی وجہ سے پاکستان برقرار رہا۔

بے شمار مسائل میں سے ایک صوبۂ سرحد میں اشیائے خوردنی کی شدید قلت کا معاملہ تھا۔ وزیرِ اعلیٰ عبدالقیوم خان نے تار بھیجا ''صورتِ حال انتہائی سنگین اور دھماکہ خیز ہے۔ خیبر میں پہلے ہی اضطراب پھیل رہا ہے جو کسی بھی وقت ہنگامہ آرائی میں تبدیل ہو سکتا ہے''[۳] بلوچستان میں گندم کا راشن ۵۰ فیصد کم کرنا پڑا۔[۴] چٹاگانگ میں سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کیلئے وسیع پیمانے پر انتظامات کرنے پڑے۔[۵] ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے قائد نے کہا ''پوری تاریخ میں کسی نئی مملکت کو کبھی اس طرح کے زبردست مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہوگا''[۶]

لاکھوں مہاجرین کی بحالی اور آبادکاری ملک کے وسائل پر بھاری بوجھ تھا۔ پاکستان

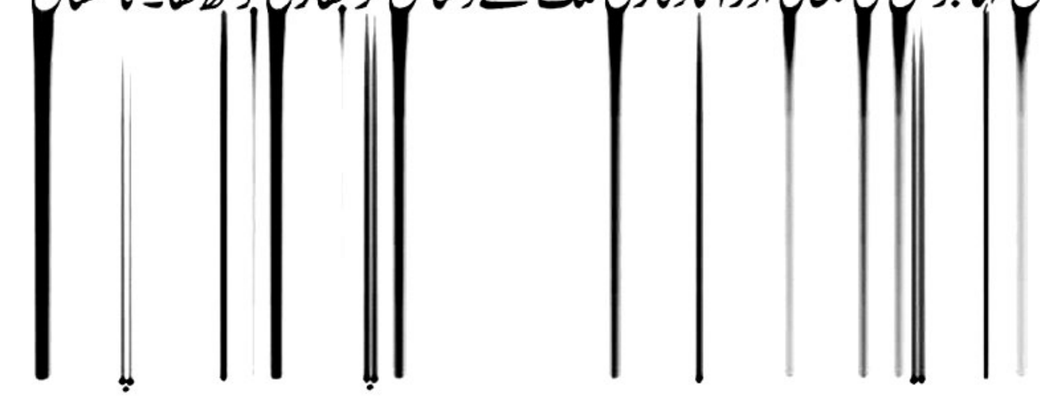

کے عوام نے خوشی سے قربانیاں دیں اور ہندوستان سے نئے ملک میں پناہ لینے والے لاکھوں بے گھر اور نادار بھائیوں کو دوبارہ بسانے کیلئے ہر قسم کی زحمت برداشت کی۔ اسی طرح لاکھوں کشمیری مسلمان بھی ڈوگرہ فوج کے ظلم سے پناہ لینے پاکستان پہنچ گئے۔[۷] قائد نہیں چاہتے تھے کہ مہاجرین ''معاشرے پر بوجھ'' بن کر زندہ رہیں۔ قائد نے انہیں ترغیب دی کہ وہ ''خوددار، خودکفیل اور معاشرے کے مفید رکن کی حیثیت سے جئیں۔''[۸] پوری دنیا سے مسلمانوں نے دل کھول کر قائداعظم ریلیف فنڈ میں چندہ دیا جو ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء تک ایک کروڑ روپے سے زائد ہو چکا تھا۔[۹] دیگر عطیات کے علاوہ آغا خان نے پانچ لاکھ روپے ارسال کئے۔[۱۰] قائد نے ''ایرانیوں کے فراخدلانہ عطیات'' کا بھی شکریہ ادا کیا۔[۱۱]

چونکہ کاٹھیاواڑ، راجپوتانہ، مشرقی پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں سے مہاجرین کی کثیر تعداد سندھ میں داخل ہوئی تھی لہٰذا یہ تجویز پیش کی گئی کہ اس صوبے میں آبادکاری کیلئے مہاجرین کا محدود کوٹا مقرر کیا جائے۔[۱۲] مہاجر پولیس اہلکار اتنی کثیر تعداد میں سندھ آ گئے کہ ان کا تناسب سندھ کی پولیس میں کل تعداد کا ۸۰ تا ۸۵ فیصد کے قریب پہنچ گیا۔[۱۳] کلکتہ میں مقیم امریکی قونصل جنرل نے اپنے محکمۂ خارجہ کو اطلاع دی کہ مشرقی بنگال میں بھی زیادہ تر سرکاری ملازمتوں پر مہاجرین نے قبضہ کر لیا ہے۔ ''مشرقی بنگال کا مسلمان اپنی تعلیمی پس ماندگی کی وجہ سے بدنام ہے۔ لہٰذا نو واردوں نے تقریباً ساری سرکاری ملازمتیں حاصل کر لی ہیں۔''[۱۴]

ایک آرکیٹیکٹ کی رپورٹ کے مطابق ''زمین کی کمیابی، سرمائے کی کمی اور عمارتی سامان کی نایابی سے مہاجرین کی رہائش ایک مسئلہ بن گئی ہے۔''[۱۵]

مہاجروں کی بحالی اور آبادکاری کیلئے حکومت کی کوششوں کے باوجود مہاجرین اپنی محرومی پر کئی مرتبہ الجھ پڑے۔ اسی طرح کے ایک دلبرداشتہ شخص نے احتجاج کیا ''اس جگہ پر مسلمانوں کے ساتھ کتوں جیسا سلوک نہیں کرنا چاہئے ورنہ.... تمام بااختیار اصحاب سے محبت کی بجائے نفرت پیدا ہو جائے گی۔''[۱۶] ایک مہاجر نے قائد کو لکھا ''ہزاروں بیوائیں، یتیم اور نوجوان

مشرقی پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور کر دیے گئے.... آپ کو ان کے برے حال کا علم نہیں ہے۔"[۱۷]
تاہم بہت سے لوگ ان کوششوں کے شکر گزار بھی تھے جو ان کی بہبود کیلئے کی جا رہی تھیں۔ "ہم اس موقع پر پاکستان اور حکومتِ سندھ کا علانیہ شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے ہم مظلوم کاٹھیاواڑیوں کو پناہ دی۔"[۱۸] تحریکِ پاکستان کی دلیرانہ حمایت پر اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کو ہندو اکثریت کے غصے اور غضب کا نشانہ بننا پڑا۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مسلمانوں کے مصائب کی ہولناک خبریں آنی شروع ہو گئیں۔ ایک مہاجر شاداں گنگوہی نے قائد سے گلہ کیا "جناب عالی! آپ یقین کریں کہ اس وقت ہندوستان کے مسلمان جہنم کی زندگی گذار رہے ہیں۔ انہیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ یا تو فلاکت زدہ ہو کر پاکستان چلے جائیں یا اپنا مذہب ترک کر دیں۔"[۱۹] ایک ہندوستانی مسلم رہنما نے دکھڑا رویا کہ وہاں کے مسلمانوں کو ابھی تک ان گنت مصائب اور تکلیفوں کا سامنا ہے اور یہ کہ ہمارے زیادہ تر رہنما جیلوں میں بند ہیں۔"[۲۰] اخوان المہاجرین کے سیکرٹری نے اطلاع دی "کلکتہ کے قریب فسادیوں کے حملوں سے ایک مہینے کے اندر دو مرتبہ مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کیا گیا اور زندہ جلا دیا گیا۔"[۲۱]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہندوستان کے مقابلے میں جہاں مسلمانوں کے ساتھ انتہائی لاپروائی برتی گئی، پاکستان میں اقلیتوں کو مناسب تحفظ فراہم کیا گیا۔ قائد نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کریں کیونکہ آپ نے اقلیتوں کے ساتھ فراخدلانہ سلوک کیا تھا۔[۲۲] انہوں نے اقلیتوں کو یقین دلایا کہ تمام معاملات میں ان کے ساتھ مسلمانوں کے مساوی برتاؤ کیا جائے گا۔[۲۳] تاہم حکومت کے تمام حفاظتی انتظامات کے باوصف کراچی میں غیر مسلموں کو چھرا مارنے اور لوٹ مار کے واقعات رونما ہوئے۔[۲۴] قائد اپنی بہن فاطمہ کے ہمراہ متاثرہ لوگوں کے پاس گئے اور ان سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ انہوں نے غنڈوں کو ملامت کرتے ہوئے کہا "پاکستان پر فرماں روائی مناسب طریقے سے مقرر شدہ حکومت کے ہاتھوں میں ہونی چاہئے نہ کہ سازشی ٹولوں، وطن فروشوں یا بلوائیوں کے وسیلے سے۔"[۲۵] تاہم "فوج اور پولیس کے سخت اقدامات سے کراچی کی

صورت حال قابو میں آ گئی۔فوج اور پولیس کو حکم تھا کہ لٹیروں پر دیکھتے ہی گولی چلا دیں''۔ پولیس اور فوج کی گولیوں سے سات غنڈے مارے گئے۔[۲۶] سری لنکا کے دورے پر گئے مرکزی وزیر عبدالرّب نشتر نے ایک بیان میں کہا ''حکومتِ پاکستان کی پالیسی یہ ہے کہ اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ اور رحم دلانہ سلوک کیا جائے۔''[۲۷] چٹاگانگ میں قائد نے توثیق کی ''دوسری جگہوں سے کہیں زیادہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ بہتر سلوک کیا جارہا ہے۔''[۲۸]

قائد نے بار بار اقلیتوں کو پختہ یقین دلایا کہ ان کے ساتھ فراخدلانہ سلوک کیا جائے گا اور اس طرح ان کا اعتماد اور ستائش حاصل کی۔ایک عیسائی انجمن، پاکستان عیسائی اتحاد کے صدر نے قائد کو لکھا ''مغربی پنجاب کے پانچ لاکھ عیسائی اپنے خون سے لکھا ہوا سپاسنامہ جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔''[۲۹] کراچی کے پارسی پیشوا نے الوہی برکتوں کیلئے دعا کی ''ہماری دعا ہے کہ محترم بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے سر پر خدا اپنی رحمت کا سایہ برقرار رکھے اور ان پریشان کن دنوں میں اپنی بھاری ذمہ داریاں سنبھالنے کیلئے انہیں جسمانی صحت اور طاقت، ذہنی اور قلبی سکون عطا فرمائے۔''[۳۰] چٹاگانگ کے بدھ مت کے پیروؤں نے اعلان کیا ''ہم مملکتِ پاکستان کے ہمیشہ وفادار رہیں گے جس کے آپ بانی اور سرپرست ہیں اور موقع پڑنے پر اپنے خون سے اس کا دفاع کریں گے۔''[۳۱] چٹاگانگ شیڈولڈ کلاس ایسوسی ایشن نے امید ظاہر کی ''ہم اپنے چاروں طرف اٹھتی ہوئی لہروں اور طوفانوں کو عبور کر جائیں گے اور ہماری اس جنم بھومی میں امن و خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔''[۳۲] سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹس (Seventh-Day Adventists) قائد کی بے لوث اور وجدانی رہنمائی کی تعریف اس طرح کرتے ہیں ''اس کی وجہ سے متعدد فائدے حاصل ہوئے ہیں جس میں مذہبی آزادی بھی شامل ہے۔''[۳۳] کوئٹہ کے پارسیوں نے اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ ''وہ پاکستان کی عظمت اور انصاف کے اصولوں کیلئے جدوجہد کریں گے۔''[۳۴] قائد نے جواب میں انہیں یقین دلایا کہ ''ہر برادری کے ہر فرد کے جان و مال اور عزت و

آبرو کی بلا لحاظ ذات پات، رنگ، عقیدہ یا نسل حفاظت کی جائے گی۔"[۳۵]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

برصغیر کے مسلمانوں نے جب قائداعظم کی پُرکشش رہنمائی میں ایک قومی وطن کی جدوجہد کا آغاز کیا تو ان کے اس ارضِ موعود کے متعلق کچھ ایسے رومانی تصوارت تھے کہ وہ ایک محفوظ جائے پناہ، روشن مستقبل کی ضامن اور جمہوریت کا قلعہ ہوگی جہاں وہ اپنی زندگی اسلام کے اصولوں اور ضابطوں کے مطابق سنوار سکیں گے۔

کشتیہ (مشرقی بنگال) سے مظفر حسین نے امید ظاہر کی کہ پاکستان "خوشحال ہوگا" اور یہ کہ "ہمارے شاندار قائداعظم ملک کو یکسر رشوت ستانی، بددیانتی اور بدعنوانی سے پاک کر کے حضرت عمرؓ جیسی ریاست میں تبدیل کر دیں گے۔"[۳۶] قلات کے ایک شہزادے نے پیشین گوئی کی کہ پاکستان کا مستقبل درخشاں ہوگا جہاں غریب اور بدقسمت لوگ آسودہ حال اور علم کی دولت سے مالا مال ہو جائیں گے اور جہاں تجارت اور صنعت کو فروغ حاصل ہوگا۔"[۳۷] اخوان المہاجرین کو امید تھی کہ پاکستان "نہ صرف ہندوستان کے بے یار و مددگار مسلمانوں کی جائے پناہ ہوگا بلکہ پوری دنیا میں اسلام کی اعلیٰ اقدار کا مرکز بھی ہوگا۔"[۳۸]

لیکن جونہی پاکستان وجود میں آیا وہ پہلے والا بے لوث خدمت کا جذبہ مفقود ہوتا چلا گیا اور صوبوں میں اقتدار کی کشمکش، دلالی، رشوت ستانی اور ناجائز مفاد پرستی کا بازار گرم ہو گیا۔ جلد ہی فریبِ نظر اور محرومی کے احساسات نے گھیرا ڈال دیا۔ مارچ ۱۹۴۸ء میں گیتی آراء بشیر احمد نے افسوس ظاہر کیا "اپنے چاروں طرف رشوت ستانی اور بددیانتی دیکھ کر میرا دل خوں ناب ہو رہا ہے۔"[۳۹] راولپنڈی سے اے قاسم نے فریاد کی "افسوس کہ حالات کے رخ نے ایک حقیقی اسلامی تصور اور زمین پر اللہ کی سلطنت کی تمام امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔"[۴۰] کراچی سے ایم صدیق خان نے گلہ کیا "عوام کے ساتھ سرکاری ملازمین کے سخت اور بے مہر رویے سے بے اطمینانی پھیلتی

جارہی ہے۔"[۴۱] پشاور سے "فرنیئر ٹریڈرز" کے مدیر نے افسوس کیا کہ "کلومہ مد سے مدتر ہوتا جارہا ہے اور اقربا پروری، دلالی اور رشوت ستانی کے بادلوں کو گھرا دیکھ کر دکھ ہوتا ہے۔"[۴۲]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مغربی پنجاب کی صورتِ حال پریشان کن اور ناقابلِ اصلاح ہوتی جا رہی تھی۔ ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء کو افتخار حسین ممدوٹ بحیثیت وزیرِ اعلیٰ اور ممتاز دولتانہ، شوکت حیات اور کرامت علی بطور وزراء اپنے عہدے سنبھال چکے تھے۔[۴۳]

لیکن ۱۹۴۸ء کے اوائل ہی میں کابینہ کے اندر رسہ کشی اور جھگڑے شروع ہو گئے اور دولتانہ اور شوکت نے اپنے اپنے استعفے اس شکایت کے ساتھ پیش کر دیے کہ وزارت انتہائی بے قاعدگی اور بے ربطی سے کام کر رہی ہے اور یہ کہ "مبہم، بلا سوچے سمجھے اور اکثر و بیشتر مخالف مقاصد کی وجہ سے کوئی واضح دستور العمل نہیں بن سکا ہے۔"[۴۴] ممدوٹ کا کہنا ناواجب نہیں تھا کہ پالیسی اور منصوبے بنانا کابینہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔[۴۵] تاہم گورنر کا خیال تھا کہ ممدوٹ کو چلا جانا چاہیے۔[۴۶] ممدوٹ نے وعدہ کیا کہ جماعت کی میٹنگ میں اس تنازعے پر بحث کے بعد اسے قائد کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔[۴۷] لیکن انہوں نے یہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ پنجاب کے وزارتی بحران کو عبدالرحیم کی رپورٹ میں بہت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے "مغربی پنجاب میں بعض مستثنیات کے ساتھ تمام اعلیٰ اور ادنیٰ سرکاری ملازمین علی بابا اور چالیس چور جیسے لگتے ہیں اور انتظامیہ تباہ ہو رہی ہے۔"[۴۸] مقننہ کے پانچ ارکان نے قائد کو لکھا "آج کل پنجاب پر ایسے لوگوں کی حکمرانی ہے جن میں نہ تو استعداد ہے اور نہ ذہانت و بصیرت۔ ہماری انتظامیہ تقریباً تباہ ہو چکی ہے۔"[۴۹]

اگرچہ قائد کو قائل کیا گیا تھا کہ ممدوٹ وزیرِ اعلیٰ بنے رہنے کے قابل نہیں۔[۵۰] تاہم انہوں نے گورنر سے کہا "میں مداخلت کرنا نہیں چاہتا آپ بطور آئینی گورنر اپنے موقف پر قائم رہیں۔"[۵۱] قبل ازیں انہوں نے پیش کش کی تھی کہ وہ گورنر، وزراء اور عوام میں ہم آہنگی پیدا کرنے میں مدد

دیں گے۔"[۵۲] دولتانہ نے وزیرِ اعلیٰ بننے کی کوشش اس امید پر کی کہ ممدوٹ ان کی حمایت کریں گے مگر انہیں یہ معلوم کر کے بہت کوفت ہوئی کہ ممدوٹ خود اپنے لئے مقنّنہ کے ارکان کی حمایت حاصل کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔[۵۳] یکم جون کو گورنر نے اطلاع دی کہ "آج صبح ممدوٹ نے اپنا ارادہ بدل دیا اور ممتاز سے کئے گئے معاہدے پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔"[۵۴] لیت و لعل اور ساز باز سے ممدوٹ کسی نہ کسی طرح وزیرِ اعلیٰ کے عہدے سے چمٹے رہے۔ اپنی حمایت میں اضافے کیلئے انہوں نے چار نئے وزراء شامل کر لئے جن میں سے ایک تو مغربی پنجاب اسمبلی کا رکن بھی نہیں تھا۔[۵۵]

سندھ میں بھی حالات کچھ اچھے نہیں تھے۔ کراچی کو مرکزی حکومت کا مرکز بنانے سے وزیرِ اعظم لیاقت علی خاں اور سندھ کے وزیرِ اعلیٰ ایوب کھوڑو کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔[۵۶] گورنر غلام حسین ہدایت اللہ بھی کھوڑو کے خلاف تھے۔ انہوں نے کھوڑو سے مشورہ کیے بغیر کابینہ کے وزارتی محکموں میں تبدیلیاں کر دیں۔[۵۷] اگرچہ قائد نے قبل ازیں کھوڑو کے بارے میں کہا تھا "مَیں نے جتنے وزراء دیکھے ہیں کھوڑو ان سب سے لائق ہیں۔"[۵۸] لیکن انہوں نے مناسب جانا کہ وہ وزیرِ اعظم اور گورنر کی حمایت کریں اور تجویز کیا کہ کھوڑو استعفیٰ دے کر کچھ عرصے سیاست سے علیحدہ رہیں۔[۵۹] ۲۶ اپریل کو وزیرِ اعلیٰ نے اپنا استعفیٰ قائد کو بھیج دیا[۶۰] لیکن اسی دن گورنر نے بدانتظامی اور واضح بدعنوانی کے الزامات پر ان کی برطرفی کے احکام جاری کر دیے۔[۶۱]

صوبۂ سرحد میں پٹھانستان کیلئے سرخ پوشوں کا شر انگیز اور تفرقہ پرداز مطالبہ اس وقت مضحکہ خیز ثابت ہو گیا جب عوام کی بھاری اکثریت نے جولائی ۱۹۴۷ء کے استصوابِ رائے میں اپنا فیصلہ پاکستان کے حق میں دیا۔ ۱۹۴۶ء تک سرحد کی سیاست میں خان برادران کا اثر و رسوخ کم ہوتا چلا گیا اور ابوالکلام آزاد کے بقول کانگریس حیران رہ گئی جب ۱۶ اکتوبر کو پشاور کے ہوائی اڈے پر نہرو کو "سیاہ پرچم" دکھائے گئے اور "واپس جاؤ" کا مطالبہ کیا گیا۔[۶۲] غالباً اپنے اعتدال پسند

رفقاء کے دباؤ میں آکر عبدالغفار خان نے ۲۸ فروری کو پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھالیا۔ تاہم



ان کا نظریہ یہ تھا کہ صوبۂ سرحد اور ملحقہ قبائلی علاقوں کو ملا کر پاکستان کے اندر ہی ایک بااختیار پٹھانستان بنایا جائے۔[۶۳] ۹ مارچ کو انہوں نے جی ایم سیّد اور دوسرے قوم پرست رہنماؤں کی شراکت سے آل پاکستان پیپلز پارٹی کی داغ بیل ڈالی اور اعلان کیا کہ ''مسلم لیگ اپنی افادیت کھو چکی ہے۔'' ان کے تصور کے مطابق پاکستان کو معاشی مساوات پر مبنی بااختیار جمہوریتوں کا وفاق ہونا چاہئے۔[۶۴] قائد سے ایک ملاقات کے بعد عبدالغفار خان نے ۱۸ اپریل کو اپنے خط میں ''مائی ڈیئر قائداعظم'' سے خطاب کر کے لکھا کہ ان کے خدائی خدمتگار ''پاکستان کے استحکام اور تحفظ کیلئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے اور اس مقصد کے حصول کیلئے وہ ہر طرح کی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔''[۶۵] تاہم عبدالغفار خان اور سرحد لیگ کے رہنماؤں میں کوئی مصالحت نہ ہوسکی کیونکہ لیگ کے رہنماؤں نے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ ایک مخالف جماعت بنانے کے بجائے لیگ میں شامل ہو جائیں۔[۶۶] حکومت کے ساتھ شدید اختلافات کی بناء پر غفار خان کو ۱۷ جون کو تین سال کیلئے نظر بند کر دیا گیا۔[۶۷] ان پر الزام تھا کہ وہ فقیرایپی اور ہندوستان کے ساتھ ساز باز کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی حکومتِ سندھ نے جی ایم سیّد کو حراست میں لے لیا۔[۶۸] مسلم لیگ بھی باہمی جھگڑوں سے محفوظ نہیں تھی۔ ایک نامعلوم شخص نے قائد کو لکھا کہ وزیرِ اعلیٰ عبدالقیوم خان اور پیر صاحب مانکی شریف کے درمیان سخت تنازعہ ہے جس کی وجہ سے صوبے اور عوام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔[۶۹]

اسی طرح بلوچستان میں اقتدار کیلئے ایک دوسری قسم کی کشمکش جاری تھی جس میں روایتی مراعات کے حامل سرداروں کا مقابلہ مسلم لیگ اور اس کے صدر قاضی محمد عیسیٰ کے ساتھ تھا جو وسیع تر حق رائے دہی کے حامی تھے۔ شاہی جرگے اور کوئٹہ میونسپلٹی کے ارکان پر مشتمل محدود رائے دہی کے بجائے وہ (قاضی عیسیٰ) بالغ رائے دہی کے حق میں تھے۔[۷۰] آزادی کے بعد بلوچستان مسلم

لیگ کو امید تھی کہ صوبائی معاملات میں اسے زیادہ اختیار حاصل ہو گا۔ فروری ۱۹۴۷ء کی قرارداد میں اس نے (لیگ نے) دعویٰ کیا کہ وہ واحد بااختیار اور نمائندہ سیاسی تنظیم ہے'' اور سرداروں کے متعلق کہا کہ انہیں عوام کی حمایت حاصل نہیں بلکہ انہیں انگریزوں نے اپنی استعماری حکومت کی خدمات کے صلے میں مراعات سے نوازا تھا۔ اس نے تجویز پیش کی کہ صوبے کا انتظام مشیروں کی ایک جماعت کے ہاتھ میں ہو جس کے آدھے ارکان لیگ نامزد کرے گی۔[۷۱] سرداروں اور قاضی عیسیٰ کے درمیان کشیدگی تلخ تر ہوتی گئی۔ قاضی عیسیٰ نے سرداروں کا مذاق اڑایا کہ وہ پیدائشی خوشامدی اور بھک منگے ہیں۔[۷۲] جون ۱۹۴۸ء کو گورنر جنرل کے ایجنٹ سی اے جی سیوج (C. A. G. Savidge) نے قائد کو اطلاع دی کہ حالیہ مہینوں میں ان دو فریقوں کے درمیان خلیج وسیع تر ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے انتظامیہ پر برا اثر پڑ رہا ہے۔[۷۳] قائد کی ہدایت پر سیوج نے قاضی عیسیٰ کو خبردار کیا کہ وہ اپنی ''انتشار انگیز'' کارروائیوں سے باز آ جائیں اور حکومت کے ساتھ تعاون کریں یا تادیبی کارروائی کا سامنا کریں۔[۷۴]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جب پاکستان ظہور میں آیا تو دہلی اور ہندوستان کے دوسرے مقامات سے آنے والے نئی مرکزی حکومت کے ملازمین کیلئے سندھ کے لوگوں نے اپنے دروازے اور اپنے دل وا کر دیے تھے۔ مرکزی حکومت کے بڑھتے ہوئے مطالبات کے پیشِ نظر سندھ کو خوف ہونے لگا کہ انہیں آہستہ آہستہ اپنے صدر مقام سے باہر نکال دیا جائے گا۔ یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو مرکزی کابینہ نے راولپنڈی یا کراچی میں دارالحکومت قائم کرنے کے متعلق غور و خوض کیا اور فیصلہ کراچی کے حق میں کیا گیا اور اسے ''مرکز کے زیر انتظام علاقہ'' قرار دینے کا طے کیا گیا۔[۷۵] دوسری جانب سندھ کی شدید خواہش تھی کہ وہ (کراچی) صوبائی نگرانی میں رہے۔[۷۶] کراچی پر مرکز کے قبضے کے منصوبے کے خلاف احتجاجی جلوس نکالے گئے اور بعض وزراء کے گھروں اور یہاں تک کہ گورنر ہاؤس کے

سامنے مظاہرے کئے گئے۔[۷۷] ۱۰ فروری کو سندھ اسمبلی نے طے کیا ''کراچی کو کسی قیمت پر بھی مرکز



کے حوالے نہیں کیا جائے گا''۔[۷۸] ۲۴ فروری کو کھوڑو نے متعلقہ مرکزی وزیر چندریگر کو مطلع کیا کہ ان کی وزارت اپنا صدر مقام کراچی سے منتقل کرنے پر گفتگو کیلئے آمادہ نہیں ہے۔[۷۹] ۱۴ جون کو سندھ مسلم لیگ اسمبلی پارٹی نے کراچی کو مرکزی نگرانی میں دینے کیلئے دستور ساز اسمبلی کی قرارداد پر اپنی مخالفت کا اظہار کیا۔[۸۰] قائد کی سیاسی بصیرت سے یہ دھماکہ خیز مسئلہ صلح صفائی سے طے پا گیا۔ ۱۲ جون کو سندھ مسلم لیگ کے ایک وفد نے زیارت میں قائد سے ملاقات کی۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ''سندھ کی حکومت اور رہنماؤں کو چاہئے کہ سائے کے بجائے جسد کے لئے جدوجہد کریں یعنی مالیاتی تسویہ کے ذریعے حکومتِ پاکستان سے پوری تلافی وصول کریں''۔[۸۱] حکومت سندھ نے تلافی کا تخمینہ تقریباً ۶۰ کروڑ روپے لگایا۔[۸۲] آخر میں کراچی کو مرکزی حکومت کی تحویل میں دینے کیلئے سندھ مسلم لیگ راضی ہوگئی جو بہر حال ایک امر واقعی تھا اور ایک دوسری قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ ''قائداعظم کے مشورے کو شائستگی سے قبول کرنے کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں''۔[۸۳]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اگرچہ مسلم لیگ نے منقسم بنگال کی کڑوی گولی نگلنے کا فیصلہ کرلیا تھا لیکن بنگال کے وزیرِ اعلیٰ ایچ ایس سہروردی صوبے کی تقسیم کے خلاف کوشش کرتے رہے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ علیحدہ ہوکر دونوں حصے ''کمزور اور برائے نام'' ہوجائیں گے اور مشرقی حصے میں خوراک کی شدید قلت ہوجائے گی۔[۸۴] اس کوشش کی مخالفت بنگال مسلم لیگ کے دوسرے رہنماؤں نے کی مثلاً مولانا اکرم خان، حمید الحق اور نورالامین[۸۵] کا خیال تھا کہ بنگال کے مسلمان خود کو پاکستان سے جدا نہیں کرسکتے۔[۸۶] سہروردی نے اپنے مخالفین کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ انہوں نے مناسب اور معقول وجوہات کی بناء پر بنگال کو ہمیشہ ایک خودمختار ریاست ہی تصور کیا ہے۔ اپریل ۱۹۴۷ء میں

انہوں نے وائسرائے سے ملاقات کر کے وعدہ کیا کہ وہ متحدہ بنگال کیلئے قائد کی منظوری حاصل کر لیں گے۔[۸۷] اگرچہ ماؤنٹ بیٹن کو اس بارے میں شک تھا لیکن انہوں نے بی بی سی کو دو تقریریں ریکارڈ کروائیں یعنی ایک تقریر میں ہندوستان کو دو مملکتوں میں تقسیم کرنے کا ذکر تھا اور دوسری میں تین میں اور تیسری مملکت بنگال کی تھی۔[۸۸] تاہم پہلا بیان ہی نشر کیا گیا۔[۸۹] مئی میں سہروردی نے بمع ابوالہاشم، فضل الرحمٰن اور عبدالمالک کے سرت چندر بوس اور بنگال کانگریس کے دوسرے رہنماؤں کے ساتھ معاہدہ کیا کہ صوبہ متحدہ رہے گا۔ بالآخر یہ تجویز نہ تو مسلم لیگ کو اور نہ ہی کانگریس کو پسند آئی۔[۹۰]

ہندوستان میں برطانوی ہائی کمشنر ٹیرنس شون (Terence Shone) کے مطابق جناح اور لیاقت کو امید تھی کہ سہروردی مشرقی بنگال کے وزیرِ اعلیٰ منتخب ہوں گے اس کے بجائے خواجہ ناظم الدین کے انتخاب پر ان دونوں حضرات اور خود سہروردی کو بھی سخت دھچکا لگا۔ جب قائد نے انہیں سفیر علی الاطلاق بنانے کی پیش کش کی تو سہروردی نے انکار کر دیا۔ مشرقی بنگال کی سیاست سے نکالے جانے کے بعد انہوں نے گاندھی کی سرپرستی میں اقلیتوں کی رفاہ کیلئے کام شروع کر دیا۔[۹۱] انہوں نے گاندھی سے گلہ کیا کہ مسلم مہاجروں کی ٹرینوں پر ابھی تک حملے ہو رہے ہیں جبکہ ہندو پناہ گزیں اب محفوظ ہیں اور یہ کہ ایک ہندو کے بدلے میں دس مسلمان قتل کئے جا رہے ہیں۔[۹۲] انہوں نے دونوں مملکتوں سے درخواست کی کہ وہ پُر امن بقائے باہمی، جنگ سے گریز اور فرقوں کے تحفظ جیسے معاملات پر ایک مشترکہ اعلان کریں۔[۹۳] جب انہوں نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کی خاطر مشرقی بنگال کا دورہ شروع کیا تو خواجہ ناظم الدین کی حکومت نے اس شبہ پر کہ ان کی نیت اچھی نہیں انہیں پبلک سیفٹی آرڈننس کے تحت حراست میں لے لیا۔[۹۴]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حصولِ پاکستان کی جدوجہد میں مشرقی بنگال پیش پیش تھا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور

میں اے کے فضل الحق نے مشہور قرار داد پاکستان پیش کی تھی[۹۵] ۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخابات میں

مسلم لیگ کو بنگال کے مسلمانوں کی زبردست حمایت حاصل ہوئی تھی۔ متحدہ بنگال میں اگرچہ مسلمانوں کی اکثریت تھی لیکن اس کی معیشت اور سرکاری ملازمتوں پر ہندو چھائے ہوئے تھے۔[۹۶] مسلمانوں نے اس امید پر پاکستان کا انتخاب کیا تھا کہ وہ ہندو کے تسلط سے نجات حاصل کرلیں گے لیکن جب پاکستان وجود میں آ گیا تو انہوں نے دیکھا کہ ہندو افسروں کی جگہ زیادہ تر غیر بنگالیوں نے لے لی ہے۔[۹۷] ابتدا میں پاکستان کی حکومت جس میں اکثریت مغربی پاکستانیوں کی تھی ایک مضبوط مرکز کے حق میں تھی اور اُردو (زبان) کو مسلم ثقافت کی علامت سمجھتی تھی اور اسے یقین تھا کہ مشرقی بنگال میں مخالف جماعتوں کا کمیونسٹوں اور اس کے ہم خیالوں اور ہندوؤں کے ساتھ ربط ضبط ہے۔ دفاع کے متعلق ان کا تصور یہ تھا کہ مشرقی پاکستان کا دفاع مغربی پاکستان سے کیا جاسکتا ہے۔ یہ تصور کچھ انوکھا سا تھا مگر اس کی وجہ سے فوجی طاقت مغربی پاکستان میں مرکوز ہو گئی اور مشرقی پاکستان کو عملاً غیر محفوظ چھوڑ دیا گیا۔ ''یہ تنگ نظر قضیے مغربی پاکستان میں اکابرین کے نسلی اور ثقافتی برتری کے احساس سے مربوط ہو کر دونوں حصوں کے درمیان ایک متحرک اور مساوی قرابت کے ارتقاء میں سدراہ بن گئے''۔ درحقیقت ملازمتوں میں اعلیٰ اور درمیانی درجات میں غیر بنگالیوں کی کثرت نے عدم توازن میں شدید تلخی پیدا کردی۔[۹۸] مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر جو بے اطمینانی پھیل گئی تھی اس کا فائدہ مشرقی بنگال کے ہندوؤں نے خوب اٹھایا کیونکہ انہیں خوف تھا کہ اس نئے نظم ونسق سے ان کا معاشی تسلط خطرے میں پڑ جائے گا۔

بنگالی کو ریاستی زبان بنانے کیلئے ایک تحریک شروع کی گئی جس میں طلباء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پاکستان سے وفاداری کا عہد کرتے ہوئے انہوں نے قائد کو یقین دلایا کہ اس مطالبے پر مشرقی بنگال میں اتفاقِ رائے ہے۔[۹۹] ایک جوائنٹ اسٹیٹ لینگویج کمیٹی آف ایکشن تشکیل دی گئی جس نے یہ دلیل پیش کی کہ بنگال کے چار کروڑ عوام کیلئے اپنی مادری زبان بدلنا

ناممکن ہے۔''[۱۰۰] زبان کی تحریک پورے صوبے میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ ۱۲ فروری ۱۹۵۲ء[۱۰۱] کو طلباء پر پولیس کی فائرنگ نے مشرقی بنگال میں مسلم لیگ کی تقدیر پر مہر لگا دی اور اس کے بعد کے انتخابات میں اسے رسوا کن شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جیسا کہ بعد کے واقعات سے ظاہر ہوا دونوں حصوں کے درمیان تعلقات نا قابلِ تلافی حد تک کشیدہ ہو گئے۔

پاکستان کے دور افتادہ صوبے سے جو پریشان کن علامتیں ظاہر ہو رہی تھی انہیں قائد نے بخوبی بھانپ لیا تھا اور انہوں نے اپنی گرتی ہوئی صحت اور ہلکان کر دینے والے کاموں کے باوجود اس صوبے کا دورہ کیا تا کہ بذاتِ خود صورتِ حال کا جائزہ لے سکیں۔ انہوں نے طلباء کو جھاڑتے ہوئے انہیں متنبہ کیا کہ ''آزادی کا مطلب بے لگامی نہیں ہے'' تاہم انہوں نے تسلیم کیا کہ ''اس صوبے میں عوام جو زبان بھی پسند کریں گے وہ سرکاری معاملات میں استعمال کی جائے گی''۔ لیکن انہوں نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ اُردو کے ساتھ بنگالی بھی قومی زبان ہو گی کیونکہ وہ خود اُردو کو مسلم ہندوستان کی ثقافت اور آزادی کی جدوجہد کی علامت تصور کرتے تھے۔[۱۰۲]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مشرقی بنگال کی ہیجانی صورتِ حال کے باوجود قائد کو اپنے عوام کی مجموعی بصیرت اور حب الوطنی کے جذبے پر اعتماد تھا۔ چٹاگانگ میں انہوں نے کہا ''جتنی جلد ہماری چشمِ تصور افق کے اس پار اپنی مملکت کے بے حد و حساب امکانات کو دیکھ سکے اتنا ہی بہتر ہو گا.... تا کہ انسانی ترقی اور سماجی انصاف کے عظیم نظریات تک رسائی ہو سکے۔''[۱۰۳]

۶ اگست ۱۹۴۸ء کو عید الفطر کے پیغام میں قائد نے کہا ''مصائب بھرے ایام میں جس چیز نے ہمیں زندہ رکھا وہ اپنے مقصد پر اتحاد و اتفاق اور پختہ عزم تھا... ہم بلا خیز طوفانوں کا مقابلہ کر چکے اور پرسکون ساحل ہر چند کہ فاصلے پر ہے مگر دکھائی دے رہا ہے۔''[۱۰۴]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قائد اچھی طرح جانتے تھے کہ اقتصادی ترقی نہ صرف عوام کا معیار زندگی اور حالت بہتر



بنانے کیلئے بلکہ سیاسی طاقت اور عالمی معاملات میں سفارتی اثر ورسوخ حاصل کرنے کیلئے بھی بنیادی عنصر ہے۔ قبل ازیں اگست ۱۹۴۴ء میں انہوں نے مستقبل کے پاکستان کیلئے معاشرتی و معاشی ترقی کا ایک جامع منصوبہ تیار کرنے کیلئے ایک کمیٹی مقرر کی۔[۱۰۵] اگرچہ پاکستان کے ظہور کے بعد وہ گوناگوں مسائل میں گھرے ہوئے تھے مگر ان کی توجہ معاشی اور صنعتی ترقی کی ضرورت پر مرکوز تھی اور انہوں نے اس مقصد کے حصول کیلئے ضروری اقدامات کئے۔ اپنی نشری تقریر میں انہوں نے امریکہ کے عوام سے کہا کہ ان کا عزم یہ ہے کہ ''اپنے عوام کا معیار زندگی بہتر بنانے کیلئے ملک کے قدرتی وسائل کو بروئے کار لایا جائے اور انہیں احتیاج اور خوف سے نجات دلائی جائے۔''[۱۰۶] آسٹریلیا کے عوام سے اپنی نشری تقریر میں انہوں نے اسی قسم کی خواہش کا اظہار کیا۔[۱۰۷] چٹاگانگ کے دورے میں اس ضرورت کی نشاندہی کی ''اپنے حسین کرنافلی دریا پر تصرف کر کے سیلابوں اور ریتی پر قابو پایا جائے، کھیتوں کو پانی فراہم کیا جائے اور ارزاں پن بجلی بنائی جائے۔'' انہوں نے اپنے اعتماد کا اظہار کیا کہ ''چٹاگانگ کی قسمت میں لکھا ہے کہ وہ ایشیا کی عظیم رانی اور پاکستان کی گذرگاہ بنے۔''[۱۰۸] اگرچہ وہ بیمار تھے اور تھکن سے چور تھے لیکن پھر بھی انہوں نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاح کیلئے زیارت سے کراچی کا سفر طے کیا کیونکہ انہیں یقین تھا کہ ''اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا آغاز دراصل مالیاتی دائرے میں ہماری مملکت کی خودمختاری کی علامت ہے۔''[۱۰۹]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بین الاقوامی تعلقات میں پاکستان نے اقوامِ عالم کے ساتھ امن اور مفاہمت کی پالیسی پر عمل کیا اور ہمسایہ ملکوں سے صلح اور خیر سگالی اور مسلم ممالک کے ساتھ برادرانہ خلوص روا رکھا۔ پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے ہی قائد نے عالمِ اسلام اور خاص طور پر مشرقِ وسطیٰ اور ترکی کے بااثر افراد کے ساتھ اور عرب لیگ اور اخوان المسلمین جیسی تنظیموں کے سربراہوں

سے دوستی کے مضبوط رابطے قائم کر لئے تھے۔[۱۱۰] انہی رابطوں کو بطور قومی حکمتِ عملی کے مزید مستحکم کیا گیا۔

قائد کو انسانوں کی عالمگیر برادری پر کامل اور قوی یقین تھا جس کی علامت اپنی کمزوریوں کے باوجود اقوام متحدہ تھی۔ جب کشمیر کے مسئلے پر انہیں تبصرہ کرنے کیلئے کہا گیا تو انہوں نے کہا ''میں کشمیر کے مسئلے پر کچھ کہنا نہیں چاہتا کیونکہ یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں تصفیہ طلب ہے۔''

بحریہ کے اپچ ایم پی ایس ''دلاور'' کے افسروں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا ''جنگ سے بیزار انسانیت اقوامِ متحدہ کے ارتقاء کی جانب امید وبیم کی نظروں سے دیکھ رہی ہے کیونکہ اس ادارے کی اسباب جنگ اور امن عالم کے خطرات سے کامیابی کے ساتھ نمٹنے کی صلاحیت پر ہی بنی نوع انسان کی نجات اور تہذیب کے مستقبل کا انحصار ہوگا۔''[۱۱۱]

امریکہ کیلئے اپنی نشری تقریر میں وہ پُر امید تھے کہ ''اقوام متحدہ جیسی تنظیموں کے ذریعے پاکستان دوسرے تمام ممالک کے ساتھ ایک روز ایک بہتر دنیا میں داخل ہوگا۔''[۱۱۲]

جب ترکی کے سفیر نے امید ظاہر کی ''انسانوں کے درمیان امن اور تہذیب کیلئے پاکستان بیش بہا خدمات انجام دے گا''[۱۱۳] تو قائد نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا ''ترکی کے عوام نے اپنی شجاعت سے اور آپ کے رہنماؤں نے اپنی آزادی اور خودمختاری کیلئے یکہ وتنہا یورپ کا مقابلہ کیا اس نے ہمارے دل جیت لئے''[۱۱۴] اور ''یہ آزادی اور خودمختاری ابھی تک محفوظ ہے''[۱۱۵] برما کی آزادی پر مبارکباد دیتے ہوئے انہوں نے اظہارِ خیال کیا ''یہ استعماری سلطنت کے دور اور مغرب کے ہاتھوں مشرق کے استحصال کے خاتمے کی نشاندہی ہے۔ یہ آپ کے اور ہمارے ملک کے پسماندہ عوام کیلئے توقعات اور امیدوں کے نئے دور کا آغاز ہے۔''[۱۱۶] جب سری لنکا آزاد ہوا تو انہوں نے اسی قسم کے جذبات کا اظہار کیا۔[۱۱۷] جب امریکہ کے سفیر نے امید ظاہر کی کہ ''اپنے رقبے اور عوام کی توانائی اور امکانی وسائل کے اعتبار سے پاکستان کا حق بنتا ہے کہ وہ نہایت اہم کردار ادا

کرے،[۱۱۸] تو قائد نے جواب دیا ''پاکستان کے عوام دنیا کے آزاد ممالک کی خیر سگالی اور دوستی کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتے۔''[۱۱۹]

افغانستان نے ڈیورنڈ لائن کو بین الاقوامی سرحد ماننے سے اور شمال مغربی قبائلی علاقوں کو پاکستان میں شامل کرنے پر اعتراض کیا[۱۲۰] اور دریائے سندھ کی دوسری جانب پٹھان آبادی والے علاقوں پر بزور قبضہ کرنے کا عزم بحال رکھا۔ جب حکومتِ پاکستان نے اعلان کیا کہ وہ ''قبائلی لوگوں کو ملک کا لازمی جزو'' سمجھتے ہیں تو افغانستان نے اس پر احتجاج کیا۔[۱۲۱] تاہم قائد کے پہل کرنے سے پاکستان کے تعلقات اپنے شمال مغربی ہمسائے سے کچھ بہتر ہونے لگے۔ قائد نے سعید اللہ خان کو اپنا ذاتی نمائندہ بنا کر کابل روانہ کیا تا کہ وہ اس ملک کے ساتھ اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔[۱۲۲] بالآخر دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہو گئے اور ۲۵ فروری کو شاہ کے چچا شاہ ولی خان کو افغان سفیر مقرر کر دیا گیا۔[۱۲۳] انہوں نے امید ظاہر کی کہ ''دونوں ملکوں کے درمیان تمام معاملات خوش اسلوبی سے طے پا جائیں گے جو دونوں ملکوں کیلئے سود مند ہوگا۔''[۱۲۴]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اپنے مشرقی ہمسائے سے امن اور ہم آہنگی کیلئے قائد کی پُر خلوص خواہش کے باوجود پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات میں ہندوستان کی کئی مسئلوں پر ہٹ دھرمی کی وجہ سے بگاڑ ہی رہا جن میں تقسیم کے وقت برطانوی ہند کی حکومت کی نقدی میں پاکستان کا حصہ اور فوجی ساز و سامان کی منتقلی شامل تھے۔ کشمیر کا تنازعہ جس پر دونوں ملکوں کے درمیان تین جنگیں ہو چکی ہیں ابھی تک ایک رستا ہوا ناسور ہے۔ کشمیر کے بنیادی مسئلے پر حالیہ فوجی نقل و حرکت اور اس کی وجہ سے دونوں ملکوں کے مابین تناؤ کسی وقت بھی جنگ کا پیش خیمہ بن سکتا تھا۔

انصاف سے دیکھا جائے تو زرِ نقد میں پاکستان کا حصہ ایک ارب روپے بنتا تھا لیکن

ہندوستان نے ۲۰ کروڑ روپے سے زیادہ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔[۱۲۵] پاکستان کے وزیرِ خزانہ کو امید نہیں تھی کہ ہندوستان زرِ نقد میں سے پاکستان کا واجب الادا حصہ بے باق کرے گا۔[۱۲۶] تاہم گاندھی کی مداخلت پر ہندوستان نے ۲۱ جنوری ۱۹۴۸ء کو مزید پچاس کروڑ روپے پاکستان کو منتقل کر دیے۔[۱۲۷]

پاکستان کا گورنر جنرل بنانے سے قائد کے انکار کو ماؤنٹ بیٹن اپنی توہین سمجھا اور ناراض ہو کر صریحاً جانب داری کا کردار ادا کیا اور برطانوی لیبر حکومت کی چشم پوشی سے پاکستان کو نقصان پہنچا کر ہندوستان کو ناواجب فائدوں سے نوازا۔ ۵ جولائی ۱۹۴۸ء کو پاکستان کے وزیرِ خزانہ غلام محمد نے لندن کی ایک پریس کانفرنس میں ان کی (ماؤنٹ بیٹن کی) بے حجاب جانبداری پر شدید تنقید کی۔ خاص طور پر مشرقی پنجاب میں منظّم فرقہ وارانہ قتلِ عام کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے الزام لگایا کہ ''ان سارے واقعات کا تدارک نہ کرنے کی ذمہ داری لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے کندھوں پر ہے۔'' انہوں نے ماؤنٹ بیٹن کو قصور وار ٹھہرایا کہ اس نے ''دو مہینوں کے اندر تقسیم مسلّط کر دی'' جو ''فیصلے کی غلطی تھی۔'' انہوں نے مزید کہا کہ ''فوجی ساز و سامان کی تقسیم میں ''لارڈ ماؤنٹ بیٹن، نہرو اور بلدیو سنگھ کے قول و قرار کے باوجود'' پاکستان کے ساتھ خاص طور پر سخت ناانصافی ہوئی ہے۔ پاکستان کو فی الواقع جو موصول ہوا وہ ۱۲ نمبر کے جوتے اور اسی قسم کا بیکار فوجی سامان تھا۔[۱۲۸]

ماؤنٹ بیٹن کے اعزاز میں دیے گئے ایک عشائیے میں پاکستان کے ہائی کمشنر نے برطانیہ کے وزیرِ اعظم کی دعوت یہ کہہ کر مسترد کر دی کہ ''ماؤنٹ بیٹن کی پالیسی نے پاکستان کے عوام کو سراسر برگشتہ کر دیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں ماؤنٹ بیٹن نے اپنے دورِ حکومت میں پاکستان کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔''[۱۲۹] مشرقی پنجاب کے قتلِ عام کا ذکر کرتے ہوئے فیروز خان نون نے کہا ''یہ کہنا کہ اس وقت کے گورنر پنجاب سر ایوان جنکنز نے ماؤنٹ بیٹن کو گمراہ کیا تھا ایک

انتہائی بودی دلیل ہے۔"[۱۳۰]

قائد کی خواہش تھی کہ ہندوستان کے ساتھ صلح صفائی ہو جائے۔ جب ۳۱ جنوری ۱۹۴۸ء کو گاندھی کی المناک موت واقع ہوئی تو قائد نے فراخدلی سے افسوس کا اظہار کیا "ہمارے سیاسی اختلافات خواہ کچھ بھی رہے ہوں وہ ان عظیم افراد میں سے ایک تھے جو ہندو قوم نے پیدا کئے اور وہ ایک ایسے رہنما تھے جن کو اپنی قوم کا مکمل اعتماد اور احترام حاصل تھا۔"[۱۳۱] انہوں نے ماؤنٹ بیٹن کو بھی تعزیت کا پیغام بھیجا۔[۱۳۲] حکومتِ پاکستان نے بھی ہندوستانی رہنما کی المناک موت پر اپنی ہمدردی اور رنج و ملال کے اظہار کے طور پر ایک دن کی عام تعطیل کا اعلان کیا۔[۱۳۳] ماؤنٹ بیٹن کی جگہ بحیثیت گورنر جنرل سی راج گوپال آچاری کے تقرر پر قائد نے انہیں "پرتپاک مبارکباد" کا تار بھیجا۔ انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا "مجھے امید ہے کہ آپ کی رہنمائی میں دونوں مملکتوں کے مابین حقیقی دوستی کا آغاز ہوگا۔ یہ نہ صرف ہندوستان کیلئے بلکہ پاکستان کیلئے بھی انتہائی ضروری ہے۔"[۱۳۴] راج گوپال آچاری نے جواباً اس کی تائید کی کہ "ہندوستان اور پاکستان کے مابین دوستی اور امدادِ باہمی انتہائی ضروری ہے۔"[۱۳۵] ہندوستان کے مخالفانہ رویے کے باوجود قائد کو امید تھی کہ مستقبل میں ہندوستان کے ساتھ امن سے رہیں گے۔ جب سویٹزرلینڈ کے ایک نامہ نگار نے سوال کیا کہ آیا بقائے باہمی ممکن بھی ہے تو قائد نے جواب دیا "جی ہاں، بشرطیکہ حکومتِ ہندوستان اپنا احساس برتری ترک کر دے اور پاکستان کے ساتھ مساویانہ حیثیت سے پیش آئے۔" ہندوستان کے ساتھ امن اور خیر سگالی کی پُرخلوص آرزو میں قائد نے دفاع اور سلامتی کیلئے باہمی تعاون کے امکان کے بارے میں بھی غور کیا تھا۔[۱۳۶]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بلوچستان کے بارے میں قائد کو خصوصی طور پر فکر نہ صرف اس لئے تھی کہ وہ براہِ راست گورنر جنرل کے ماتحت تھا بلکہ وہ پاکستان کا سب سے زیادہ فراموش کردہ اور پس ماندہ حصہ

تھا۔ انہوں نے بلوچستان میں سرکاری افسروں کو ہدایت کی کہ ''جتنا ممکن ہو سکے اپنا سکھ چین بھلا دیجئے اور زیادہ سے زیادہ وقت زیادہ سے زیادہ کاموں میں صرف کیجئے۔''[۱۳۷] انہوں نے سبّی دربار میں کہا ''ہمارے حوالے کی گئی انتظامیہ عوام کی خواہشات اور امنگوں سے بے نیاز تھی'' اور ''اس میں تنقید سننے کا بھی حوصلہ نہ تھا اور نہ کسی طرح کی سیاسی اصلاحات کی ضرورت کا احساس تھا۔'' بلوچستان کی انتظامیہ کو متوازن بنیاد پر استوار کرنے کیلئے انہوں نے گورنر جنرل کی مشاورتی کونسل تشکیل دی۔[۱۳۸] سبّی میں ایک پریس کانفرنس کے دوران انہوں نے کہا ''میری روح اور میرے دل کی دھڑکن مجھے یقین دلاتے ہیں کہ مَیں بلوچستان کیلئے اس کی موجودہ حالت میں بہت کارآمد ثابت ہوں گا۔''[۱۳۹]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قائد کا تصورِ پاکستان ایک جدید، روشن خیال اور ترقی پذیر جمہوریت کا تھا جسے اسلام کے سماجی انصاف اور انسانی مساوات کے اصولوں سے تقویت حاصل ہوئی۔[۱۴۰]

عید میلاد النبیؐ کے موقع پر اپنے پیغام میں انہوں نے واضح کیا ''اسلام کے اصولوں کا آج بھی ہماری زندگی پر اسی طرح اطلاق ہوتا ہے جس طرح تیرہ سو سال قبل تھا.... اسلام محض رسومات، روایات اور دینی عقائد کا مجموعہ نہیں ہے۔ اسلام ہر مسلمان کیلئے ایک ضابطہ ہے جو اس کی زندگی اور طرزِ عمل کو باقاعدہ بناتا ہے۔''[۱۴۱] سبّی دربار سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے واضح کیا ''ہماری نجات انہی سنہری اصولوں کی پابندی میں ہے جو ہمارے شارع اعظم پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لئے معین کئے ہیں۔''[۱۴۲] آسٹریلیا کیلئے اپنی نشری تقریر میں انہوں نے واضح کیا کہ پاکستان کوئی پاپائیت نہیں بلکہ جدید جمہوریت ہے اور ایک رفاہی ملک ہے۔[۱۴۳] معیشت کے شعبے میں وہ چاہتے تھے کہ پاکستان اسلام کے ضابطوں اور اصولوں سے رہنمائی حاصل کرے اور ان کا تصور تھا کہ ''مغرب کے معاشی اصول اور عمل سے کوئی مدد نہیں ملے گی پاکستان کو'' ایک

ایسا معاشی نظام مرتب کرنا پڑے گا جس کی بنیاد انسانی مساوات اور سماجی انصاف کے صحیح اسلامی اصولوں پر رکھی جائے۔''[۱۴۴]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

محمد علی جناح کو قدرت نے دل و دماغ کی غیر معمولی صفات ودیعت کی تھیں۔ وہ انتہائی زود فہم، ذکی اور لطیف مزاح کے مالک تھے اور ان کی سیاسی گفتگو اپنے معقول دلائل، سلاستِ زبان، واضح نظریات اور اسلوبِ بیان میں منفرد ہوا کرتی تھی۔ ان کی بے داغ دیانتداری، بے عیب راست بازی اور مقصد کے ساتھ خلوص نے انہیں دوسرے سیاستدانوں سے منفرد کر دیا تھا۔ انہیں حق اور ناحق کا طبعی اور یقینی احساس تھا۔ انہیں قانون کا غیر معمولی فہم اور ادراک تھا۔ آئین اور قانون کے احترام اور اس سے وابستگی کے علاوہ وہ اپنے شہری فرائض کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ ایک برگزیدہ اور جمہوریت پسند انسان کے طور پر وہ اس بات کے خلاف تھے کہ وہ خود یا کوئی اور کسی سیاسی جماعت اور حکومت میں بیک وقت عہدہ سنبھالے۔ انہوں نے اس بلا جواز تجویز کو مسترد کر دیا کہ انہیں اس قاعدے سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔[۱۴۵] ان کے تصور میں گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالتے ہوئے کسی سیاسی جماعت کا سربراہ رہنا ایک قطعاً نامناسب بات ہے۔ جب قائداعظم نے پاکستان مسلم لیگ کی صدارت چھوڑ دی تو چودھری خلیق الزماں کو جماعت کا منتظم بنا دیا گیا۔[۱۴۶] جب قائد نے نئے جمہوری نظام میں وردی پوش رضا کاروں کے کردار کو غیر ضروری سمجھا تو مسلم نیشنل گارڈز کو برخاست کرنے کا مشورہ دیا۔[۱۴۷]

آئین کے پاسدار کی حیثیت سے انہوں نے مقننہ کے ایک قانونی مسودے پر اپنی منظوری روکے رکھی کیونکہ اس کی ایک شق سے ''موجودہ قوانین کے تحت کئے گئے معاہدوں کے تقدس پر چوٹ لگتی تھی۔ لہٰذا یہ شق آئینی اور قانونی اعتبار سے صحیح نہیں۔''[۱۴۸] جب پنجاب کے گورنر فرانسس موڈی نے ایک مسودۂ قانون پر قائد کا خیال معلوم کرنے کی کوشش کی تو

انہوں نے مشورہ دیا ''مسودۂ قانون کا معاملہ طے کرنا گورنر کا کام ہے اور یہ خود انہیں غور کرنا چاہئے کہ آیا وہ اس کی منظوری دیں یا نہ دیں۔ گورنر جنرل کیلئے نہ تو یہ لازم ہے اور نہ ہی ان کی خواہش ہے کہ وہ کسی رائے کا اظہار کریں.... کیونکہ قانون نے یہ فرض انہیں تفویض نہیں کیا ہے۔''[۱۴۹] جب گورنر نے ایک بار اس خیال کا اظہار کیا کہ گورنر جنرل کے حکم سے ایک موجودہ قانون مسترد ہو گیا ہے تو قائد نے جواب دیا ''آپ کی بات سن کر مجھے تعجب ہوا کہ میرے حکم سے قانونِ حکومت ہند کی شرائط منسوخ ہو جاتی ہیں۔ مجھے ایسا کوئی اختیار تفویض نہیں ہوا ہے کہ مَیں یہ فیصلہ کر سکوں کہ آیا یہ مسودۂ قانون دائرۂ اختیار سے باہر ہے یا نہیں۔ ان معاملات میں میری خواہش ہے کہ آپ کچھ زیادہ وضاحت کیا کریں اور مناسب قانونی مشورہ لیا کریں۔''[۱۵۰]

قائد کا عقیدہ تھا کہ ملک کے تمام ادارے آئین کے دائرے میں اپنے فرائض انجام دیں۔ انہوں نے مسلح افواج کے افسروں کو نصیحت کی کہ وہ پاکستان کے آئین کا مطالعہ کریں اور اس کے مضمرات کو سمجھیں۔[۱۵۱] جب مہاراجہ کپورتھلہ نے ان سے گزارش کی کہ وہ اپنے اثر و رسوخ سے پاکستان میں پھنسی ہوئی ان کی ایک موٹر گاڑی واپس دلا دیں تو قائداعظم نے جو مرکزی اختیارات کی حدود کی خلاف ورزی کرنے اور صوبائی عمل داری میں خلل اندازی کے معاملے میں بڑے حساس تھے جواب دیا ''مجھے بہت افسوس ہے کہ آئینِ پاکستان کے تحت یہ ان فرائض میں سے نہیں جو مجھے سرانجام دینے پڑتے ہیں۔ اس مسئلے کا فیصلہ کرنا تمام تر مغربی پنجاب کی حکومت پر موقوف ہے۔''[۱۵۲] قانون کی بالادستی پر قائد کے پختہ اور غیر متزلزل یقین پر اعتبار کر کے ایک پٹہ دار نے ہمت کر کے خود گورنر جنرل کو ایک نوٹس پیش کر دیا ''آگاہ رہیں کہ آپ کے ذمے جو زمین کا کرایہ اور مقامی محصول ہے ۵ جولائی ۱۹۴۸ء سے پہلے ادا کر دیں ورنہ.... آپ کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔''[۱۵۳] امریکہ کے میگزین ''لائف'' کو جواب دیتے ہوئے ''ڈان'' کے مدیر نے اختصار کے ساتھ لکھا کہ ''لائف'' کا کہنا ہے کہ

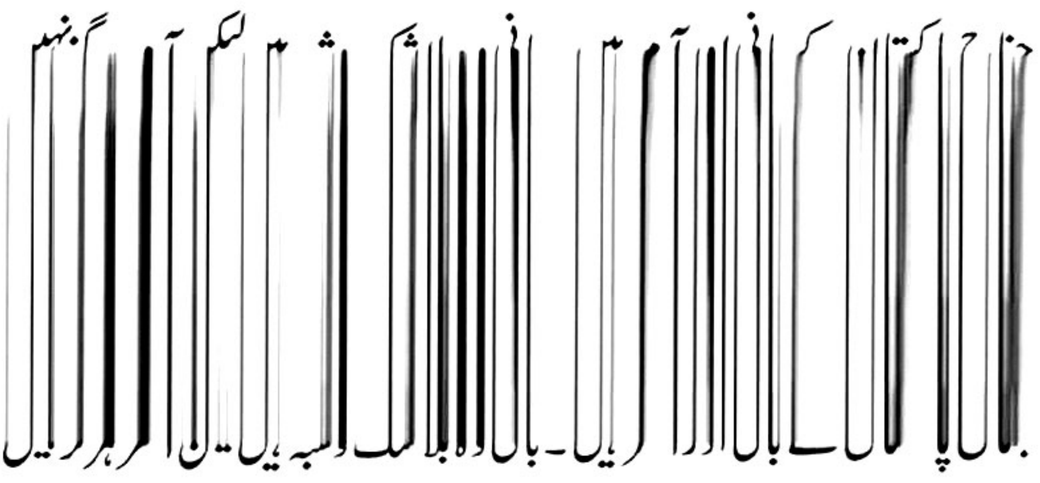

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

چونکہ وہ خود بہت دیانتدار تھے اس لئے قائد قومی سرمائے کے اخراجات پر خصوصی نظر رکھتے تھے۔ انہوں نے جزرسی اور کفایت شعاری کا رجحان پیدا کر دیا تھا۔ ان کا اصرار تھا کہ قومی اور ادارہ جاتی حسابات کی جانچ پڑتال مناسب اور محتاط طریقے سے کی جائے اور وہ اس طرح کے فنڈ میں آمدنی اور ادائیگی اور اس کے آڈٹ پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ انہوں نے قائداعظم ریلیف فنڈ کے خازن کو ہفتہ وار گوشوارہ نہ بھیجنے پر ڈانٹ پلائی۔[۱۵۵] بے شمار مسائل میں گھرے رہنے کے باوجود انہوں نے بینک کے گوشواروں کی چھان بین کیلئے وقت نکال لیا اور اپنے بینکار کو لکھا ''مَیں نے جو ۲۸ چیک اور ڈرافٹ وقتاً فوقتاً وصول کرنے اور پاکستان فنڈ کے حساب میں جمع کرنے کیلئے بھیجے تھے وہ ابھی تک میرے حساب میں غیر ادا شدہ ہیں۔''[۱۵۶] انہوں نے بینک کو ہدایت کی کہ پاکستان فنڈ کے گوشوارے ہر روز بھیجا کرے کیونکہ اگست تا اکتوبر ۱۹۴۷ء کے فسادات کی وجہ سے یہ انہیں پیش نہیں کئے گئے تھے۔[۱۵۷] قائد کو اپنے شہری فرائض کا خاص خیال تھا۔ ۷ اگست ۱۹۴۷ء کو جب وہ ہندوستان سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو رہے تھے تو انہوں نے ٹیلیفون کا بل[۱۵۸] اور انکم ٹیکس[۱۵۹] پیشگی ادا کر دیے۔ دہلی میں انکم ٹیکس افسر کو ٹیکس کی ذمہ داری واضح کرتے ہوئے انہوں نے کہا ''مَیں نے ۱۰ اورنگزیب روڈ کی جائیداد اپنے حصص بیچ کر خریدی تھی۔ اس جائیداد سے کوئی آمدنی حاصل نہیں ہوئی کیونکہ یہ کبھی کرائے پر نہیں دی گئی تھی۔''[۱۶۰] بیماری کی وجہ سے زیارت جانے سے پہلے انہوں نے اصرار کیا کہ وہاں رہائش کے دوران جتنے بھی ذاتی اخراجات ہوں گے وہ خود ادا کریں گے۔[۱۶۱] مالیاتی معاملات میں ان کی اصول پرستی اس واقعے سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے کل وقتی مشیرِ قانون کو لا کالج میں پڑھانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔[۱۶۲]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

لوگوں کے ساتھ قائد کا برتاؤ غیر جانبدارانہ، دوٹوک لیکن شائستہ ہوا کرتا تھا۔ جب ان کے ایک قریبی دوست سید واجد علی نے عشائیے کی دعوت دی تو انہوں نے صاف کہہ دیا ''اگر میں دوستوں کی نجی دعوتیں قبول کرنے لگوں تو میرے لئے انہیں سنبھالنا ناممکن ہو جائے گا.... اگر میں اس میں امتیاز برتوں تو یقیناً وہ شخص ناراض ہو جائے گا جس کی دعوت میں قبول نہ کر سکوں گا۔ تاہم قائد نے اپنے ممکنہ میزبان کی تسلّی کیلئے انہیں اور ان کی بیگم کو چائے پر بلایا۔[۱۶۳]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قائد کی غیر معمولی صفات نے عالمگیر ستائش بلکہ عقیدت کے جذبات ابھار دیے ان کی اکہترویں سالگرہ پر جنوبی افریقہ میں نیٹال کے مسلمانوں نے اپنی نیک خواہشات کا ایک پُر جوش پیغام بھیجا۔[۱۶۴] آسٹریلیا سے ڈوروتھی ہگنز (Dorothy Higgins) نے ان کی نشری تقریر پر اپنی گرم جوشی کا اس طرح اظہار کیا ''میں پندرہ سال سے زیادہ عرصے سے ریڈیو سن رہی ہوں لیکن کسی تقریر سے اتنی متاثر نہیں ہوئی تھی۔ آخر میں جب آپ نے السلام علیکم کہا تو مجھے ایسا لگا جیسے ایک شریف اور مقدس انسان نے مجھے دعا دی ہے۔''[۱۶۵] آسٹریلیا کے ایک اور شخص فرینک کلیون (Frank Clune) نے اسی نشریہ کے متعلق کہا ''جنابِ عالی! ''مجھے کہنا پڑتا ہے کہ مَیں نے ریڈیو پر اس سے زیادہ فصیح تقریر نہیں سنی۔'' میرے ایک دوست نے کہا کہ مسٹر جناح یقینی طور پر جدید دنیا کے ڈیماس تھینیز (Demosthenes)[۱۶۶] ہیں۔''[۱۶۷]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

برصغیر کی سیاسی تاریخ میں محمد علی جناح کا مرتبہ اپنے ہم عصروں میں سب سے بلند نظر آتا ہے۔ وہ اخلاقِ حسنہ کے ستون اور قومی فرائض کی ادائیگی میں صداقت کے دیوتا تھے کیونکہ وہ ان فرائض کو ایک ایسی امانت سمجھتے تھے جس میں کبھی خیانت نہیں کی جا سکتی۔ وہ اپنے مخفی اور موذی مرض کا مقابلہ حوصلے اور ہمت سے کرتے رہے اور اپنی انحطاط پذیر توانائی کو نوخیز مملکت کو

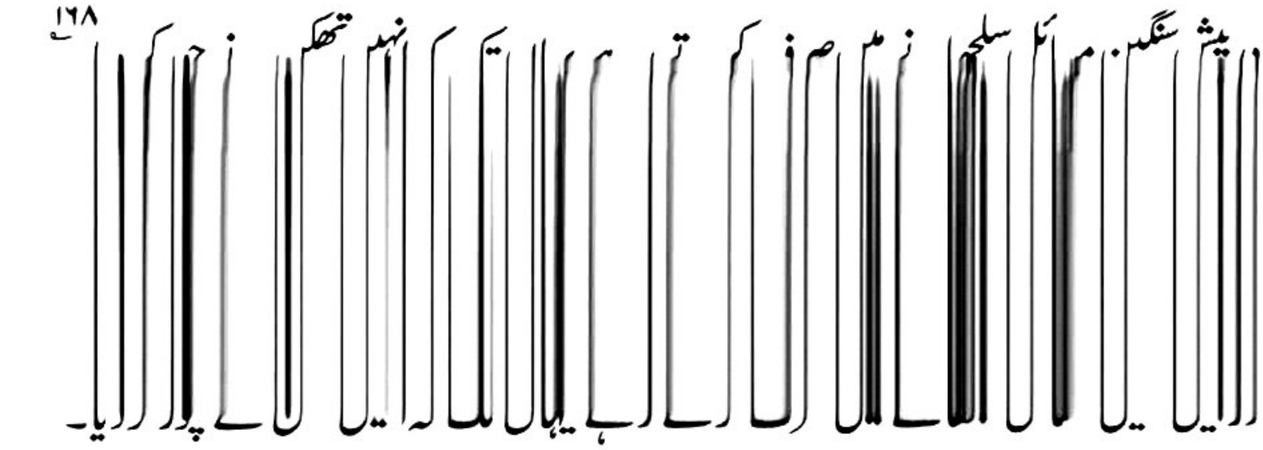

فروری ۱۹۴۸ء میں بلوچستان کے دورے کے بعد انہوں نے مارچ میں نو دنوں کیلئے مشرقی بنگال کا دورہ کیا جس میں انہوں نے ڈھاکہ میں تین لاکھ کے ایک بڑے عوامی جلسے سے خطاب کیا۔[۱۶۹] پھر ڈھاکہ یونیورسٹی میں تقسیمِ اسناد کے موقع پر خطاب کیا اور وہاں سے چٹاگانگ گئے تاکہ بذاتِ خود وہاں کے مسائل کا جائزہ لے سکیں اور وہاں بے شمار افراد اور وفود سے ملاقاتیں کیں۔ اپریل میں صوبۂ سرحد کا طوفانی دورہ کرنے کے بعد وہ مئی میں کوئٹہ گئے تاکہ بلوچستان کی مشاورتی کونسل کی تشکیل کا کام مکمل کریں۔ پھر انہیں آرام اور صحت کی بحالی کیلئے زیارت لے جایا گیا جہاں سے وہ یکم جولائی کو اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کرنے کیلئے کراچی واپس آئے۔ ان تھکا دینے والے فرائض سے ان کا ناتواں جسم مزید کمزور ہوتا چلا گیا۔

فاطمہ جناح کا خیال تھا کہ قائد کی صحت تشویش ناک حد تک اس وقت خراب ہوئی جب اپریل ۱۹۴۸ء میں پشاور کے ایک جلسۂ عام کے دوران بارش ہونے لگی لیکن ہزاروں لوگ اسی طرح بیٹھے رہے۔ مس جناح کا کہنا تھا کہ میرے بھائی ان لوگوں کو مایوس کرنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ بارش سے ہڈیوں تک شرابور ہو گئے لیکن خراب موسم کا مقابلہ کرتے ہوئے جلسے میں اسی طرح بیٹھے رہے۔ اس رات انہیں زکام، سردی، کھانسی اور تیز بخار ہو گیا۔ کراچی واپس جانے کے بعد بھی ان کی صحت بہتر نہیں ہوئی۔ مس جناح نے ان سے التجا کی کہ وہ کراچی سے کوئٹہ یا زیارت چلے جائیں جہاں کا موسم خوشگوار اور آب و ہوا صحت افزا ہے۔ قائد کے ذاتی معالج ڈاکٹر رحمٰن نے بھی مس جناح کی تائید کی اور خبردار کیا کہ ''اگر وہ کم از کم دو ماہ تک اپنا سارا کام چھوڑ کر مکمل آرام نہ کریں گے تو ان کی صحت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔''[۱۷۰] ۲۵ مئی ۱۹۴۸ء کو وہ کوئٹہ چلے گئے[۱۷۱] جہاں چند دنوں ہی میں ان کی صحت بہتر ہونے لگی۔[۱۷۲] ۷ جون کو انہیں زیارت منتقل کر دیا گیا جہاں انہوں نے ریزیڈنسی میں قیام کیا۔[۱۷۳] تاہم پندرہ روز بعد ہی انہوں نے کراچی جا کر اسٹیٹ بینک آف

پاکستان کا افتتاح کرنے کا فیصلہ کیا۔ کراچی جانے اور واپس آنے کے تکلیف دہ سفر کے خیال سے مس جناح نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو قائد نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا ''ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم میں یہ صلاحیت ہے کہ ہم نہ صرف سیاست کے میدان میں بلکہ مالیات اور بینکاری میں بھی اپنے ملک کو چلا سکتے ہیں۔ لہٰذا میری موجودگی بہت ضروری ہے.... میری صحت کے بارے میں کیوں تشویش کی جائے۔ یہ ایک فرض ہے جو مجھے ادا کرنا ہے۔ مَیں یہ کہہ کر اس سے پہلو تہی نہیں کر سکتا کہ مَیں خطرہ مول نہیں لے سکتا۔''[۱۷۴] اس سفر نے ان کی صحت پر برا اثر ڈالا۔ مس جناح لکھتی ہیں کہ اپنی تقریر کے دوران ''ان کی آواز بمشکل سنائی دے رہی تھی اور تقریر کا متن پڑھتے ہوئے وہ بار بار رکتے اور کھانستے رہے تھے۔ تقریب کے بعد جب ہم گورنر جنرل ہاؤس واپس پہنچے تو وہ کپڑوں اور جوتوں سمیت بستر پر لیٹ گئے مگر بستر پر دراز اس ناتواں جسم میں ذہانت و فطانت کا شعلہ بدستور چمک رہا تھا۔[۱۷۵] پھر انہوں نے زیارت جاتے ہوئے کوئٹہ میں قیام کیا۔[۱۷۶]

زیارت میں لیاقت علی خاں اور سیکرٹری جنرل چودھری محمد علی ان سے ملنے کیلئے آئے۔[۱۷۷] چودھری محمد علی نے مشورہ دیا کہ کرنل الٰہی بخش کو جو ایک ممتاز ڈاکٹر ہیں قائد کے علاج کیلئے لاہور سے بلایا جائے۔ اپنی آمد کے بعد جب ڈاکٹر نے خیریت دریافت کی تو قائد نے حسبِ معمول بے نیازی سے کہا کہ پیٹ کی خرابی کے علاوہ انہیں اور کوئی تکلیف نہیں ہے۔ ''مَیں پچھلے چودہ برسوں سے روزانہ چودہ گھنٹے کام کر رہا ہوں اور مَیں نہیں جانتا کہ بیماری کیا ہوتی ہے۔ تاہم کچھ برسوں سے مجھے بخار اور کھانسی کی شکایت اکثر رہنے لگی ہے۔''[۱۷۸] مکمل معائنے کے بعد ڈاکٹر نے کہا ''جنابِ عالی! مجھے ڈر ہے کہ طبّی امتحانوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے پھیپھڑے جراثیم سے متاثر ہیں۔'' قائد نے یہ خبر خاموشی اور بے نیازی سے سنی اور کچھ دیر خاموش رہ کر کہا ''اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے دق کی بیماری ہے۔'' وہ چاہتے تھے کہ ان کی بہن کو اس تکلیف کا علم نہ ہو مگر

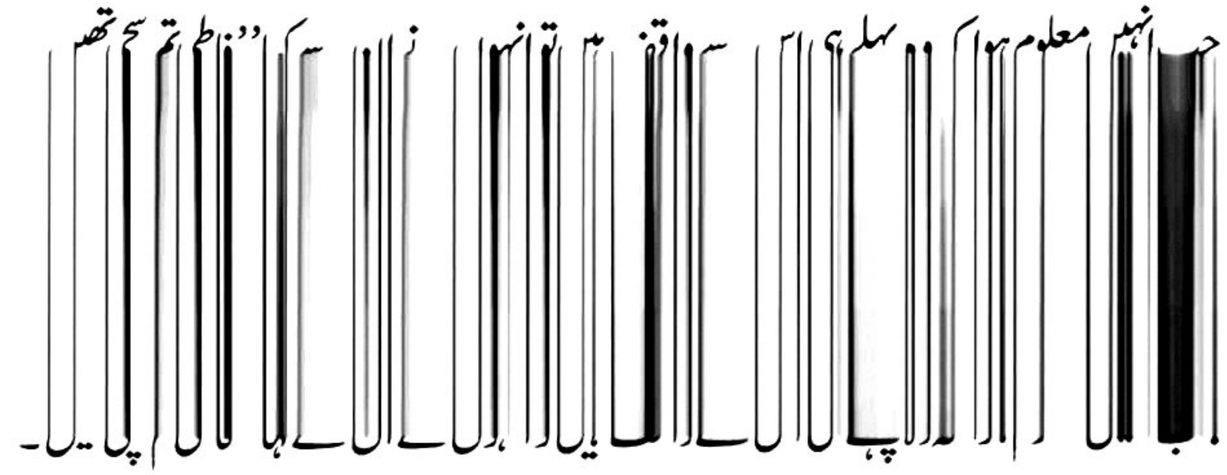

مجھے پہلے ہی کسی ماہر ڈاکٹر سے مشورہ کر لینا چاہئے تھا۔ لیکن مجھے افسوس نہیں ہے۔ انسان کوشش ہی کر سکتا ہے۔ تقدیر کی زبان ہمیشہ گونگی رہتی ہے۔ جتنی دیر ممکن ہو سکے میں اپنا مقررہ فرض ادا کرتا رہوں گا۔''[۱۷۹]

ان کے دوست اور ہمراز ابوالحسن اصفہانی جو واشنگٹن میں پاکستان کے سفیر تھے جب ۲۵ جولائی کو زیارت میں ان سے ملاقات کرنے آئے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ان سے برداشت نہ ہو سکا کہ متعدد معرکوں کا مرد آہن اس طرح بے بسی سے بستر پر پڑا زندگی کی جدوجہد کر رہا ہے۔''[۱۸۰] انہوں نے واشنگٹن سے جلد ہی لکھا ''آپ سے میری استدعا ہے کہ ستمبر کے آخر تک کراچی واپس نہ جائیں۔ جب تک آپ کے جسم کی توانائی واپس نہ آ جائے جو آپ نے زیادہ مشقت اور زیادہ کام کرنے سے زائل کی ہے اس وقت تک مکمل آرام کریں اور کام سے دور رہیں۔''[۱۸۱] قائد نے انہیں تسلی دی ''آپ پریشان نہ ہوں۔ مَیں جلد واپس جانے کی نا سمجھی نہیں کروں گا۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر بھی مجھے ایسا کرنے نہیں دیں گے۔ آپ کی تشویش کا شکریہ۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔''[۱۸۲]

اگست کے دوسرے ہفتے میں ڈاکٹروں نے ان کے پیروں پر ورم دیکھا جو ان کے خیال میں دل پر اثر انداز ہو سکتا تھا۔ انہیں یہ احساس بھی تھا کہ زیارت کی بلندی ان کی صحت کیلئے ٹھیک نہیں لہٰذا مریض کو کوئٹہ منتقل کرنا چاہیے۔''[۱۸۳] ۱۳ اگست کو جب انہیں کوئٹہ لے جانے کا فیصلہ کیا گیا تو مس فاطمہ جناح کا کہنا ہے کہ ''انہوں نے اصرار کیا کہ وہ پائجامہ والے لباس میں سفر نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے زندگی میں کبھی ایسا نہیں کیا.... مَیں نے ان کے لئے بالکل نیا سوٹ نکالا.... ایک موزوں ٹائی نکالی اور کوٹ کی اوپر والی جیب میں رومال سجا دیا اور انہیں چمکتے ہوئے پمپ شوز پہنا دیے۔''[۱۸۴] اگست کے آخر تک قائد اپنے ناگزیر مقدر پر راضی برضا ہو گئے تھے۔ ۷ ستمبر

کوڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ انہیں کراچی منتقل کر دیا جائے۔[۱۸۵] مس جناح نے بیان کیا کہ وہ اس عرصے کے دوران نیند میں کشمیر، آئین (Constitution) اور مہاجرین کے بارے میں بڑبڑاتے تھے۔[۱۸۶]

جیسے جیسے ان کی گرتی ہوئی صحت کی تشویش ناک خبر پھیلتی گئی دنیا کو قائد کی بھرپور اور غیر معمولی زندگی کے اختتام کے اندیشے نے گھیر لیا۔ جب انہیں کراچی واپس لایا جا رہا تھا تو انہوں نے احتجاج کیا ''مجھے بیسا کھیوں پر کراچی مت لے جاؤ... مجھے موٹر کار سے اپنے کمرے تک اسٹریچر پر جانا بُرا لگتا ہے۔''[۱۸۷] انجام کو قریب دیکھتے ہوئے بھی انہوں نے اپنی مخصوص مزاحمت کا اظہار کیا۔ بہترین طبّی خبر گیری کیلئے کراچی سے ڈاکٹر مستری (Mistry) کو بلایا گیا۔ اصفہانی کو بھی تار بھیجا گیا کہ وہ امریکہ سے ایک ماہر ڈاکٹر کو فوراً بذریعۂ ہوائی جہاز روانہ کریں۔[۱۸۸] چوٹی کے ماہروں سے مشورہ کرنے کے بعد اصفہانی نے ڈاکٹر رگنز (Riggins) کو منتخب کیا جو ''سینہ اور پھیپھڑوں کے ایک مشہور ماہر ڈاکٹر تھے۔'' اور انہیں ۱۰ ستمبر کو پاکستان روانہ کر دیا۔[۱۸۹] لیکن اب دیر ہو چکی تھی ۱۱ ستمبر کو انہیں بہت نازک حالت میں ہوائی جہاز پر کراچی لایا گیا۔ ان کے معالج نے بعد میں بتایا کہ جب انہیں ہوائی جہاز کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو جہاز کے عملے نے انہیں سلامی دی جس کا انہوں نے فوراً جواب دیا۔ وہ اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ انہیں ''بغیر کوشش کئے کھانسنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔'' یہ ایک مثال تھی کہ ''موت کے منہ میں بھی انہیں اپنے فرض اور نظم و ضبط کا احساس تھا۔''[۱۹۰] ہوائی اڈے سے گورنر جنرل ہاؤس کے سفر میں کئی گھنٹے صرف ہو گئے کیونکہ راستے میں ایمبولینس خراب ہو گئی تھی۔[۱۹۱] اسی رات وہ روشنی جو تقریباً پچاس سال روشن و درخشاں رہی بالآخر جھلملا کر بجھ گئی۔ دمِ آخر ان کی جاں نثار بہن ان کے قریب تھیں اور انہوں نے یہ انجام اپنی آنکھوں سے دیکھا ''انہوں نے آخری کوشش کی اور آہستہ سے کہا ''فاطی! خدا حافظ.... لا اِلٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔'' ان کا سر ذرا دائیں جانب ڈھلک گیا اور آنکھیں بند ہو گئیں۔''[۱۹۲] اس طرح ایک

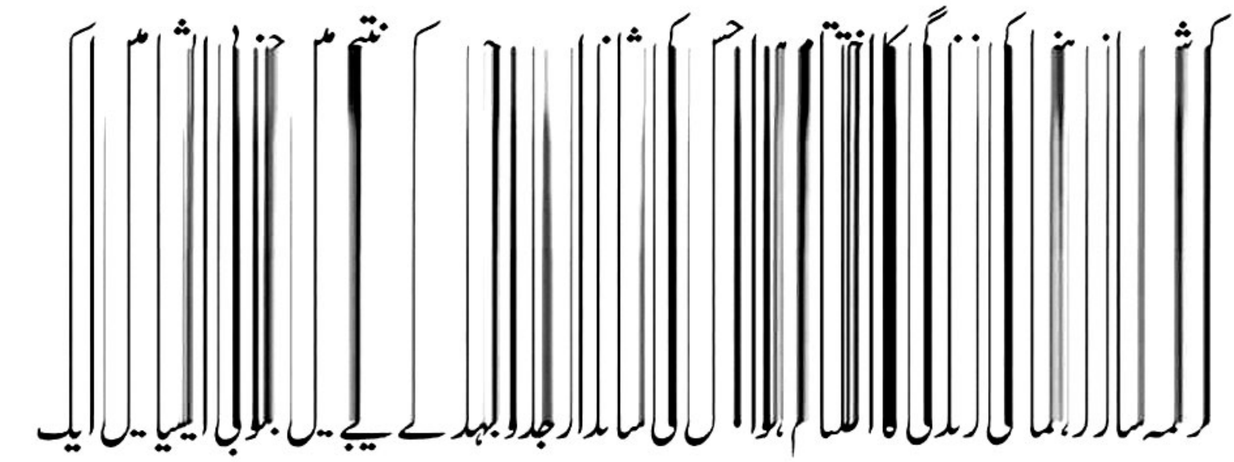

آزاد مسلم ملک ظہور میں آیا۔ اکثر کا خیال ہے کہ برصغیر کے سیاسی افق پر وہ روشن ترین ستارہ تھے۔

قائد کے انتقال کی خبر پاکستان اور دوسری جگہوں پر رنج واندوہ سے سنی گئی اور ساری دنیا سے تعزیت کے دل گداز پیغامات آنے لگے۔ شہزادی عابدہ سلطان نے جو سابق ریاست بھوپال کی ولی عہد تھیں تار بھیجا ''اس المناک خبر نے میرے ہوش اڑا دیے۔ ایک عظیم رہنما اور قوم کا بانی اور معمار اس نوزائیدہ قوم کو یتیم کر گیا۔''[۱۹۳]

پاکستان ائیر ہیڈ کوارٹرز کے پیغام میں لکھا تھا ''ایک عظیم انسان اور ایک پیاری شخصیت گذر گئی اور زندگی کو محروم تر کر گئی۔''[۱۹۴] کھارادر کے اسماعیلیہ فرقے کی خواتین نے لکھا ''آج پاکستان اپنے معمار سے اور مسلمان اپنے عظیم ترین رہنما سے محروم ہو گئے۔''[۱۹۵] شہر بمبئی سے جسے قائد نے اتنی تابانی بخشی تھی پیغام آیا ''وہ دو سال تک کارپوریشن کے رکن رہے۔ وہ ایک ممتاز وکیل اور ایک بے باک اور دیانتدار سیاست داں تھے۔''[۱۹۶] علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے، جس نے قائد کی مخلصانہ اور غیر متزلزل حمایت کی تھی اور مسلم قومی وطن کیلئے ان کا پیغام ہندوستان کے کونے کونے تک پہنچایا تھا، اپنی قرارداد میں تحریر کیا ''وہ ایک عظیم ہندوستانی، ایک عظیم مدبر، ایک عظیم رہنما اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کورٹ کے ممتاز رکن تھے۔''[۱۹۷]

کراچی کے پارسیوں نے نوحہ کیا ''ہمیں اس ناقابلِ بیان رنج والم میں ڈال کر موت نے اپنے بے رحم اور سرد ہاتھوں سے ہمارے محبوب قائد کو ہمارے درمیان سے ایسے وقت چھین لیا جب کہ ہمیں ان کی شدید ضرورت تھی.... بمبئی کا وہ ممتاز قانوں داں جس نے کئی قانونی معجزے دکھائے، پاکستان کا وہ شیر جس نے اپنے مخالفین کو نیچا دکھایا اور ہماری نوخیز مملکت کے بانی اور معمار آج میٹھی نیند سو رہے ہیں۔''[۱۹۸]

دنیا کے مختلف حصوں سے جو بے شمار تعزیتی پیغامات موصول ہوئے ان میں سے ایک

اردن سے پاکستان کے سوگوار عوام کیلئے ہمدردی کا پیغام بھی تھا''عالم اسلام کے رہنما کی وفات پر ہم آپ کے شریکِ غم ہیں۔تاریخ میں ان کی یاد ہمیشہ تازہ رہے گی اور نہ صرف پاکستان اور عالم اسلام کیلئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے بھی وہ ایک مثال بن کر رہیں گے۔''[۱۹۹] ایران کے سفارت خانے نے فاطمہ جناح کو لکھا''یہ ہمارے لئے دکھ کی بات ہے کہ ایک عظیم مفکر،ایک عظیم مسلم رہنما اور دنیا کی سب سے بڑی مسلم مملکت کا بانی اور معمار دائمی نیند سو گیا ہے۔''[۲۰۰] انڈین ایسوسی ایشن آف ٹنگانائیکا (موجودہ تنزانیہ) نے تار دیا''اس ناقابلِ تلافی نقصان پر ہماری ماتم پرسی اور ہمدردی قبول فرمایئے۔''[۲۰۱] ٹنانارائیو (Tananarive) سے کرم علی ہردجی (Karmali Hiridjee) نے لکھا''اس دکھ نے مڈغاسکر (Madagascar) کے مسلم فرقے کو غم واندوہ میں ڈبو دیا ہے۔''[۲۰۲] برطانوی کابینہ کے وزیر اسٹیفورڈ کرپس نے، جو برصغیر کے ممتاز رہنماؤں سے بخوبی واقف تھے، قائد کی وفات کا اعلان نشر کیا''وہ ایشیا کی سیاست کے ایک ممتاز فرد تھے....جو ایک آزاد مسلم ریاست کی تخلیق پر یکسوئی اور شدت سے قائم رہے...وہ دیانت اور توقیر کے بلند ترین معیار پر فائز تھے۔''[۲۰۳]

عظیم رہنما کے جسدِ خاکی کو ایک عالیشان مقبرے میں محفوظ کر دیا گیا جس کے اطراف ان کی رہین منت قوم نے ایک چمن آراستہ کر دیا ہے۔۱۱ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو جب جنوبی افریقہ کے عظیم رہنما نیلسن منڈیلا مقبرے تشریف لائے تو انہوں نے ملاقاتی کتاب میں لکھا ''جناح کا مقبرہ ان سب لوگوں کیلئے فیضان کا سرچشمہ ہے جو ہر رنگ کے نسلی استبداد کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں۔''[۲۰۴]

زوّار حسین زیدی

حوالہ جات

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۹۷

۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۸۴

۳۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۶

۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۸۲ کا ملفوفہ

۵۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۸۸

۶۔ "Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah, Speeches and Statements as Governor-General of Pakistan, 1947-8"، وزارتِ اطلاعات ونشریات، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء۔ صفحہ ۱۷۵

۷۔ دستاویز نمبر ۵.۲۶

۸۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۶۵

۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ا کی دستاویز نمبر ۲ کا انکلوژر

۱۰۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ا کی دستاویز نمبر ۱۱ کا انیکس

۱۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۵۵

۱۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۰

۱۳۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۷۵

۱۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۵۶ کے انیکس کا انیکشر

۱۵۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۷۷

۱۶۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۳

۱۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۳۵

۱۸۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۴

۱۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۲۸

۲۰۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۱۶۶

۲۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۲۱۱

۲۲۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد پنجم کے تعارف کا صفحہ ۱۴

۲۳۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد ششم کے تعارف کا صفحہ ۱۲

۲۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۱۸ کا انیکس ۲

۲۵۔ ایضاً ۔ دستاویز نمبر ۱۸

۲۶۔ ایضاً ۔ دستاویز نمبر ۱۸ کا انیکس ۱

۲۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۹۲ کا انکلوژر

۲۸۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۲۰۲

۲۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۴۹

۳۰۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۱۷ کا انکلوژر

۳۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۱۹۴

۳۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۱۹۵

۳۳۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۳۸۲

۳۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۴۲۱

۳۵۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۴۲۲

۳۶۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۲۷

۳۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۵۲

۳۸۔ دیکھئے مندرجہ بالا حاشیہ ۲۱

۳۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۱۱۷

۴۰۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۲۱۴

۴۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۲۵۱

۴۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویر نمبر ۲۶۹

۴۳۔ دیکھئے ''تحریکِ پاکستان: پنجاب اور ممدوٹ''، مصنفہ: ہمایوں ادیب، سوسائٹی بکس، لاہور، ۱۹۸۷ء، صفحہ ۳۲۷

۴۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۲۱ کا انیکس ۱



۴۵۔ ایضاً۔ دستاویز نمبر ۳۲۱ کا انیکس ۲

۴۶۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۶۸

۴۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۸۹

۴۸۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۷۰

۴۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۴۳

۵۰۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۹۹ کا انکلوژر ۲

۵۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۷۱

۵۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۲۱

۵۳۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۶۳

۵۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۹۲

۵۵۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۹۳

۵۶۔ دیکھئے "Mohammad Ayub Khuro: A life of Courage in Politics"، مصنفہ: حمیدہ کھوڑو، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۹۸ء، صفحہ ۳۳۰

۵۷۔ ایضاً۔ صفحہ ۳۴۳

۵۸۔ ایضاً۔ صفحہ ۳۲۸

۵۹۔ ایضاً۔ صفحہ ۳۴۶

۶۰۔ ایضاً۔ صفحات ۳۴۶ اور ۳۴۷

۶۱۔ دیکھئے ڈان، ۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء

۶۲۔ دیکھئے "The Frontier Gandhi: His Place in History"، مصنفہ: ایم ایس کوریجو، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، ۱۹۹۴ء، صفحات ۴۲ اور ۴۳

۶۳۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۹۴ کا انیکس ۱

۶۴۔ ایضاً۔ دستاویز نمبر ۲۹۴ کا انیکس ۲

۶۵۔ ایضاً۔ دستاویز نمبر ۲۹۴

۶۶۔ ایضاً۔ دستاویز نمبر ۲۹۴ کا انیکس ۴

۶۷۔ایضاً۔دستاویز نمبر۲۹۴ کا انیکس ۳

۶۸۔ایضاً۔دستاویز نمبر۲۹۴ کا انیکس ۴

۶۹۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۳۲۸

۷۰۔دیکھئے جناح پیپرز جلد دوم کے تعارف کا صفحہ ۱۸

۷۱۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۷۸

۷۲۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۴۰۰ کا انکلوژر

۷۳۔ایضاً۔دستاویز نمبر ۴۰۰

۷۴۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۴۴۴

۷۵۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔اپنڈکس ۲ کی دستاویز نمبر ۲

۷۶۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔اپنڈکس ۲ کی ستاویز نمبر ۳

۷۷۔دیکھئے حمیدہ کھوڑو، ''Khuro''، صفحہ ۳۳۹

۷۸۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔اپنڈکس ۲ کی دستاویز نمبر ۱۳

۷۹۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔اپنڈکس ۲ کی دستاویز نمبر ۱۰

۸۰۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔اپنڈکس ۲ کی دستاویز نمبر ۱۳

۸۱۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔اپنڈکس ۲ کی دستاویز نمبر ۱۸

۸۲۔دیکھئے حمیدہ کھوڑو، ''Khuro''، صفحہ ۳۳۴

۸۳۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔اپنڈکس ۲ کی دستاویز نمبر ۲۱

۸۴۔جناح پیپرز جلد اول/حصہ اول۔دستاویز نمبر ۳۸۷

۸۵۔دیکھئے "The Separation of East Pakistan: The Rise and Realization of Bengali Muslim Nationalism"، مصنفہ: حسن ظہیر، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، ۱۹۹۴ء، صفحہ ۱۱

۸۶۔جناح پیپرز جلد اول/حصہ اول۔دستاویز نمبر ۳۸۷ کا نوٹ ۳

۸۷۔دیکھئے مندرجہ بالا نوٹ ۸۵

۸۸۔دیکھئے ''ٹرانسفر آف پاور''، جلد ۱۱، دستاویز نمبر ۱

۸۹۔ایضاً۔دستاویز نمبر ۴۴

۹۰۔ دیکھئے ظہیر، "The Separation"، صفحہ ۱۲

۹۱۔ جناح پیپرز جلد ششم۔ اپنڈکس ۳ کی دستاویز نمبر ۱۰

۹۲۔ جناح پیپرز جلد ششم۔ اپنڈکس ۳ کی دستاویز نمبر ۳

۹۳۔ جناح پیپرز جلد ششم۔ اپنڈکس ۳ کی دستاویز نمبر ۸

۹۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۱۶ کا انکلوژر ۱

۹۵۔ دیکھئے ظہیر، "The Separation"، صفحہ ۶

۹۶ اور ۹۷۔ دیکھئے "A Shattered Dream"، مصنفہ: غلام کبریا، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، ۱۹۹۹ء، صفحات ۱۶۹ اور ۱۷۰

۹۸۔ دیکھئے ظہیر، "The Separation"، صفحات ۱۶ اور ۱۷

۹۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۷۱

۱۰۰۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۸۶

۱۰۱۔ دیکھئے ظہیر، "The Separation"، صفحات ۲۶ اور ۲۷

۱۰۲۔ دیکھئے مندرجہ بالا نوٹ نمبر ۲

۱۰۳۔ دیکھئے مندرجہ بالا نوٹ نمبر ۲۸

۱۰۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۷۴

۱۰۵۔ دیکھئے "The Nation's Voice"، مصنفہ: وحید احمد، جلد سوم، قائداعظم اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۷ء، صفحات ۵۵۷ اور ۵۵۸

۱۰۶۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۸۶

۱۰۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۸۸

۱۰۸۔ دیکھئے مندرجہ بالا نوٹ نمبر ۲۸

۱۰۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۵۲

۱۱۰۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد اول کے تعارف کا صفحہ ۳۷

۱۱۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۸۱

۱۱۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۷

۱۱۳۔ دیکھئے مندرجہ بالا نوٹ نمبر ۱۰۶

۱۱۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۹۷ کا انکلوژر

۱۱۵۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۱۹

۱۱۶۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱

۱۱۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۷۰

۱۱۸۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۰۱

۱۱۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۰۲

۱۲۰۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد دوم کے تعارف کا صفحہ ۱۶

۱۲۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۰

۱۲۲۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد ششم کے تعارف کا صفحہ ۱۸

۱۲۳۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۹۸

۱۲۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۴۶ کا ملفوفہ ۱

۱۲۵۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد چہارم کے تعارف کا صفحہ ۲۰

۱۲۶۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۱ کا انکلوژر

۱۲۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۸ کا انکلوژر

۱۲۸۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۵۶

۱۲۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۵۵

۱۳۰۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۵۸

۱۳۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۸

۱۳۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۶۰

۱۳۳۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۹

۱۳۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۳۶

۱۳۵۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۳۷

۱۳۶۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۲۹ کا انکلوژر

۱۳۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۷۷

۱۳۸۔ دیکھئے مندرجہ بالا نوٹ نمبر ۱

۱۳۹۔ دیکھئے مندرجہ بالا نوٹ نمبر ۱۱۱

۱۴۰۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد دوم کے تعارف کا صفحہ ۳۵

۱۴۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۸

۱۴۲۔ دیکھئے مندرجہ بالا نوٹ نمبر ۱

۱۴۳۔ دیکھئے مندرجہ بالا نوٹ نمبر ۱۰۷

۱۴۴۔ دیکھئے مندرجہ بالا نوٹ نمبر ۱۰۹

۱۴۵۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۹۹ کا انیکس

۱۴۶۔ دیکھئے ڈان، ۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء

۱۴۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۲۱

۱۴۸۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۵۳

۱۴۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۶۹

۱۵۰۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۹۶

۱۵۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۲۵

۱۵۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۱۵

۱۵۳۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۴۶

۱۵۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۵ کا انکلوژر ۲

۱۵۵۔ جناح پیپرز جلد ششم۔ اپنڈکس ۱ کی دستاویز نمبر ۳۳

۱۵۶۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۳

۱۵۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۴

۱۵۸۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵

۱۵۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۰ کا انکلوژر

۱۶۰۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۴۰

۱۶۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۱۴

۱۶۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۴۴

۱۶۳۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۲۵

۱۶۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۹ کا انکلوژر

۱۶۵۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۴۳

۱۶۶۔ ایتھنز کا سیاستداں اور مقرر جس نے مقدونیا کے فلپ کو آزاد یونانی شہری ریاستوں پر قبضہ کرنے کی کوشش پر ملامت کی۔

۱۶۷۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۲۸

۱۶۸۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد پنجم کے تعارف کا صفحہ ۲۰

۱۶۹۔ دیکھئے "Jinnah of Pakistan"، مصنفہ: اسٹینلی والپرٹ، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، ۱۹۸۹ء، صفحہ ۳۵۹

۱۷۰۔ دیکھئے "My Brother"، مصنفہ: فاطمہ جناح، ادارت: شریف المجاہد، قائداعظم اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۷ء، صفحہ ۱۸

۱۷۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۷۷

۱۷۲۔ دیکھئے فاطمہ جناح، ''My Brother''، صفحہ ۱۹

۱۷۳۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۲۶

۱۷۴ اور ۱۷۵۔ دیکھئے فاطمہ جناح، ''My Brother''، صفحات ۲۱ اور ۲۳

۱۷۶۔ دیکھئے ڈان، ۵ جولائی ۱۹۴۸ء

۱۷۷۔ دیکھئے ڈان، ۲۹ جولائی ۱۹۴۸ء

۱۷۸۔ دیکھئے فاطمہ جناح، ''My Brother''، صفحہ ۲۵

۱۷۹ اور ۱۸۰۔ ایضاً۔ صفحات ۲۷ اور ۲۸

۱۸۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۸۹

۱۸۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۰۰

۱۸۳۔ دیکھئے "With the Quaid-i-Azam During His Last Days"، مصنفہ: الٰہی بخش، قائداعظم اکیڈمی، کراچی، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۱۵

۱۸۴ تا ۱۸۶۔ دیکھئے فاطمہ جناح، ''My Brother''، صفحات ۳۱، ۳۴ اور ۳۵

۱۸۷۔ دیکھئے بخش، ''With the Quaid-i-Azam''، صفحہ ۲۸

۱۸۸۔ دیکھئے والپرٹ ''Jinnah of Pakistan''، صفحہ ۳۶۸

۱۸۹۔ جناح پیپرز جلد ہفتم ۔ دستاویز نمبر ۵۰۷

۱۹۰۔ دیکھئے بخش، "With the Quaid-i-Azam"، صفحہ ۲۸

۱۹۱-۲۔ دیکھئے فاطمہ جناح، "My Brother"، صفحات ۳۶، ۱۳۷ اور ۳۸

۱۹۳۔ ایف۔ ۱۱۵۱/۲۴، "قائداعظم پیپرز"

۱۹۴۔ ایف۔ ۱۳۳۶/۱۲۳، "قائداعظم پیپرز"

۱۹۵۔ ایف۔ ۱۱۵۳/ ۷۸، "قائداعظم پیپرز"

۱۹۶۔ ایف۔ ۱۳۳۶/۵۹، "قائداعظم پیپرز"

۱۹۷۔ ایف۔ ۱۳۳۵/ ۲۷، "قائداعظم پیپرز"

۱۹۸۔ ایف۔ ۲۳۳۔ جی جی/ ۱۶۵

۱۹۹۔ ایف۔ ۱۱۵۲/۱۱۰، "قائداعظم پیپرز"

۲۰۰۔ ایف۔ ۱۳۳۶/ ۱۳۶، "قائداعظم پیپرز"

۲۰۱۔ ایف۔ ۱۱۵۲/ ۶، "قائداعظم پیپرز"

۲۰۲۔ ایف۔ ۲۳۳۔ جی جی/ ۱۲۰

۲۰۳۔ ایف۔ ۱۳۳۸/ ۲۸ اور ۲۹، "قائداعظم پیپرز"

۲۰۴۔ نیلسن منڈیلا کا خراجِ تحسین، ۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو کراچی میں قائداعظم کے مقبرے میں رکھی گئی کتاب میں درج کیا گیا۔

پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ[۱، ۲]

صدر	محمد علی جناح
سیکرٹری	لیاقت علی خاں
ناظم مالیات	محمد امیر احمد خاں (راجہ صاحب محمود آباد)

اراکین

بلوچستان	قاضی محمد عیسٰی
مشرقی بنگال	مرزا ابوالحسن اصفہانی، خواجہ ناظم الدّین، محمد اکرم خاں، حسین شہید سہروردی
مغربی پنجاب	میاں بشیر احمد، شیخ کرامت علی، افتخار حسین خان ممدوٹ
سندھ	محمد ایوب کھوڑو، غلام حسین ہدایت اللہ
صوبہ سرحد	سردار عبدالرّب نشتر، سردار محمد اورنگ زیب خان

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ صفحہ XXXVIII

۲۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ دو حصوں یعنی پاکستان اور انڈین یونین مسلم لیگ میں تقسیم کر دی گئی۔ ۲۵ فروری ۱۹۴۸ء کو پاکستان مسلم لیگ کی کونسل نے فیصلہ کیا کہ مرکزی اور صوبائی کابینہ کے ممبران پارٹی کے کسی عہدے پر فائز نہیں رہ سکتے۔

اہم اداروں کے عہدیدار

گورنر جنرل	قائداعظم محمد علی جناح
گورنر جنرل کے پرائیوٹ سیکرٹری	ایس ایم یوسف (از ۲۵ ستمبر ۱۹۴۷ء)
اسسٹنٹ پرائیوٹ سیکرٹری	فرخ امین
ملٹری سیکرٹری	کرنل ای سینٹ جے برنی (E.St.J.Birnie)/ کرنل جی نولز (G. Knowles)
معاون افسران (A.D.C's)	لیفٹیننٹ ایس ایم احسن/ لیفٹیننٹ مظہر احمد فلائٹ لیفٹیننٹ ایم اے ربّانی/ فلائٹ لیفٹیننٹ آفتاب احمد/ کیپٹن گل حسن/ کیپٹن این اے حسین

کابینہ

وزارتِ عظمیٰ، دفاع	لیاقت علی خاں
تجارت، صنعت و تعمیراتِ عامہ	آئی آئی چندریگر (مئی ۱۹۴۸ء تک)
''ایضاً''	فضل الرحمٰن (تعلیم کی اضافی ذمہ داری)
مالیات	غلام محمد
مواصلات	عبدالرّب نشتر
مہاجرین و بحالیات	غضنفر علی خاں (جولائی ۱۹۴۸ء تک)
قانون و امورِ محنت کشاں	جوگندر ناتھ منڈل
داخلہ، اطلاعات و تعلیم	خواجہ شہاب الدین (از مئی ۱۹۴۸ء)
امورِ خارجہ و تعلقات دولت مشترکہ	محمد ظفر اللہ خاں
خوراک و زراعت، صحتِ عامہ	پیرزادہ عبدالستار

دستور ساز اسمبلی

صدر	محمد علی جناح
نائب صدر	تمیز الدین خاں
سیکرٹری	ایم بی احمد
پرائیویٹ سیکرٹری	حسن اے شیخ

جوائنٹ ڈیفنس کونسل[1]

لوئی ماؤنٹ بیٹن

لیاقت علی خاں — بلدیو سنگھ

گورنر صاحبان

مشرقی بنگال — فریڈرک بورن (Frederick Bourne)

مغربی پنجاب — فرانسس موڈی (Francis Mudie)

سندھ — غلام حسین ہدایت اللہ

صوبہ سرحد — جارج کننگھم (George Cunningham)
(اپریل ۱۹۴۸ء تک)

اے ڈی ایف ڈنڈس (A.D.F. Dundas)
(از اپریل ۱۹۴۸ء)

ایجنٹ، گورنر جنرل

بلوچستان — اے ڈی ایف ڈنڈس (مارچ ۱۹۴۸ء تک)

سی اے جی سیوج (C.A.G. Savidge)
(از اپریل ۱۹۴۸ء)

وزرائے اعلیٰ

مشرقی بنگال — خواجہ ناظم الدّین

مغربی پنجاب — افتخار حسین خان ممدوٹ

سندھ — محمد ایوب کھوڑو (اپریل ۱۹۴۸ء تک)
پیر الٰہی بخش (از مئی ۱۹۴۸ء)

صوبہ سرحد — عبدالقیوم خان

۱۔ جوائنٹ ڈیفنس کونسل کے ترمیمی آرڈر مجریہ یکم دسمبر ۱۹۴۷ء کے تحت کونسل کی توسیع کی گئی اور اس میں ہر ایک ڈومینین سے ایک ایک اضافی وزیر شامل کیا گیا اور کلاڈ آکنلک کی جگہ ہر ڈومینین سے دفاعی سروسز کے سینئر ترین کمانڈر کو بطور مشیر شامل کیا گیا۔ مارچ ۱۹۴۸ء کو کونسل ختم کر دی گئی۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ صفحات XXXIX اور XL

۱

صوبوں کا سیاسی منظر نامہ

۱.۱

مشرقی بنگال

۱.۱.۱

سید کریم الدین احمد بنام محمد علی جناح[۱]

(اقتباس)

سراج گنج، مشرقی بنگال

۲۰ مارچ ۱۹۴۸ء

قائداعظم!

اس صوبے میں جو نئی صورتِ حال پیدا ہوئی ہے وہ قائداعظم کی توجہ کی مستحق ہے۔ چونکہ اس معاملے میں طلباء نمایاں نظر آتے ہیں اس لئے مَیں نے محسوس کیا کہ حالات سے قائداعظم کو آگاہ کردوں۔ میرے جائزے کے مطابق یہاں طلباء کی کوئی تحریک موجود نہیں ہے سوائے اس کے کہ انہیں کوئی صورتِ حال کھڑی کرنے کیلئے استعمال کیا جارہا ہے۔ دراصل یہ ساری تگ ودو سیاسی اقتدار کیلئے ہورہی ہے۔ میری تحقیق کی بنیاد اس امر پر ہے کہ جن مسائل کا تعلق براہ راست طلباء سے ہے ان پر تو کوئی احتجاج نہیں ہوتا لیکن سیاسی معاملات پر مظاہروں کا زور ہے۔ آج کل اس نے زبان کے مسئلے کی شکل اختیار کرلی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ بنگالی-اردو تنازعہ اس ارادے کی جانب پہلا قدم ہے جس کے تحت مشرقی بنگال کو ایک ریاست بنا کر (پاکستان سے) علیحدہ کرنا ہے۔ بنگالی

ثقافت کے نئے تصور کا اکثر چرچا رہنے لگا ہے۔ پنجابی استحصال کا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ مسٹر لیاقت علی خاں کو اکثر و بیشتر بُرا بھلا کہا جا رہا ہے۔ مملکت کے بندوبست میں کیڑے نکالے جا رہے ہیں۔ بنگالی ثقافت کے نام پر مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ عوام کے ذہنوں میں بنگالی اکثریت کا بیج بویا جا رہا ہے۔ میری ناچیز رائے میں ہندو دماغ، کمیونسٹ سرگرمیاں اور بنگالی مسلمانوں کی حماقت ایک عظیم بحران کیلئے راستہ ہموار کر رہے ہیں۔

ایک علیحدہ مشرقی بنگال کی ریاست کا تصور بنگالی طلباء کے ناپختہ ذہنوں میں سرایت کرتا جا رہا ہے۔[۲]

قائداعظم زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد

پاکستان کا ایک ادنیٰ خادم
ایس کے احمد
پرنسپل، سراج گنج کالج

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۵۶
۲۔ ضمیمہ

۱.۱.۱ کا ضمیمہ

چارلس ایچ ڈیری (Charles H. Derry) بنام جارج مارشل

(بصیغۂ راز)

امریکی قونصل خانہ
کلکتہ

۶ مارچ ۱۹۴۸ء

عنوان: مشرقی پاکستان کا سیاسی منظر نامہ

جناب عالی!

آپ کی خدمت میں ایک یادداشت[۱] ارسال کر رہا ہوں جس کو کراچی میں امریکی سفارت خانے کے اتاشی مسٹر ٹامس ڈبلیو سائمنس (Thomas W. Simons) نے قلم بند

کیا ہے۔ وہ اس وقت ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) میں فرائض انجام دے رہے ہیں۔



آپ کا ارادت مند
چارلس ایچ ڈیری
قونصل جنرل

سیکرٹری آف اسٹیٹ۔ واشنگٹن

ا۔ ضمیمے کا منسلکہ

۱.۱.۱ کے ضمیمے کا منسلکہ

(بصیغۂ راز، ہوائی ڈاک)

(اقتباس)

واشنگٹن ڈی سی
یکم مارچ ۱۹۴۸ء

یادداشت

عنوان: مشرقی پاکستان کا سیاسی منظر نامہ

مشرقی پاکستان کی موجودہ سیاسی صورتِ حال کا جائزہ ان دنوں کی عمومی معاشی کیفیت کے پس منظر میں لینا چاہئے۔ معاشی سرگرمیاں تقریباً معطل ہیں۔ تقسیم سے قبل جو پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا اس کے زیرِ اثر لوگوں کو امید تھی کہ نئی ریاست بن جانے کے بعد معاشی عمل تیز ہو جائے گا۔ لیکن ہوا اس کے برعکس رہا ہے۔ جو محدود صنعتی سرگرمی یہاں پہلے تھی وہ بھی دھیمی پڑتی جا رہی ہے۔ سوائے پٹ سن بیلنے والی فیکٹریوں کے جن میں مزدوروں کی محدود تعداد کام کرتی ہے مزید نئی صنعتیں قائم نہیں کی گئیں۔ تجارت اور بینکاری میں کافی حد تک کمی آ چکی ہے۔ غیر متوقع طور پر اور مسلم لیگ کے پروپیگنڈے کے برخلاف نئی حکومت نے نہ تو قیادت میں اور نہ ہی سرمائے یا پالیسی میں رہنمائی فراہم کی ہے جس کی بناء پر پاکستانی یا بیرونی لوگ اور ادارے تجارت کی بحالی یا صنعتوں کی توسیع میں دلچسپی ظاہر کرتے۔ قیادت اگرچہ مسلم ہے لیکن مقامی حالات، معاشی عمل یا صنعتی منصوبہ بندی سے

بڑی حد تک ناواقف ہے۔ ایسا روپیہ جو تجارتی اور صنعتی ترقی کیلئے معاون ثابت ہو سکے یا تو واپس لے لیا گیا ہے یا مقامی لوگوں کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ حکومت کسی ایسی پالیسی کا اعلان کرنے میں ناکام رہی ہے جس سے مشرقی پاکستان میں سرمایہ کاری کی ہمت افزائی ہو سکے۔

عوام کے حالات بھی کچھ اچھے نہیں ہیں۔ پٹ سن کی اونچی قیمتوں کو اشیائے خوردنی خاص طور پر اونچی قیمتوں پر چاول خریدنے میں صرف کر دیا جاتا ہے۔ کپڑا ابھی کمیاب ہے اور اس کی قیمت بھی زیادہ ہے۔ آبادی کے بیشتر حصے میں یہ تاثر پھیل گیا ہے کہ حکومت وہ حالات پیدا کرنے میں ناکام ہو چکی ہے جس کا ذکر تقسیم سے پہلے ہوا کرتا تھا۔

شہری عوام یعنی تاجروں، بینکاروں، صنعت کاروں، مزدوروں، طلباء اور دیہاتی لوگوں میں جو اضطراب پایا جاتا ہے وہ آئندہ پندرہ دنوں میں سیاسی تگ و دو کا پیش خیمہ بنے گا۔

سب لوگوں کا یہ خیال ہے کہ موجودہ وزارت غیر معمولی طور پر کمزور ہے۔ وزیرِ اعلیٰ خواجہ ناظم الدین اگرچہ سب کی نظر میں شریف اور دیانتدار شخص ہیں لیکن ان میں یہ قابلیت نہیں کہ جس حکمتِ عملی کی اس وقت ضرورت ہے اس کے لوازمات کا ادراک کر سکیں اور ان پر عمل درآمد کر سکیں۔ خبر یہ بھی ہے کہ ان میں درپیش مسائل پر فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے اور نہ ہی اپنے رفقاء کی رہنمائی کرنے کا رجحان ہے۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ انہیں صرف اپنی وزارت قائم رکھنے میں دلچسپی ہے۔ راقم کے جاننے والے تمام مبصر اس پر متفق ہیں کہ وزارت کے دوسرے ارکان بھی بے اثر ہیں۔

دوسرے درجے پر زیادہ تر افسران یعنی سیکرٹری، ڈپٹی اور جوائنٹ سیکرٹری صاحبان اور سرکاری ملازمین کی اکثریت مشرقی پاکستان سے باہر پنجاب، یوپی، بہار اور مغربی بنگال کے مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ بنگالی مسلمانوں کو امید تھی کہ مشرقی پاکستان کی حکومت میں صوبائی مسلمانوں کا تقرر ہوگا لیکن اس کے برعکس عمل نے ان لوگوں میں سخت ناراضگی پیدا کر دی ہے اس ناراضگی کا نتیجہ اردو کے مسئلے پر ظاہر ہوا ہے۔ بنگالی چاہے ہندو ہوں یا مسلمان اپنی زبان اور اپنے ادب پر فخر کرتے ہیں۔ تمام فرقوں کے مبصر تسلیم کرتے ہیں کہ اردو کا مسئلہ سنگین نوعیت

کا ہے اور اس کو بہ آسانی استعمال کر کے شدید تحریک چلائی جا سکتی ہے اور موجودہ وزارت کو



بے دخل کیا جا سکتا ہے۔

ٹامس ڈبلیو سائمنس

اتاشی

۱.۱.۲

جوائنٹ اسٹیٹ لینگویج کمیٹی آف ایکشن کی یادداشت[۱]

(اقتباس)

ڈھاکہ

۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

کمیٹی آف ایکشن کے ارکان آپ کے غور و خوض کے لئے حسبِ ذیل حقائق بصد احترام پیش کر رہے ہیں۔

ڈھاکہ یونیورسٹی اور دوسرے اداروں کے صرف مسلم طلباء اور طالبات پر مشتمل کمیٹی آف ایکشن کا خیال ہے کہ بنگالی بھی ایک سرکاری زبان ہونی چاہئے کیونکہ:

۱۔ ان کے خیال میں پورے پاکستان کی دو تہائی آبادی یہ زبان بولتی ہے اور چونکہ یہ ملک عوام کا ہے لہٰذا اکثریت کا مطالبہ منظور ہونا چاہئے۔

۲۔ آج کل کے جدید ممالک میں ایک سے زیادہ زبانیں تسلیم کی جاتی ہیں مثلاً بلجیم میں (فلیمش اور فرنچ) کینیڈا میں (انگریزی اور فرنچ)، سوئٹزرلینڈ میں (فرنچ، جرمن اور اٹالین)، جنوبی افریقہ میں (انگریزی اور افریکانز)، مصر میں (فرنچ اور عربی)، سیام میں (تھائی اور انگریزی) اور روس میں ۱۶ قومی زبانوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔

۳۔ اس مملکت کی تمام صوبائی زبانوں میں صرف بنگالی ہی ایسی مالا مال زبان ہے جو

سرکاری زبان کی جگہ لے سکتی ہے کیونکہ اپنے وافر ذخیرۂ الفاظ اور ادبی سرمائے کی بناء پر اسے دنیا میں ساتواں مقام دیا گیا ہے۔

۴۔ الوال، نذر الاسلام' کیقباد، سید امداد علی، واجد علی، جسیم الدین جیسے مسلمان شاعر اور ادیب اور دوسرے شاعروں اور ادیبوں نے اس زبان کو مالا مال کر دیا ہے۔

۵۔ بنگال کے سلطان حسین شاہ نے سنسکرت کے مقابلے میں اس زبان کو بطور درباری زبان کے فروغ دیا تھا اور اس کے پچاس فیصد الفاظ فارسی اور عربی زبانوں سے لئے گئے ہیں۔

۶۔ ہمارے خیال میں بنگال کے چار کروڑ باشندوں کیلئے اپنی مادری زبان بدلنا ناممکن ہے اور تعلیم کیلئے اور دفتری زبان کے طور پر کوئی اور زبان نافذ کرنے سے برطانوی راج کے حالات واپس آ جائیں گے اور عوام میں ناخواندگی پھیل جائے گی۔ جدید جمہوریت کے تمام اصولوں کے مطابق ہر فرد کو اپنی زبان استعمال کرنے کا حق حاصل ہے۔

اس تحریک کے متعلق کہا جا رہا ہے کہ یہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے شروع کی گئی ہے حالانکہ ہماری کمیٹی آف ایکشن میں صرف ان طلباء اور کارکنوں کو شامل کیا گیا ہے جنہوں نے حصولِ پاکستان کی جدوجہد کے مختلف مراحل میں حصہ لیا تھا۔ بدقسمتی سے چند مفاد پرست اس کو غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آخر میں ہمیں یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ ایک خالصتاً جمہوری ملک میں ہر شہری کو چند بنیادی حقوق حاصل ہیں اور آئینی طور پر مظاہرہ کرنے اور تحریک چلانے کی اجازت ہے اور بنگالی زبان کیلئے یہ تحریک ہمارا حق ملنے تک جاری رہے گی۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۸۶

۱.۱.۳

خواجہ ناظم الدین بنام ایس ایم یوسف[۱]

(بصیغۂ راز)

بردوان ہاؤس

ڈھاکہ

۱۱ جون ۱۹۴۸ء

ڈیئر سر

میں حکومت کے اعلامیے[۲] اور مسٹر ایچ ایس سہروردی کے نام اپنے خط[۳] کی نقول ملفوف کر رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر انہیں قائداعظم کی خدمت میں پیش کر دیجئے

آپ کا مخلص

خواجہ ناظم الدین

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۱۶

۲۔ ملفوفہ ۱

۳۔ ملفوفہ ۲

۱.۱.۳ کا ملفوفہ ۱

(اعلامیہ)

۳ جون ۱۹۴۸ء

مشرقی بنگال کی حکومت ملک کے مفاد میں مسٹر ایچ ایس سہروردی کو ''ایسٹ بنگال پبلک سیفٹی آرڈیننس'' کے تحت حراست میں لے رہی ہے جو اس وقت مشرقی بنگال کے دس روزہ دورے پر ہیں۔

ماضی میں اس صوبے میں مسٹر سہروردی کے دوروں کے جو بھی مقاصد رہے ہوں یہ

بات واضح ہے کہ ان کا موجودہ دورہ جو بظاہر فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنے اور اقلیتوں کی مشرقی بنگال سے انخلا کو روکنے کے لئے ہے غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ حکومت اقلیتوں سے سلوک کے متعلق بین المملکتی معاہدے پر عمل کر رہی ہے اور امید ہے کہ جلد ہی صوبائی اور ضلعی اقلیتی بورڈ قائم کر دیے جائیں گے جو اقلیتوں کے مفادات کی نگہداشت میں ضلعی افسروں کی مدد کریں گے۔ اقلیتوں کا انخلا نہ صرف رک چکا ہے بلکہ کلکتہ کے ہندو اخباروں نے اعتراف کیا ہے کہ غیر مسلم تارکینِ وطن کی بڑی تعداد روزانہ اس صوبے (مشرقی بنگال) میں واپس آ رہی ہے۔ ان حالات میں مسٹر سہروردی کا دورہ نہ صرف غیر ضروری ہے بلکہ اس کے برعکس ان کے دورے سے اس صوبے اور پریس میں یہ غلط تاثر برقرار رہنے میں مدد ملے گی کہ اقلیتوں کے ساتھ یہاں بُرا برتاؤ کیا جا رہا ہے اور اس کی وجہ سے اقلیتوں میں خوف و ہراس پھیل سکتا ہے جو ان کے لئے لازمی طور پر نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ بہر حال مسٹر سہروردی جیسے شخص کو جو مملکتِ ہندوستان کی وفاداری کا دم بھرتے ہیں اور جو اُس مملکت کے شہری بھی ہیں اِس مملکت کی داخلی سیاست میں نہ تو حصہ لینا چاہیے اور نہ ہی اس کی اجازت ہے۔ مسٹر سہروردی کو ان حقائق سے مطلع کر دیا گیا اور ان سے اپنا دورہ منسوخ کرنے کی درخواست کی گئی لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

۳۔ حکومت کو اس بات کا یقین ہے کہ اس صوبے میں مسٹر سہروردی کی آمد کا اصلی مقصد فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنا نہیں تھا بلکہ مقصد کچھ اور تھا اور اگر حقیقت میں ان کا ارادہ یہی تھا اور اگر ہندوستان اور پاکستان میں اقلیتوں کی پریشان حالی پر ان کے خیالات میں صداقت تھی تو انہوں نے مغربی بنگال کے کسی ایک بھی ضلع کا دورہ کیوں نہیں کیا حالانکہ انہیں وہ پہلا فرد ہونا چاہئے تھا جو یہ اعتراف کرے کہ اس صوبے میں مسلمانوں کے ساتھ خراب برتاؤ کیا جا رہا ہے اور انہیں بڑی تعداد میں مشرقی بنگال کی جانب دھکیلا جا رہا ہے۔ ان کی ایک خود مختار اور آزاد بنگال کی تحریک (الفاظ غائب ہیں)....اور خاص طور پر قیامِ پاکستان کے بعد مسٹر سہروردی بنگال کو متحد کرنے کی سخت کوشش کر رہے ہیں۔ تقسیم کے بعد وہ اِس صوبے میں کئی

بار آئے اور گو کہ پہلے دوروں کی طرح اس دورے میں بھی ان کا بظاہر مقصد فرقہ وارانہ ہم آہنگی تھا لیکن یہ ثابت کرنے کیلئے شہادتیں موجود ہیں کہ یہ محض فریب تھا۔ پچھلے دوروں کی طرح اس مرتبہ بھی ان کا اصل مقصد یہ تھا کہ یہاں کے ملک دشمن عناصر سے خفیہ رابطہ قائم کریں اور صوبے کے عوام اور سرکاری ملازمین میں بددلی پھیلائیں تاکہ اس ملک کو مغلوب کر کے مغربی بنگال کے ساتھ متحد کر دیا جائے اور مشرقی بنگال کو مملکتِ ہندوستان میں ضم کر دیا جائے۔ اپنے سابقہ دوروں میں انہوں نے اپنے کارکنوں سے اور مشرقی بنگال کے بعض عہدہ داروں کے ساتھ نجی ملاقاتوں میں پاکستان کو، اس کے قومی رہنماؤں کو اور اس کی حکومت کو بدنام کرنے کی مسلسل کوشش کی تھی اور اس صوبے کے تفرقہ پرداز رجحانات اور عناصر کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی تھی۔ یہ ایک ایسی واضح صورتِ حال ہے جسے مشرقی بنگال کی حکومت کسی طرح برداشت نہیں کر سکتی۔

۵۔ مسٹر سہروردی کی حراست کا حکم اسی وقت منسوخ ہو جائے گا جب وہ اس صوبے کو چھوڑنے کی خواہش ظاہر کریں گے۔

۱.۱.۳ کا ملفوفہ نمبر ۲

خواجہ ناظم الدین بنام ایچ ایس سہروردی

بردوان ہاؤس

ڈھاکہ

۲ جون ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر سہروردی

کراچی سے واپسی پر مجھے آپ کا خط ملا جس میں آپ کے دورے کا پروگرام درج تھا۔ آپ اس بات سے تو واقف ہوں گے کہ مشرقی بنگال سے اقلیتوں کی روانگی نہ صرف ختم ہو چکی ہے بلکہ ان کی بڑی تعداد واپس آ رہی ہے یہاں تک کہ کلکتہ سے آنے والی ریل گاڑیوں میں جگہ

ملنا تقریباً ناممکن ہوگیا ہے جبکہ کلکتہ جانے والی گاڑیوں میں بہت گنجائش ہوتی ہے۔ دو دن پہلے ''ہندوستان اسٹینڈرڈ'' نے اپنے اداریے میں اعتراف کیا ہے کہ انخلا ختم ہو چکا ہے اور اقلیتی فرقے کے ارکان واپس مشرقی بنگال جا رہے ہیں۔ ہم خود اقلیتوں سے سلوک کے متعلق بین المملکتی معاہدے پر عمل درآمد کر رہے ہیں اور امید ہے کہ جلد ہی اقلیتی بورڈ قائم کر دیے جائیں گے جو اقلیتی فرقے کے مفادات کی نگہداشت کریں گے۔

ان حالات میں مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کا دورہ یکسر غیر ضروری ہے بلکہ اس حکومت اور اس صوبے کے مسلمانوں کے حق میں ناانصافی ہوگی کیونکہ اس کی وجہ سے صوبے اور پردیس میں یہ غلط تاثر پیدا ہوگا کہ اس صوبے میں اقلیتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کا تاثر پیدا ہونے سے آپ اقلیتی مسئلے کو حل کرنے کے بجائے اسے تازہ رکھنے میں مدد کریں گے۔ برخلاف اس کے یہ انتہائی ضروری ہے کہ آپ مغربی بنگال میں مسلمانوں کی بدحالی پر اپنی پوری توجہ مبذول رکھیں۔

مَیں کئی مرتبہ اس کی نشاندہی کر چکا ہوں کہ آپ نے ابھی تک مغربی بنگال کے کسی ضلع کا دورہ نہیں کیا ہے اور خاص طور پر ان علاقوں میں نہیں گئے ہیں جہاں مسلمانوں کو اپنے گھر بار ہمسایوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر مشرقی بنگال ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔

آپ کے پروگرام سے پتہ لگتا ہے کہ عوامی جلسوں کے علاوہ آپ شام کے وقت اپنے کارکنوں سے بھی ملاقات کریں گے۔ آپ کی پچھلی میٹنگوں کے بارے میں سرکاری اور غیر سرکاری وسائل سے ملنے والی رپورٹیں بہت پریشان کن ہیں جن علاقوں کا آپ نے اب تک دورہ کیا ہے وہاں کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی گفتگو کا میلان پاکستان کو، پاکستان کی حکومت کو اور قومی رہنماؤں کو بدنام کرنا اور ہماری مملکت کے انتشار پسند عناصر کی حوصلہ افزائی کرنا تھا اور (الفاظ غائب ہیں)....

علاوہ ازیں میری رائے میں (الفاظ غائب ہیں)... مملکتِ ہندوستان اور اس مملکت کے شہری کو دوسری مملکت کی داخلی سیاست میں نہ تو حصہ لینا چاہئے اور نہ ہی اس کی اجازت ہے

چونکہ مَیں نہیں چاہتا کہ کوئی ناخوشگواری پیدا ہو اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ آپ اپنا دورہ

منسوخ کر دیجئے اور اس مہینے کی ۳ تاریخ کو ڈھاکہ نہ آیئے۔

مجھے افسوس ہے کہ مَیں یہ گذارش اتنی دیر سے کر رہا ہوں لیکن فیصلہ کرنے سے پہلے یہ ضروری تھا کہ مَیں اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کرتا۔

آپ کا مخلص

کے ناظم الدین

۱.۱.۴

ایچ ایس سہروردی بنام لیاقت علی خاں[1]

۳۸۔اے کچہری روڈ

کراچی

۸ جولائی ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر لیاقت علی خاں

مَیں آپ کے وعدے کا شکر گذار ہوں کہ آپ میرے معاملے پر غور فرمائیں گے اور متعلقہ کاغذات طلب کریں گے۔ مجھے امید تھی کہ میرا خط ملتے ہی آپ یہ کاغذات طلب کریں گے لیکن بظاہر آپ کو اس کے مضمون پر نظر ڈالنے کا وقت نہیں ملا۔ مَیں شکر گذار ہوں گا اگر آپ اُس کا مطالعہ فرمائیں کیونکہ اس معاملے میں اس سے میرے نقطۂ نظر کی وضاحت ہوتی ہے۔ اُس خط میں جو نکات رہ گئے ہیں وہ میرے اخباری بیان میں شامل ہیں۔

میں ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ پاکستان میں اقلیتوں کی مدد کر کے اور یہاں اکثریت کو سمجھا کر ہی مَیں ہندوستان میں اقلیتوں کی بہترین خدمت کر سکتا ہوں۔ ناظم الدین کا یہ نقطۂ نظر بے معنی ہے کہ مجھے اپنا کام ہندوستان میں کرنا چاہئے کیونکہ ہندوستان میں کامیابی کا امکان نہیں اور جنگجو ہندو طبقہ مجھے ابھی تک شک کی نظر سے دیکھتا ہے۔ مزید برآں پاکستان میں ایک مسلمان

ہی اکثریت سے اپیل کرسکتا ہے اور ہندوستان میں ایک ہندو ہی وہاں کی اکثریت سے اپیل کرسکتا ہے۔ مَیں آپ کی توجہ خاص طور پر اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ناظم الدین کے ۲ جون کے خط[۲] میں جو الزامات لگائے گئے تھے انہیں ۳ جون کے اعلامیے[۳] میں کس طرح سے بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ جن شہادتوں کو انہوں نے ۲ جون کو قابلِ اعتناء نہیں سمجھا وہ ۳ جون کو قابلِ احترام کیسے بن گئیں۔ میرے خلاف الزامات اس قدر جھوٹے اور احمقانہ ہیں کہ میرا اصرار ہے کہ آپ ان کاغذات کا مطالعہ فرمائیں اور جلد ہی کسی فیصلے پر پہنچیں۔ میرے خیال میں مشرقی پاکستان میں ہندو اقلیت کے حالات سے ناظم الدین کا اس قدر مطمئن رہنا بالکل غلط ہے۔ جو اقدام انہوں نے کیا ہے اس کی تاویل ہندو یہ کریں گے کہ انہیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور جس شخص نے خود کو اس مقصد کیلئے وقف کر دیا ہے اس پر وہ بے بنیاد اور احمقانہ الزامات لگانے کیلئے تیار ہیں اور ہندوستان میں مسلمان اس کی تاویل اس طرح کریں گے کہ پاکستان کو ان کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

جلد فیصلے پر ممنون ہوں گا۔ اگر آپ چاہیں تو مَیں ان کی نقول ارسال کر دوں:

۱۔ میرے نام ناظم الدین کا خط مورخہ ۲ جون ۱۹۴۸ء

۲۔ مشرقی بنگال کی حکومت کا اعلامیہ مورخہ ۳ جون ۱۹۴۸ء

۳۔ اخبارات میں میرے بیانات

۴۔ ۱۱ جون ۱۹۴۸ء کا آپ کے نام میرا خط اگر آپ اسے کہیں رکھ کر بھول گئے ہوں۔[۴]

آپ کو یہ جان کر دلچسپی ہوگی کہ میری سرگرمیوں کو محدود کرنے کیلئے حکومتِ مشرقی بنگال نے راتوں رات ایک آرڈیننس نافذ کر دیا تھا۔

آپ کا مخلص

ایچ ایس سہروردی

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ۳ کی دستاویز نمبر ۵

۲۔ دستاویز نمبر ۴۱۶ کا ملفوفہ نمبر ۲

۳۔ دستاویز نمبر ۴۱۶ کا ملفوفہ نمبر ۱

۴۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ۳ کی دستاویز نمبر ۴

لیاقت علی خاں بنام ایچ ایس سہروردی[1]

کراچی

۱۳ جولائی ۱۹۴۸ء

آپ کا ۸ جولائی کا خط[2] مجھے موصول ہو گیا ہے۔ آپ جب کل مجھ سے ملے تھے تو آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ حکومتِ مشرقی بنگال نے جو الزامات آپ پر لگائے ہیں ان میں کوئی سچائی نہیں ہے اور یہ کہ آپ کے ساتھ بہت ناانصافی کی گئی ہے۔ آپ نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ مَیں اس معاملے میں مداخلت کروں۔ مَیں نے آپ سے کہا تھا کہ میرے پاس وہ مواد موجود نہیں جس پر آپ کے خلاف یہ اقدام کیا گیا ہے لہٰذا میں اس بارے میں کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ مَیں نے مزید یہ وضاحت کی تھی کہ یہ معاملہ یکسر صوبائی حکومت کا ہے اور میں ان کے انتظامی معاملات میں دخل نہیں دے سکتا۔ تاہم مَیں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ نے جو کچھ مجھ سے کہا ہے وہ مَیں مشرقی بنگال کے وزیرِ اعلیٰ کو پہنچا دوں گا۔

اگر آپ کو ناگوار نہ ہو تو میں یہ کہوں کہ مجھے اس بات پر آپ سے اتفاق نہیں ہے کہ مشرقی بنگال میں ہندو اقلیت کے حالات سے خواجہ ناظم الدین مطمئن ہیں۔ ان کی حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ مشرقی بنگال میں ہندو اقلیت کو تحفظ ملے اور ان کے جائز حقوق کی حفاظت ہو۔ مشرقی بنگال میں ہندوؤں کے ساتھ جو برتاؤ کیا جا رہا ہے اگر وہی برتاؤ ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ بھی کیا جائے تو شکایت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

لیاقت علی خاں

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ۳ کی دستاویز نمبر ۶

۲۔ دستاویز نمبر ۴.۱.۱

۱.۲

بلوچستان

۱.۲.۱

سی اے.جی سیوج بنام محمد علی جناح[۱]

(خفیہ)

(اقتباس)

کوئٹہ

۳ جون ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر قائداعظم

اپنے توسط سے بلوچستان کے متعدد با اثر اور ذمہ دار سرداروں کی اصل عرضداشت[۲] ملفوف کر رہا ہوں جس میں انہوں نے بلوچستان صوبائی مسلم لیگ کے صدر قاضی محمد عیسیٰ کی سرگرمیوں کے خلاف شکایت کی ہے۔ حال ہی میں نواب محمد خان جوگیزئی کی قیادت میں سرداروں کے ایک وفد نے مجھ سے اس معاملے پر گفتگو کی تھی تا کہ قائداعظم کو عرضداشت بھیجنے سے پہلے وہ ذاتی طور پر اپنے موقف کی وضاحت کر سکیں۔

آنجناب کو ان اختلافات کا بخوبی علم ہے جس میں ایک جانب قاضی محمد عیسیٰ اور ان کے مسلم لیگی حواری ہیں اور دوسری جانب کثیر تعداد میں سردار صاحبان ہیں۔ چند مہینوں سے ان دو گروہوں کے درمیان خلیج بڑھتی جا رہی ہے اور اب حالیہ تشکیل ہونے والی گورنر جنرل کی مشاورتی کونسل میں نمائندگی کی تگ و دو اس اختلاف کا مرکز بن گئی ہے۔ اقتدار کی اس کھینچا تانی میں صوبے کی عمومی سیاسی فضا اور انتظامیہ کی کارکردگی پر جو افسوسناک اثر پڑ رہا ہے اس کی شدت بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

پہلی نظر میں یہ مسلم لیگ اور سرداروں کے درمیان اختلاف کا مسئلہ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن حقیقتِ حال اس کے برعکس ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے سرداروں کو مسلم لیگ یا اس کے

اصولوں سے کوئی اختلاف نہیں ہے تاہم انہیں قاضی محمد عیسیٰ اوران کے حواریوں سے گہرا اور شدید

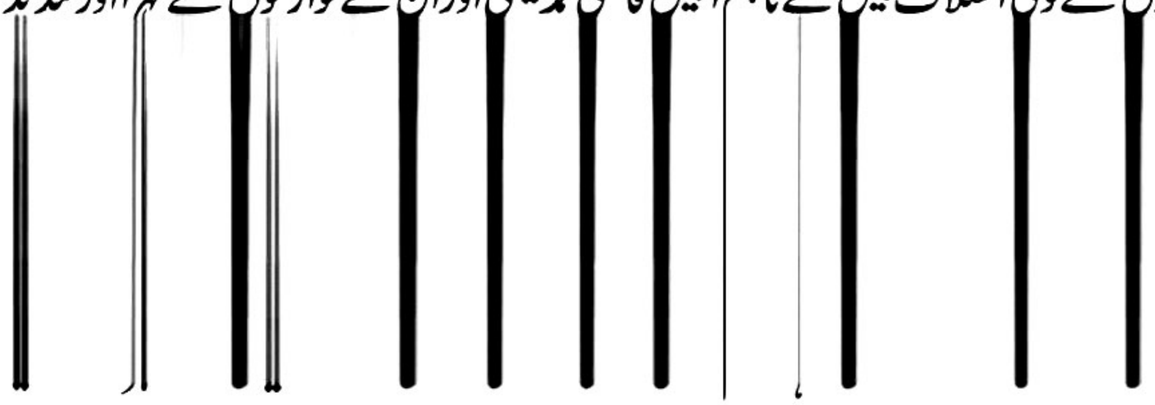

اختلاف ہے کیونکہ ان کے خیال میں یہ لوگ اپنے ذاتی مقاصد کیلئے سرداروں کو تباہ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں اوران مقاصد کے حصول کیلئے مسلم لیگ کو عموماً اور بطور صدر قاضی کی حیثیت کو خصوصاً استعمال کررہے ہیں۔ میری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ بلوچستان میں لیگ کے عہدے داروں کو لیگ کے مفادات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اوران کی سرگرمیاں صرف ذاتی منفعت میں اضافے تک محدود ہیں۔ قاضی اوران کی جماعت پر سرداروں کے عدم اعتماد کی بنیاد یہ ہے کہ قاضی نے کئی موقعوں پر سرداری نظام کے خلاف علانیہ اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔

اس عدم اعتماد کی وجہ سے سرداروں نے لیگ میں شامل ہونے سے انحراف کیا ہے حالانکہ سرکاری طور پران کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ مسلم لیگ کے سرگرم رکن بن کر اپنے نقطۂ نظر کی پُرزور وضاحت کریں۔ جب خلیق الزماں یہاں آئے تھے تو انہوں نے قاضی محمد عیسیٰ اور لیگ کے کارکنوں کو لیگ کی پالیسی اور مقامی لیگیوں کے فرائض پر بہت صحیح اور پُرخلوص مشورہ دیا تھا۔ مَیں خود بھی ان کی باتوں سے بہت متاثر ہوا تھا۔ اپنے چاغی کے دورے میں قاضی نے سرداروں کے خلاف جو غیر ذمہ دارانہ اور نقصان دہ بیانات دیے تھے چودھری خلیق الزماں نے ان پر بھی ان سے باز پرس کی لیکن بدقسمتی سے یہ تمام مشورے بے اثر ثابت ہوئے۔

اب حالات بحران کی منزل تک پہنچ گئے ہیں اور ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ سرداروں اور مسلم لیگ کو عمومی طور پر اور قاضی عیسیٰ اوران کی قریبی جماعت کو خصوصی طور پر کتنی اہمیت دینی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ بنیادی مسئلہ سرداروں اور قاضی عیسیٰ کی ذات سے متعلق ہے۔ جہاں تک صوبے کے انتظام کا تعلق ہے ہم سرداروں کی حمایت کے بغیر کافی مدت تک کام نہیں کر سکتے۔ ان کی بالادستی اور وقار کو اگر کسی طرح نقصان پہنچایا گیا تو اس کا نتیجہ تباہ کن ثابت ہوگا اور لازماً ابتری پھیل جائے گی (جس طرح سرکاری اداروں کے ذریعے حکومت کا کاروبار چلتا ہے اسی طرح سردار صاحبان بھی بطور آلۂ کار انتظامیہ کی کارروائیوں میں شامل رہتے ہیں۔) اس نظام میں تبدیلیاں ضرور ہونی چاہئیں لیکن اس کے بنیادی اصولوں کو بھی برقرار رکھنا چاہئے۔ اگر مقامی

لیگ کے ارکان لیگ کی حقیقی پالیسی پر عمل کریں تو موجودہ بندوبست میں ان کی سرگرمیوں کیلئے کافی گنجائش ہے۔ میرا خیال ہے کہ مقامی لیگیوں کو چاہئے کہ وہ سرداروں سے مفاہمت کر کے اپنے عمل کی اصلاح کرلیں۔

آپ کا مخلص

سی اے۔جی سیوج

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۰۰

۲۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۰۰ کا انکلوژر

۱.۲.۲

اے ایس بی شاہ کا نوٹ[۱]

(انتہائی خفیہ)

گورنر جنرل سیکریٹریٹ

۱۸ جون ۱۹۴۸ء

قائداعظم نے گورنر جنرل کے ایجنٹ کو قاضی محمد عیسیٰ سے متعلق حسبِ ذیل زبانی ہدایات دی ہیں:

۲۔ موجودہ حالات میں قاضی عیسیٰ کی انتظامیہ مخالف اور سردار مخالف سرگرمیاں، چاہے صوبائی مسلم لیگ (جو ان کے اعتراف کے مطابق کالعدم ہو چکی ہے) کے صدر کی حیثیت سے ہوں یا ماضی میں لیگ کے اندر اپنے اعلیٰ مقام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کی جارہی ہوں بہرحال ان کی وجہ سے گورنر جنرل کی ان کوششوں میں رکاوٹ پیدا ہورہی ہے جو وہ بلوچستان کی عمومی صورتِ حال اور موجودہ شاہی جرگے کیلئے موزوں انتظام کے سلسلے میں کررہے ہیں۔ اگر وہ اسی طرح سے کام کرتے رہے جیسا کہ اب کررہے ہیں تو اندیشہ ہے کہ اس کے نتیجے میں کہیں خون خرابہ نہ ہو جائے۔ لہٰذا گورنر جنرل نے فیصلہ کیا ہے کہ قاضی عیسیٰ کو بتا دیا جائے[۲] کہ وہ سرداروں کے خلاف اپنا انتشار پیدا کرنے والا پروپیگنڈا فوراً بند کردیں اور اگر وہ باز نہ آئیں تو بلوچستان

میں امن کے قیام اور قانون کی بالادستی کیلئے حکومت کو مناسب اقدامات کرنے پڑیں گے۔



قائداعظم کی منظوری کیلئے پیش کیا گیا۔

اے ایس بی شاہ

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۳۹

۲۔ سیوج نے قاضی سے کہا کہ وہ اپنی خلل انگیز سرگرمیاں بند کر دیں۔

۱.۲.۳

سی اے جی سیوج (C.A.G. Savidge) بنام محمد علی جناح[۱]

(خفیہ)

[۲۰؟] جون ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر قائداعظم

قائداعظم (آپ) کی ہدایات کے مطابق مَیں نے قاضی محمد عیسیٰ کو ۱۹ تاریخ کی شام کو بلایا۔ مَیں نے انہیں بتایا کہ بلوچستان میں اس وقت مسلم لیگ کے نام پر انہوں نے جو رویہ اختیار کیا ہے اور جو سرگرمیاں جاری رکھی ہیں انہیں حکومت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے۔ جو پروپیگنڈا وہ کر رہے ہیں اور جو بیانات وہ دے رہے ہیں اور جن سرگرمیوں میں وہ مصروف ہیں ان سے صوبے میں مختلف طبقات کے درمیان تصادم کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور اگر ان کی کارروائیاں جاری رہیں تو اس کا نتیجہ خون خرابے کی صورت میں نکلے گا۔ بجائے اس کے کہ حکومت کے اس دشوار کام میں مدد کریں کہ صوبے کی قرینے سے ترقی کیلئے بلوچستان کے مختلف عناصر کو یکجا کیا جائے وہ قابلِ اعتراض اور انقلابی سرگرمیوں میں مشغول ہیں جن سے ان مقاصد کے حصول میں رخنہ پڑ رہا ہے جو حکومت کے پیشِ نظر ہیں۔ مَیں نے ان جہتوں کی نشاندہی کی جن میں ان کی کارروائیاں جاری ہیں اور انہیں خبردار کیا کہ اگر وہ انہیں بند کرنے کا اہتمام نہیں کریں گے تو صوبے میں امن برقرار رکھنے کیلئے حکومت کو مجبوراً ان کی سرگرمیاں روکنے کیلئے اقدامات کرنے پڑیں گے۔

۲۔ انہوں نے اپنے تفصیلی جواب میں اس بات سے انکار کیا کہ وہ گڑبڑ پھیلانے کا

کوئی ارادہ رکھتے ہیں اور کہا کہ ان کی خواہش یہی ہے کہ بلوچستان کے امور میں اصلاح ہو جائے۔ مَیں نے انہیں بتایا کہ ہم سب اصلاحات رائج کرنے کے متمنی ہیں لیکن یہ عمل ارتقائی ہونا چاہئے نہ کہ انقلابی۔ آخر میں انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے حکومت کو پریشانی لاحق ہو اور کہا کہ اپنے سیاسی خیالات پر عمل کرنے سے پہلے مجھ سے مشورہ کریں گے۔ امید ہے کہ وہ اپنے وعدے کی پابندی کریں گے۔ مَیں نے ہدایات جاری کی ہیں کہ ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور ان کی گفتگو اور تقریروں کا ریکارڈ رکھا جائے۔

۳۔ مجھے دکھائی دیا کہ وہ حکومت کے رویّے سے کافی دہل گئے ہیں اور ''سیاسی خودکشی'' کرنے کے بجائے وہ کسی طرح اس الجھن سے اپنی جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ لیگ کے آئندہ انتخابات میں ان کی شرکت کا انحصار جماعت کے فیصلے پر مبنی ہے اور اس حلقے سے جو بھی ہدایات ملیں گی وہ ان کا پاس کریں گے۔

آپ کا مخلص

سی اے جی سیوج

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۴۴

۱.۳

پنجاب

۱.۳.۱

فرانسس موڈی بنام محمد علی جناح[1]

(تار۔ فوری/ بصیغۂ راز)

لاہور

۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء

بہ توسط گورنر صوبۂ سرحد

شوکت حیات نے مجھے اطلاع دی کہ کل وزراء کی میٹنگ میں ممتاز دولتانہ نے اپنا

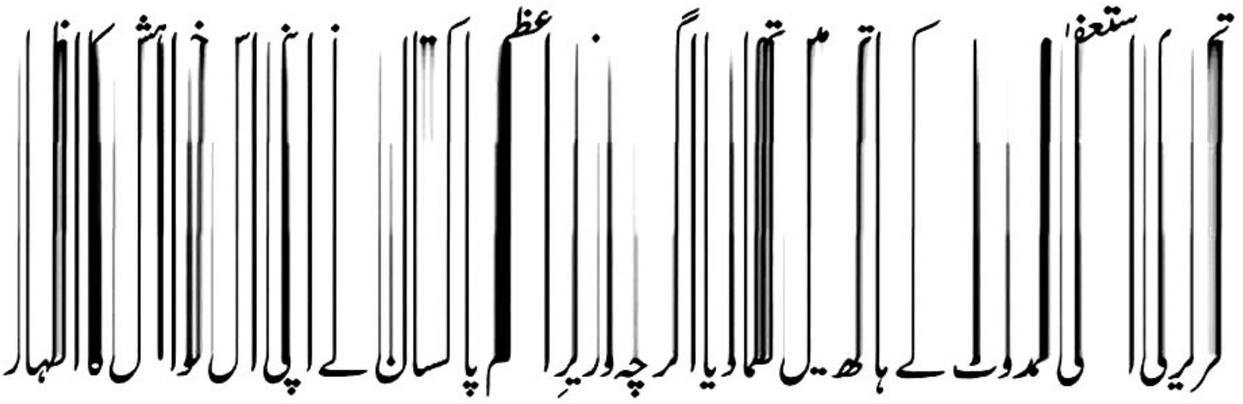

کیا تھا کہ جب تک آپ راولپنڈی میں مغربی پنجاب کے وزراء سے اس معاملے پر تبادلۂ خیال نہ کرلیں اس وقت تک اس قسم کا کوئی قدم وہ (دولتانہ) یا شوکت نہ اٹھائیں۔

ممدوٹ نے ابھی تک مجھ سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ شوکت اس ارادے سے آئے تھے کہ اس معاملے میں ان لوگوں سے آپ کی گفتگو سے پہلے ہی وہ خود بھی دولتانہ کے استعفٰے کے ساتھ ہی اپنا استعفیٰ بھی پیش کردیں اور اس طرح انہیں مشکلات میں پھنسادیں۔

ان حالات میں ۳۰ اپریل کو راولپنڈی میں آپ کی آمد تک فیصلہ ملتوی رکھنا مشکل ہے۔ آپ کیلئے کیا یہ ممکن ہوگا کہ صوبۂ سرحد سے رخصت ہونے سے پہلے ہی آپ ان وزراء سے ملاقات کرسکیں؟

شوکت ہی وہ واحد وزیر ہیں جنہوں نے مجھ سے اپنے اور دولتانہ کے استعفے پر گفتگو کی ہے۔ کیا آپ چاہیں گے کہ مَیں اس بارے میں ممدوٹ اور/ یا دولتانہ سے بھی بات کروں؟

وزیراعظم پاکستان کو بھی مَیں یہی تار بھیج رہا ہوں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۶۲

۱.۳.۲

محمد علی جناح بنام فرانسس موڈی[۱]

(تار۔ بصیغۂ راز)

پشاور

۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء

میرا مشورہ ہے کہ وزیراعظم کے ساتھ جو تصفیہ ہوا تھا پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ اور وزراء اس کی پابندی کریں۔ میرا پروگرام کاموں سے پُر ہے۔ ان لوگوں سے اس معاملے میں یہاں

گفتگو کرنے کیلئے وافر وقت نہیں ہے۔ اگر وہ چاہیں تو مجھ سے کراچی میں ۲۲ اور ۲۷ اپریل کے درمیان مل سکتے ہیں۔

ایم اے جناح

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۶۷

۱.۳.۳

عبدالرحیم بنام محمد علی جناح[1]

(ذاتی/نجی)

ایمن آبادی گیٹ

گجرانوالہ

۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء

ہمارے محبوب قائداعظم

پچھلے کئی دنوں سے مَیں ملک کی صورتِ حال کا جائزہ لے رہا ہوں اور میرے مشاہدات درج ذیل ہیں۔ مَیں اس کو اپنا مقدس فرض سمجھتا ہوں کہ یہ سب باتیں آپ سے بیان کر دوں اور ساتھ ہی کچھ تجاویز بھی پیش کروں:

۱۔ ۱۵ اگست کے بعد ابتدا ہی سے ہندوستان کے رہنماؤں کا یہ تاثر تھا کہ تجارت اور بینکاری میں خلل پڑنے سے اور مشرقی پنجاب سے مہاجروں کے ہجوم کی آمد کی وجہ سے حکومت کے کل پرزے تباہ ہو جائیں گے لیکن ان کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔

۲۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکومتِ پاکستان کو ختم کرنے کیلئے اب ہندوستان خفیہ کوششیں کر رہا ہے اور وہی طریقے استعمال کر رہا ہے جو انگریزوں نے افغانستان میں امان اللہ خان کو معزول کرنے کیلئے کیے تھے اور اس مقصد کے

حصول کیلئے احرار، جمعیت العلماء، کمیونسٹوں اور سرخ پوشوں جیسی تنظیموں کو

استعمال کر رہا ہے۔

۳۔ یہ تنظیمیں عوام میں پروپیگنڈا کر رہی ہیں اور بجائے اس کے کہ ان نقصان دہ کارروائیوں کو ابتدا ہی میں ختم کریں حکام بہرے اور اندھے بنے بیٹھے ہیں کیونکہ بعد میں فضیلت مآب کو ان تنظیموں سے نمٹنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جائے گا۔ میری رائے میں فضیلت مآب کو مرحوم اتاترک کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے کیونکہ جناب قائداعظم ہم آپ کو پاکستان کا ''اتا'' سمجھتے ہیں۔

۴۔ کمیونسٹوں اور احراریوں نے سول اور ملٹری ملازمتوں میں اپنی جگہ بنالی ہے اور یہ انتہائی ضروری ہے کہ ایسے افراد کو فوراً برطرف کر دیا جائے۔

۵۔ ایران اور افغانستان رشوت ستانی کے معاملے میں پاکستان سے بہت پیچھے ہیں۔ آرڈیننسوں، تقریروں اور گشتی چٹھیوں سے چند افراد کے سوا باقی افسروں اور ان کے ماتحتوں پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے کیونکہ پاکستان کے عہدے دار زیادہ مال سمیٹنے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اگرچہ آرڈیننس میں مجرم کو کوڑے لگانے کی شق رکھی گئی ہے لیکن ابھی تک کسی فرد کو اس طرح کی سزا نہیں دی گئی اگرچہ کئی اشخاص اس جرم کے مرتکب پائے گئے ہیں۔ ایسے آرڈیننس کا کیا فائدہ جس پر عمل نہ کیا جائے۔ فضیلت مآب کو چاہئے کہ وہ خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کی طرح عمل کریں۔

۶۔ مغربی پنجاب میں چند افراد کے سوا باقی تمام اعلیٰ اور ادنیٰ عہدے دار علی بابا اور چالیس چور بنے بیٹھے ہیں اور انتظامیہ تباہ ہوتی جا رہی ہے اور ہر ضلع میں مسلم لیگ میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ ملازمتوں سے خراب افسروں اور لیگ سے غلط عہدیداروں کو اجتماعی طور سے معزول کرنا بہت ضروری ہے۔

۷۔ سول ملازمتوں میں کچھ فوجی افسر بھی شامل ہیں اور ان میں سے ایک گجرانوالہ میں

بطور راشننگ افسر کام کر رہا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے بے شمار دولت اکٹھا کر لی ہے۔ اس کے خلاف تفتیش ہونی چاہئے اور اگر الزامات سچ ثابت ہوں تو اسے قرار واقعی سزا دینی چاہئے اور اس کی جگہ کسی موزوں بے روزگار مہاجر کو رکھنا چاہئے۔

۸۔ تمام شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں حفظانِ صحت کی صورتِ حال تسلی بخش نہیں ہے اور اس طرف ضروری اقدام کا وقت یہی ہے ورنہ موسم گرما میں ہر قسم کی وبا لازمی طور پر پھیلے گی۔ ہر جگہ حفظانِ صحت کا عملہ کافی تعداد میں موجود ہے لیکن سرکاری ادارہ ہی سست ہے۔

۹۔ بری، بحری اور فضائی افواج میں افسروں اور دوسرے عہدے داروں کا معیار گرتا جا رہا ہے تاہم ان کے حوصلے بلند ہیں۔

۱۰۔ بری، بحری اور فضائی افواج کو رعایتی شرح پر ریل میں سفر کرنے کی مراعات دوبارہ ملنی چاہئیں کیونکہ ان مراعات کی منسوخی اور افسروں کی تنخواہوں میں کمی سے کمیونسٹوں کو پروپیگنڈے کا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ چونکہ یہ معاملہ پیسے کا ہے لہٰذا ذہنوں کو مسموم کرنا آسان ہے۔ خوش آئند الفاظ اور جملوں سے ان افراد کے دل نہیں جیتے جا سکتے اور ان ملازمتوں میں کسی قسم کی بے اطمینانی نہیں ہونی چاہئیے کیونکہ ان سے ملک کا استحکام وابستہ ہے۔

۱۱۔ کشمیری ریاستی فوج کے تقریباً ایک درجن افسر جو آزاد کشمیر کی فوج میں شامل ہو گئے تھے وہ چاہتے ہیں کہ انہیں پاکستان کی فوج میں ضم کر لیا جائے۔ میرے خیال میں انہیں اسی عہدے پر رکھ لیا جائے، جس پر وہ اس وقت ہیں، ان میں سے زیادہ تر لوگ محاذ پر مصروفِ پیکار ہیں۔

۱۲۔ بحری فوج میں کچھ ایسے افسر بھی ہیں جو جنگ کے دوران بحری بیڑے میں شامل

۴

شمال مغربی صوبۂ سرحد

۱.۴.۱

اے بی یوسفی بنام محمد علی جناح[1]

کریم پورہ
پشاور
۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء

ڈیئر قائداعظم

پاکستان کے اس حصے یعنی صوبۂ سرحد میں آپ کی آمد پر میری مؤدبانہ تسلیمات قبول فرمایئے۔

۱۹۱۹ء سے سیاسی میدان میں موجود ہوتے ہوئے اور مسلم لیگ کیلئے اس دن سے کام کرتے ہوئے جب آپ نے مہربانی فرما کر اس فرض کیلئے مجھے ۱۹۳۶ء میں لکھا تھا اور پشاور میں مسلم لیگ کانفرنس کے سیکرٹری کے طور پر کام کرتے ہوئے جس کانفرنس میں آپ نے بھی شرکت فرمائی تھی، میری دلی خواہش تھی کہ موقع نکال کر آپ سے ملوں اور اپنی نیک خواہشات آپ تک پہنچادوں لیکن ہماری وزارت کی پالیسی اور مسلم لیگ میں پھوٹ نے راستے میں دیواریں حائل کر دیں اور مجھے یہ چند سطور لکھنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نظر نہیں آیا۔

ڈیئر قائداعظم! یہ صوبہ بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ وزارت پر اقربا پروری، دلالی، رشوت ستانی اور جانبداری کے بادل چھائے ہوئے ہیں اور دوسری جانب مسلم لیگ کا ادارہ جماعتی تنازعوں کی گرفت میں ہے۔ ان حالات میں پاکستان کے مخالفین زور پکڑتے جا رہے ہیں لہٰذا جب تک آپ خود اس پر خاص توجہ نہیں دیں گے تو اس کا نتیجہ ہماری قوم اور ملک کے لئے خدانخواستہ نقصان دہ ثابت ہوگا۔

ہوئے تھے لیکن انہیں اب تک مستقل نہیں کیا گیا ہے کیونکہ ان کی حمایت کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ان کا پشت پناہ کوئی نہیں تھا۔ میری رائے میں ایسے تمام افراد کو مستقل کر دینا چاہئے۔

۱۳۔ اناج کی راشننگ جلد ختم کر دینی چاہئے کیونکہ عوام کے درمیان احراری یہ پروپیگنڈا بڑی کامیابی سے کر رہے ہیں کہ ہندوستان نے جو اناج کے معاملے میں خسارے کا علاقہ ہے ان اجناس پر سے بندش ہٹالی ہے۔ علاوہ ازیں کپڑا اور دوسری اشیائے ضرورت جو وافر مقدار میں موجود ہیں ان پر سے پاکستان میں بندش اس لئے نہیں ہٹائی جاسکتی کہ یہ وزراء اور اعلیٰ افسروں کے مفاد میں نہیں ہے جو عوام کو نقصان پہنچا کر کثیر منافع کما رہے ہیں۔ یہ حضرات غریب لوگوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں۔ آٹے اور چاول میں ایسی چیزوں کی ملاوٹ کی جارہی ہے جو انسانی استعمال کیلئے موزوں نہیں۔ اس کے علاوہ راشن کی مقدار بھی ناکافی ہے۔ اگر یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا تو امکان ہے کہ اشیائے خوردنی کیلئے عوام میں فساد برپا ہو جائے۔

۱۴۔ خراب اشیائے خوردنی اور ناکافی مقدار کی وجہ سے لوگوں کی صحت پر بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ لہٰذا کنٹرول جلد ختم کرنا بہت ضروری ہے۔

۱۵۔ مہاجرین کی آبادکاری: تقریباً آٹھ لاکھ مہاجرین کو بلوچستان اور قلات میں بسایا جاسکتا ہے جہاں وسیع اراضی بیکار پڑی ہوئی ہے۔

۱۶۔ لاہور اور شیخوپورہ کے اضلاع میں ریاستِ کشمیر کی املاک کا انتظام و انصرام لاہور میں شیخ عبداللہ کا ایجنٹ کرتا ہے جس نے حال ہی میں آزاد کشمیر کے نمائندے کو نکال باہر کیا تھا۔ شیخ عبداللہ کا یہ ایجنٹ لاہور میں ہندوستانی ڈپٹی ہائی کمشنر کے ذریعے شیخ سے خط و کتابت کرتا ہے اور رقم خرچ کر کے اپنے جاسوسوں کے ذریعے اہم اور مفید معلومات اکٹھی کرتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے

کہ مالی وجوہات کی بناء پر مغربی پنجاب کے چند عہدے دار بھی اس کی مدد کر رہے ہیں۔

۱۷۔ مغربی پاکستان میں صرف صوبۂ سرحد کی حکومت اہلیت سے چلائی جا رہی ہے کیونکہ وہاں کا وزیرِ اعلیٰ بہت قابل شخص ہے اور انتظامی صلاحیتوں کا مالک ہے۔

۱۸۔ افغانستان کے بارے میں میرے خیال کے مطابق قرینِ مصلحت ہوگا اگر مسٹر ایم اے حکیم سے مشورہ لیا جائے جو لاہور کے ایک ممتاز تاجر ہیں (وزیرِ دفاع کرنل اسکندر مرزا[۲] ان سے بخوبی واقف ہیں)۔ موجودہ حکمران خاندان کے ارکان سے ان کی ذاتی دوستی ہے اور وہ پاکستان کے انتہائی وفادار شہری ہیں۔

۱۹۔ میرا جب کراچی آنا ہوگا مَیں چاہوں گا کہ فضیلت مآب سے مل کر مزید معاملات پیش کروں۔ فضیلت مآب سے امید ہے کہ وہ مجھے ملاقات کا موقع دیں گے۔

۲۰۔ آخر میں یہ ضرور کہوں گا کہ میرے متعلق یہ نہ سمجھا جائے کہ مَیں ملک کے امور میں دخل اندازی کر رہا ہوں لیکن ایک خیر خواہ اور وفادار پاکستانی ہوتے ہوئے مَیں خاموش بھی نہیں رہ سکتا۔

خط بند کرنے سے پہلے مَیں اس تحریر کی گستاخی پر فضیلت مآب سے معذرت خواہ ہوں۔

فضیلت مآب کا حقیر اور وفادار خادم

عبدالرحیم

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۷۰

۲۔ کرنل اسکندر مرزا وزیرِ دفاع نہیں بلکہ سیکریٹری دفاع تھے۔

۱.۳.۴

فرانسس موڈی بنام محمد علی جناح[1]

گورنمنٹ ہاؤس،

لاہور

۱۴ مئی ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر قائداعظم

آج ساڑھے بارہ بجے مَیں نے وزراء[2] سے ملاقات کر کے ان کے استعفے انہیں واپس کر دیے اور ان سے کہا کہ ان کی مدد کیلئے آپ نے پوری کوشش کی تھی لیکن اب آپ کو ان کی دشواریوں سے لاتعلق ہونا پڑے گا اور خود انہیں اس کا حل ڈھونڈنا ہوگا۔ مَیں نے کہا میرا موقف بعینہٖ وہی ہے جو آپ کا ہے۔ یہ سن کر وہ کچھ ششدر سے ہو گئے اور ممتاز نے کہا: ''کیا قائداعظم نے ایسا اس لئے کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ مَیں....؟ مَیں نے بات کاٹ کر ان سے کہا کہ آپ کی ایسی کوئی خواہش نہیں جو ان لوگوں تک پہنچائی جائے۔ بعد ازاں انہوں نے اگر گورنر کی حیثیت سے نہ سہی تو بحیثیت ایک دوست کے میرا مشورہ طلب کیا۔ مَیں نے ان سے کہا کہ مَیں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔ کچھ منٹوں کے بعد وہ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ وہ اس معاملے پر مزید غور کریں گے۔

ان کے ساتھ معاملات طے کرنے میں دشواری یہ ہے کہ حقیقتِ حال معلوم کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ جب وہ لوگ آپ سے پہلی مرتبہ مل کر واپس آئے تھے اور جب ان سب نے استعفیٰ دینا منظور کیا تھا اور ممتاز وزارت تشکیل دینے پر رضا مند ہو گئے تھے تو انہوں نے پریس میں ایک بیان جاری کر دیا کہ آپ نے انہیں ہدایت کی ہے کہ وہ ''بحیثیت ایک ٹیم'' اس بحران کا مقابلہ کریں۔ اس مرتبہ کراچی میں ممتاز یہ کہہ رہے تھے کہ انہیں ممدوٹ کی حمایت کا پورا یقین ہے جبکہ ایک روز پہلے ہی انہوں نے آئی جی پولیس قربان علی سے یہ کہا تھا کہ ممدوٹ اپنے لئے اور ان کے خلاف ارکانِ اسمبلی کی حمایت حاصل کرنے کی

پوری کوشش کر رہے ہیں۔

مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا کرنے والے ہیں۔لیکن موجودہ غیر یقینی صورتِ حال مستقل نہیں رہ سکتی۔قدرتی طور پر عوام اور پریس میں یہ قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں کہ اب کیا ہونے والا ہے۔

اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مَیں کراچی میں آپ کی اور مس فاطمہ جناح کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ان پریشانیوں کے باوجود مجھے اس قیام میں بہت لطف حاصل رہا۔

آپ کا مخلص

فرانسس موڈی

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۳۶۳

۲۔ فنانس منسٹر میاں ممتاز دولتانہ اور وزیرِ مال سردار شوکت حیات خان

۱.۳.۵

محمد علی جناح بنام فرانسس موڈی[1]

۱۸ مئی ۱۹۴۸ء

ڈیئر سر فرانسس

آپ کے ۱۴[2]، ۱۵ اور ۱۷[3] مئی کے خطوط مجھے موصول ہوئے مَیں حالات سے باخبر رکھنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔مہربانی فرما کر یہ سلسلہ جاری رکھیئے۔

مَیں نے جو اعلامیہ[4] جاری کیا ہے وہ برقرار رہے گا اور اسی طرح کراچی میں مَیں نے آپ سے جو کچھ کہا تھا وہ بھی برقرار رہے گا۔ان میں فی الحال کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔جیسا کہ مَیں پہلے واضح کر چکا ہوں کہ مَیں دخل اندازی کرنا نہیں چاہتا۔لہٰذا آپ کو میری طرف سے کسی کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔جیسا کہ مَیں نے کراچی میں آپ پر واضح کیا تھا کہ آپ کو چاہیے کہ ایک آئینی گورنر کی حیثیت سے اپنے موقف پر ڈٹے رہیں۔

یہاں مَیں یہ ذکر بھی کر دوں کہ دستور کے مطابق اور عام طریقے سے وزارت کی تشکیل

قانون ساز اسمبلی کے ارکان کے درمیان ہی ہوتی ہے۔ جو میرے اعلامیہ میں ہے اور جو کچھ مَیں نے آپ سے کراچی میں کہا تھا اس میں مزید اضافہ کرنا نہیں چاہتا۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۷۱

۲۔ دستاویز نمبر ۱.۳.۴

۳۔ تلاش کرنے پر دستیاب نہیں ہو سکا۔

۴۔ ضمیمہ

۱.۳.۵ کا ضمیمہ

پریس اعلامیہ

گورنر جنرل ہاؤس، کراچی

۱۲ مئی ۱۹۴۸ء

مغربی پنجاب کا وزارتی بحران

ہز ایکسیلنسی گورنر مغربی پنجاب، وزیرِ اعلیٰ اور ان کے رفقاء سے مکمل گفت و شنید کے بعد گورنر جنرل اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ فی الحال ایسے خاطر خواہ اسباب نہیں ہیں کہ وہ گورنر کو کوئی خصوصی ہدایات جاری کریں۔

لہٰذا اس وزارتی الجھن سے گورنر معمول کے مطابق نمٹیں گے اور اپنے وزیروں کے انتخاب اور ان کی طلبی کیلئے ضروری اقدامات کریں گے۔

نوٹ

۳۱ مئی ۱۹۴۸ء کو گورنر مغربی پنجاب سر فرانسس موڈی نے میاں ممتاز محمد خان اور سردار شوکت حیات خان کے استعفے منظور کر کے انہیں کابینہ سے علیحدہ کر دیا۔

۱.۳.۶
مغربی پنجاب کا غیر معمولی گزٹ[۱]

لاہور
۳۱ مئی ۱۹۴۸ء

پولیٹکل ڈپارٹمنٹ (عمومی)
نوٹیفکیشن

۲۹ مئی ۱۹۴۸ء

مغربی پنجاب کے گورنر نے اپنے وزراء کی کونسل سے عزت مآب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ اور عزت مآب سردار شوکت حیات خان کے استعفے منظور کر لیے۔

ایس غیاث الدین احمد
سیکرٹری برائے گورنر مغربی پنجاب

ایچ اے مجید
چیف سیکرٹری حکومتِ مغربی پنجاب

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۲۱ کا انیکس ۳

۱.۳.۷
محمد حسین اور دیگر افراد بنام محمد علی جناح[۱]

ویمنز ہوم، زنانہ جیل
لاہور

۱۹ جون ۱۹۴۸ء

فضیلت مآب قائداعظم

بہت جھجک اور سوچ بچار کے بعد ہم نے آپ کو خط لکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمیں معلوم

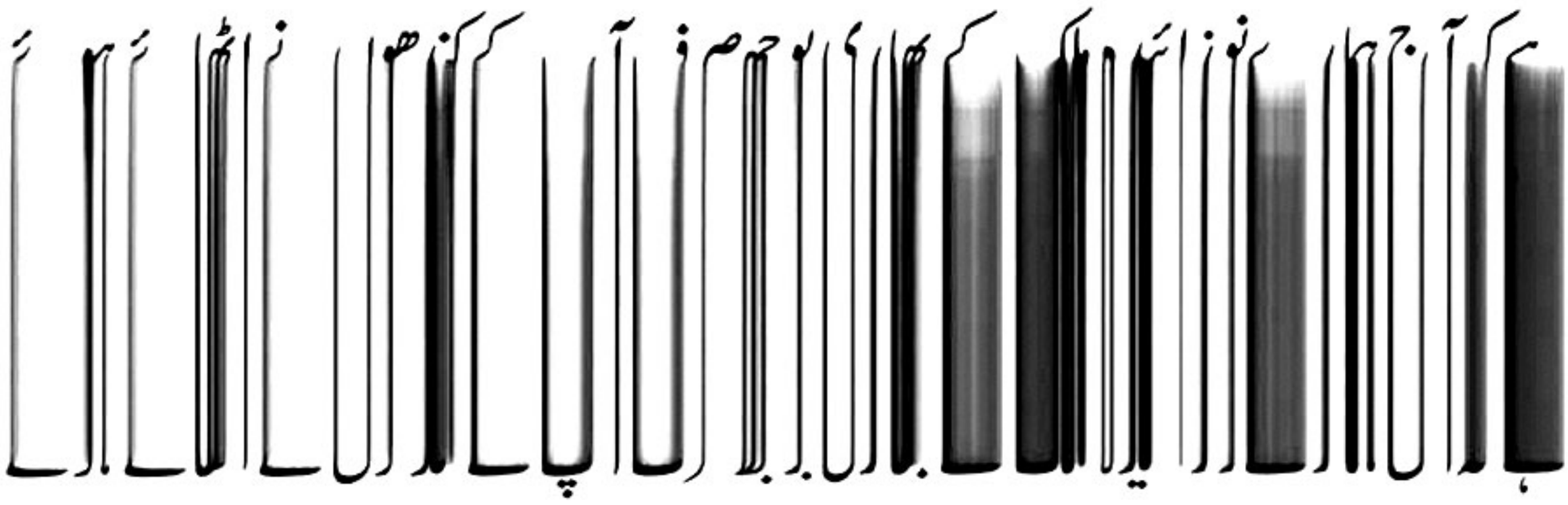

ہیں۔ہم آپ کوایسے وقت میں پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے جبکہ آپ کی پوری توجہ اہم اور فیصلہ کن معاملات پر مرتکز ہے کیونکہ ہمیں اس بات کا شعور ہے کہ ہماری قوم کی تقدیر کا انحصار آپ کے ادراک، استحکام اور رہنمائی پر ہے اوراس وقت انتہائی وفاداری کا یہ تقاضہ ہے کہ آپ کو ذہنی سکون حاصل ہو جائے اور آپ کی قیادت پر ہمارے کامل اعتقاد اور اتحاد کا یقین دلایا جائے تا کہ آپ فتح کی جانب اسی اعتماد کے ساتھ ہماری قیادت فرمائیں جس طرح آپ نے ہماری آزادی کیلئے رہنمائی فرمائی تھی۔آپ سے جوعقیدت ہے وہ دراصل پاکستان سے محبت اور پرستاری کی علامت ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ سب لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ پنجاب ہی پاکستان کا بنیادی پتھر ہے۔پنجاب کی طاقت اوراستحکام اس کی ترقی اوراس کی حکومت کے انداز پر ہمارے پورے ملک کے مستقبل کا انحصار ہے۔ بلکہ ہم بے خوف ہوکر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر پنجاب ڈوب گیا تو پھر پاکستان بھی برقرار نہیں رہ سکتا لیکن اگر خدا کی رحمت سے یہ خوشحال اور بارآور رہا تو مستقبل میں پاکستان کی عظمت کو دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

آج پنجاب شدید نرغے میں ہے۔اس پر ایسے لوگ حکومت کر رہے ہیں جن میں نہ اہلیت ہے اور نہ ذہانت اوران میں نہ وہ بصیرت اور تخیل ہے جن کی مدد سے ایسے عظیم مسائل سلجھا سکیں جو اس وقت درپیش ہیں۔ ہماری انتظامیہ تقریباً تباہ ہو چکی ہے۔ بدعنوانی، اقرباء پروری اور نااہلی اس میں سرایت کر چکی ہے۔ نالائق افراد کو اقتدار میں رکھنے کیلئے حکومت کے تمام شعبوں کو بے جا استعمال کیا جا رہا ہے۔اس اثناء میں عوام کے درمیان بے اطمینانی، بے اعتباری اور نفرت پھیلتی جا رہی ہے۔تخریبی عناصر کو ایک ایسے وقت میں شرانگیزی کا موقع مل گیا ہے جبکہ اتحاد، ڈسپلن اور ایمان ہی ہماری نوزائیدہ آزادی کو سنبھال سکتے اور ہمیں تباہی سے بچا سکتے ہیں۔

ہم تیزی سے تباہی کی جانب بڑھ رہے ہیں۔اگر فوری طور پر سخت اقدامات نہ کئے گئے تو حکومت کا پورا ڈھانچہ منہدم ہو جائے گا اور اپنے ساتھ پاکستان کو بھی لے ڈوبے گا کیونکہ

ہمیں خوف ہے کہ جس طرح کی نا اہلی، نالائقی اور غیر سنجیدگی ہمیں اس وقت گھیرے ہوئے ہے اسے دنیا کے محکم ترین لوگ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

قائداعظم! مستقبل میں آنے والی مصیبتوں کے خیال سے ہمارے دل بوجھل ہو رہے ہیں۔ آپ کی رہنمائی میں ہم نے آزادی اور پاکستان کیلئے جدوجہد کی تھی لہٰذا آج ہم خاموش تماشائی بن کر ان لوگوں کو نہیں دیکھ سکتے جو ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔

قائداعظم! اب ہماری نظریں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں کیونکہ ہم نے کبھی کسی اور کی جانب رخ نہیں کیا تھا اور اس لئے بھی کہ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان کا ہر شہری آپ پر مکمل اعتماد کرتا ہے۔ قائداعظم! آپ نے بار بار راستہ ہموار کیا ہے تا کہ قوم منزلِ مقصود کی جانب گامزن رہے۔

پنجاب کے حالات کچھ اس طرح بگڑ گئے ہیں کہ آپ جنہوں نے پاکستان بنایا ہے اب ان سے لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ آپ کی زندگی بھر کی کمائی داؤں پر لگی ہوئی ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ آپ ہماری پریشانیوں کے بنیادی سبب سے واقف ہیں۔ ہم سے پہلے آپ کو ہماری قیادت کی نا اہلی معلوم تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ نے شیرازہ بدلنے کی کوشش کی تھی تا کہ ایک زیادہ مستعد حکومت قائم ہو سکے۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ یا تو خان ممدوٹ یا میاں ممتاز دولتانہ یا دونوں حضرات آپ کی ہدایات پر عمل کرنے میں ناکام رہے ہیں اور آپ نے بیزار ہو کر سارے معاملے سے ہاتھ دھو لینے کا فیصلہ کر لیا۔ تاہم قائداعظم اگر ایک یا دو افراد شرمناک دغابازی کا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں تو اس سے پوری قوم کے مستقبل کو خطرے میں ڈالنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ ہم ممدوٹ یا دولتانہ کی حمایت نہیں کرتے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص بھی آپ کی نافرمانی کرے وہ دراصل قوم سے غداری کرتا ہے اور اسے ایک غدار کی سزا ملنی چاہئے۔ لیکن ایک فرد کی غداری یا لالچ یا بزدلی کی وجہ سے پنجاب کے عوام کو کسی ایسی قیادت سے محروم نہیں کرنا چاہئے جس پر وہ اعتماد کر سکیں۔ بے شک آپ ممدوٹ یا دولتانہ کو سزا دیں اور پورا صوبہ اس عمل میں شریک ہو جائے گا

مگر عوام کو سزا نہ دیجئے۔

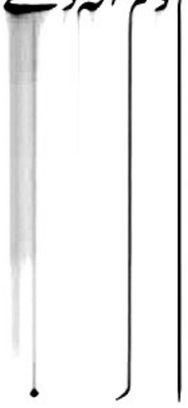

جنابِ عالی! ہم جانتے ہیں کہ پنجاب کے امور کی ذمہ داری اس کے ارکانِ اسمبلی پر عائد ہوتی ہے۔ ہم آپ کو یہ یقین بھی دلا سکتے ہیں کہ اگر کوشش کی جائے تو موجودہ حکومت کو عدم اعتماد کے ووٹ سے معزول کیا جا سکتا ہے لیکن اس کارروائی سے یقیناً ایک ایسی جماعت میں انتشار پیدا ہو جائے گا جو ماضی میں کئی آزمائشوں کے باوجود متحد رہی تھی۔ اس سے باہمی بے اعتباری اور شک وشبہ کا ماحول پیدا ہو جائے گا اور آئندہ جو حکومت بھی تشکیل دی جائے گی اسے وہی طاقت کی سیاست، بدعنوانی اور مفاد پرستی جیسے شرمناک داؤں پیچ اختیار کرنے پڑیں گے جو ممدوٹ وزارت کی مستقل خرابیاں تھیں۔ آج ہمیں ایک ایسی مستحکم، دیانتدار اور سخت دل حکومت کی ضرورت ہے جو ماضی کی برائیوں کو سختی سے کچل دے اور عوام کو ایک نئی امید دلائے اور صوبے کو خلافِ معمول مسائل سے نمٹنے کیلئے نئی طاقت عطا کرے۔ اس طرح کی حکومت کا تعلق براہ راست آپ سے ہو یا ان لوگوں سے جنہیں آپ علانیہ طور پر منظور کریں اور واضح طور پر انہیں عہدہ سنبھالنے کا حکم دیں۔

قائداعظم ہم آپ کو یہ تکلیف کبھی نہ دیتے اگر ہمیں واقعی اور قطعی یہ یقین نہ ہوتا کہ صرف آپ ہی پنجاب کو بچا سکتے ہیں۔ پنجاب کے لوگ آپ سے محبت اور آپ پر اعتماد کرتے ہیں۔ آج یہ لوگ امید بھری نظروں سے آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اگر آج آپ نے انہیں ناامید کر دیا تو گویا تقدیر نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ قائداعظم ہم معافی کے طلب گار ہیں لیکن تاریخ درگزر نہیں کرے گی اور ایسی ناکامی سے پاکستان بھی باقی نہیں رہے گا۔ ہمیں خوف ہے کہ موجودہ صورتِ حال کو بغیر کسی روک تھام کے اگر مزید ایک یا دو مہینے اسی طرح روا رکھا گیا تو سخت ترین اقدامات سے بھی نقصان کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔ ہمارے نظم ونسق میں سرطان بہت گہرائی میں پہنچ چکا ہے۔

لہٰذا قائداعظم ہم ہاتھ جوڑ کر آپ سے مداخلت کی استدعا کرتے ہیں۔ اگر آپ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کیا تو ہر ایک پنجابی آپ کے ساتھ ہوگا اور ہر

ایک پنجابی غیر مشروط طور پر اس وزارت کی حمایت کرے گا جو آپ کی رہنمائی میں تشکیل دی گئی ہو۔

اس نوعیت کی یادداشت میں ہمارے لئے ممکن نہیں کہ ضرورت کے مطابق آپ کو صورتِ حال سے پوری طرح واقف کریں لیکن اگر ہم تمام حقائق آپ کو پیش کرنے کی کوشش نہ کریں تو ہم ان لوگوں کا فرض ادا کرنے میں ناکام رہیں گے جن کی نمائندگی کا شرف ہمیں حاصل ہے اور خود آپ کا بھی جن کا ہم قوم کے باپ کے طور پر عزت واحترام کرتے ہیں۔ لہٰذا ہماری عاجزانہ گذارش ہے کہ ہمیں ملاقات کا شرف بخشا جائے۔ جنابِ عالی ہمیں آپ کی مصروفیات اور اپنی گذارش کے بے محل ہونے کا احساس ہے لیکن ہمارے خیال میں موجودہ مایوس کن صورتِ حال کا اس کے سواء اور کوئی حل نہیں ہے۔ ہم آپ کی ہدایات کا بیقراری سے انتظار کریں گے اور ہم یہ امید کرنے کی جسارت بھی کرتے ہیں کہ آپ اپنے ایسے کارکنوں کو مایوس نہیں کریں گے جو ماضی میں آپ کے حکم پر کبھی نہیں ڈگمگائے اور جو مستقبل میں آپ سے والہانہ وفاداری کا وعدہ کر چکے ہیں۔ ہم ایک دن کے نوٹس پر کراچی آ سکتے ہیں۔

عزت واحترام کے ساتھ

آپ کے فرمانبردار

محمد حسین، خیر مہدی،

فضل الٰہی، صلاح الدین،

(صوفی) عبدالحمید خان

ارکان قانون ساز اسمبلی

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۴۳

۴

شمال مغربی صوبۂ سرحد

۱.۴.۱

اے بی یوسفی بنام محمد علی جناح[1]

کریم پورہ
پشاور
۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء

ڈیئر قائداعظم

پاکستان کے اس حصے یعنی صوبۂ سرحد میں آپ کی آمد پر میری مؤدبانہ تسلیمات قبول فرمایئے۔

۱۹۱۹ء سے سیاسی میدان میں موجود ہوتے ہوئے اور مسلم لیگ کیلئے اس دن سے کام کرتے ہوئے جب آپ نے مہربانی فرما کر اس فرض کیلئے مجھے ۱۹۳۶ء میں لکھا تھا اور پشاور میں مسلم لیگ کانفرنس کے سیکرٹری کے طور پر کام کرتے ہوئے جس کانفرنس میں آپ نے بھی شرکت فرمائی تھی، میری دلی خواہش تھی کہ موقع نکال کر آپ سے ملوں اور اپنی نیک خواہشات آپ تک پہنچادوں لیکن ہماری وزارت کی پالیسی اور مسلم لیگ میں پھوٹ نے راستے میں دیواریں حائل کر دیں اور مجھے یہ چند سطور لکھنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نظر نہیں آیا۔

ڈیئر قائداعظم! یہ صوبہ بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ وزارت پر اقربا پروری، دلالی، رشوت ستانی اور جانبداری کے بادل چھائے ہوئے ہیں اور دوسری جانب مسلم لیگ کا ادارہ جماعتی تنازعوں کی گرفت میں ہے۔ ان حالات میں پاکستان کے مخالفین زور پکڑتے جا رہے ہیں لہٰذا جب تک آپ خود اس پر خاص توجہ نہیں دیں گے تو اس کا نتیجہ ہماری قوم اور ملک کے لئے خدانخواستہ نقصان دہ ثابت ہوگا۔

اگر آپ کی نظر میں ان سے اسلام اور پاکستان کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو میری حقیر خدمات ہمیشہ آپ کے زیر فرمان ہیں۔

آپ کا مخلص

اے بی یوسفی

مدیر۔دی فرنٹیئر ٹریڈرز

۱۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۲۶۹

۱.۴.۲

عبدالغفار خان بنام محمد علی جناح[۱]

پشاور

۱۸ اپریل ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر قائداعظم

مَیں نے اپنی گفتگو[۲] کی نوعیت خدائی خدمتگار تنظیم کے نمائندوں کے سامنے پیش کر دی ہے۔انہوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ وہ پاکستان کے استحکام اور اس کے مفادات کے تحفظ کیلئے ہر ممکن کوشش کریں گے اور اس مقصد کے حصول کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔[۳] انہوں نے یہ بھی منظور کیا کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کریں گے[۴] جس کی وجہ سے حکومت کے کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو لیکن جائز تنقید ضرور کریں گے۔

آپ کا مخلص

عبدالغفار

۱۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۲۹۴

۲۔۱۵ اپریل کو پشاور میں ان کی ملاقات ہوئی تھی

۳۔دیکھئے ضمیمہ ۱ اور ۲

۴۔دیکھئے ضمیمہ ۳

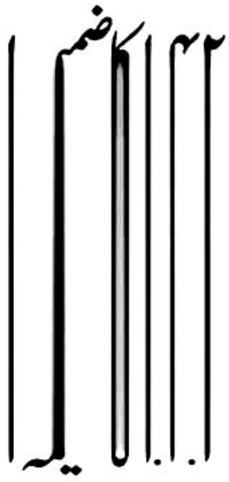

ضمیمہ ۴۲

پال ایچ ایلنگ (Paul H. Alling)[1] بنام جارج مارشل

(اقتباس)

امریکی سفارت خانہ، کراچی

۹ مارچ ۱۹۴۸ء

عنوان: صوبۂ سرحد کے رہنما خان عبدالغفار خان پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں

جناب عالی!

معلوم ہوا ہے کہ اپنی جماعت کے اعتدال پسند عناصر کے کافی دباؤ میں آ کر خان عبدالغفار خان نے ۲۸ فروری کو دستور ساز اسمبلی میں پیش ہو کر پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھا لیا ہے۔ ۵ مارچ کو انہوں نے اپنی پہلی تقریر کی، جو تیس منٹ جاری رہی۔ اُردو میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ حکومت کے خلاف تنقید نہیں کرنا چاہتے بلکہ جو غلط فہمیاں ان کے اور ان کی جماعت کے متعلق ہیں انہیں دور کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ ہندوستان کی تقسیم کے خلاف ضرور تھے لیکن اب جبکہ تقسیم ایک حقیقت بن چکی ہے تو ایک باعمل فرد کی طرح انہوں نے تقسیم کو قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے اسمبلی کو یقین دلایا کہ وہ طبقاتی تقسیم کے خلاف ہیں اور اسمبلی سے درخواست کی کہ ان کے تبصرے کو ایک دوست کے طور پر اور پاکستان کے مفاد میں شمار کریں۔ تاہم وہ حکومتِ پاکستان کے بارے میں کچھ تنقید کرنا چاہتے ہیں اور پٹھانوں کے مستقبل کے بارے میں کچھ مشورے دینا چاہتے ہیں۔

موخرالذکر کے متعلق ان کا خیال تھا کہ پاکستان میں رہتے ہوئے موجودہ صوبۂ سرحد سے ایک خودارادی ریاست ''پٹھانستان'' تخلیق کی جائے جس میں پٹھانوں پر مشتمل قبائلی علاقے بھی شامل ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان پروپیگنڈے والی رپورٹوں میں کوئی سچائی نہیں ہے کہ وہ پاکستان کو تراش کر ایک آزاد اور خودمختار پٹھانستان بنانا چاہتے ہیں۔

حکومتِ پاکستان پر تنقید کرتے ہوئے خان عبدالغفار نے کہا جب وہ پاکستان کی

انتظامیہ پر نظر دوڑاتے ہیں تو انہیں اس میں اور برطانوی انتظامیہ میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔حکومت پران کی تنقید کا نشانہ خاص طور پر اس نکتے پر تھا کہ اس وقت تین انگریز گورنر ہیں جبکہ ہندوستان میں ہندوستانی گورنر مقرر کئے گئے ہیں اور مزید یہ کہ اس وقت کئی اور انگریز عہدیدار موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے سرحد سے انگریزوں کو نکال باہر کیا تھا لیکن اب وہ دوبارہ ہمارے سر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

۶ مارچ کو وزیراعظم لیاقت علی خاں نے عبدالغفار خان کی تقریر کے اس جملے کا کہ موجودہ انتظامیہ پر برطانوی تسلط ہے جواب دیا ''موجودہ قواعد کے تحت گورنروں کو کسی قسم کا اختیار نہیں۔ وہ محض وزارء کے مشیر ہوتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان کے آئینی لائحہ عمل میں ''گورنر جنرل کو کامل اختیار حاصل ہے۔'' وزیراعظم نے پھر طنزاً کہا کہ خان صاحب اس حقیقت کو نظر انداز کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل ہیں جبکہ پاکستان کے گورنر جنرل قائداعظم ہیں۔ کیا خان صاحب ایمانداری سے کہہ سکتے ہیں کہ انگریز کو آیا ہندوستان میں زیادہ اختیارات ہیں یا پاکستان میں۔ پٹھانستان کے موضوع پر وزیراعظم نے کہا کہ خان صاحب کو اعتراض ہے کہ ان کا صوبہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کیوں کہلایا جائے۔ ''میرا جواب یہ ہے کہ اگر دستور ساز اسمبلی کوئی اور نام تجویز کرے تو ہم یہ تجویز قبول کرلیں گے'' اور اگر قبائلی علاقوں کے لوگ یہ خواہش ظاہر کریں کہ انہیں صوبۂ سرحد میں شامل کرلیا جائے تو ''مَیں یقین دلاتا ہوں کہ نہ تو حکومت کو اور نہ ہی دستور ساز اسمبلی کو اس پر کوئی اعتراض ہوگا۔''

بصد احترام آپ کا

پال ایچ ایلنگ

امریکی سفیر

۱۔امریکی سیکرٹری آف اسٹیٹ

ضمیمہ ۲۴

پال ایچ ایلنگ بنام جارج مارشل

امریکی سفارت خانہ

کراچی

۱۶ مارچ ۱۹۴۸ء

جناب عالی!

۹ مارچ کو مقامی اخبارات میں ''آل پاکستان پیپلز پارٹی'' کے نام سے ''ایک روداد اور دستور کا مسودہ شائع ہوا جس کے محرک خان عبدالغفار خان اور حزبِ اختلاف کے حسبِ ذیل سات مسلم رہنما تھے خان امیر احمد خان (صوبہ سرحد)، شیخ حسام الدین (مغربی پنجاب)، شیخ ظہیر الدین (مغربی پنجاب)، منشی احمد دین (کراچی)، خان عبدالصمد خان (بلوچستان)، مسٹر جی ایم سید (سندھ) اور شیخ عبدالمجید (سندھ)۔

اس روداد یا منشور میں کہا گیا ہے کہ بہت غور وخوض کے بعد دستخط کنندگان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اب مسلم لیگ اپنی افادیت کھو چکی ہے لہٰذا پاکستان کے مستقبل سے متعلق اہم مسائل کے حل کیلئے ایک علیحدہ جماعت تشکیل دینی چاہیے۔ انہوں نے شروع ہی میں یہ وضاحت کر دی کہ وہ اس ملک کے تحفظ اور استحکام پر پختہ یقین رکھتے ہیں کیونکہ یہ ہمارا مشترکہ ورثہ ہے اور آنے والی نسلوں کیلئے ہمارے پاس ایک امانت ہے۔ انہوں نے مزید وضاحت کی کہ ان کے خیال میں پاکستان کو آزاد سوشلسٹ جمہوریتوں کا ایک وفاق ہونا چاہیے۔

بصد احترام آپکا

پال ایچ ایلنگ

۲.۴.۱ کا ضمیمہ ۳

(تار)

امریکی سفارت خانہ

کراچی

۱۷ جون ۱۹۴۸ء

صوبۂ سرحد کی حکومت نے ۱۵ جون کو عبدالغفار خان کو، جبکہ وہ بنوں جا رہے تھے، کوہاٹ ضلع میں گرفتار کر لیا۔ اسی دن کوہاٹ کے ڈپٹی کمشنر نے انہیں تین سال قید بامشقت کی سزا سنائی۔ ان پر یہ الزام تھا کہ کشمیر پر ہندوستان کے حملے کے ساتھ ساتھ وہ فقیر اپی کے کارکنوں سے ساز باز کر کے قبائلی علاقوں میں بدامنی پھیلانا چاہتے ہیں۔ انہیں مغربی پنجاب کی جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ غفار خان کی حالیہ سرگرمیوں کے خطرات کا اندازہ لگانا مشکل ہے لیکن ہمارے سفارت خانے کا قیاس ہے کہ ماضی میں کانگریس کے ساتھ ان کا تعلق اور تقسیم سے پہلے پاکستان کے قیام پر ان کی مخالفت اور حال ہی میں مسلم لیگ کے خلاف پیپلز پارٹی کی تشکیل سے یہ گرفتاری دراصل ایک انتقامی کارروائی معلوم ہوتی ہے۔ ان دنوں ان کے معتقدین نہ تو اتنے زیادہ ہیں اور نہ ہی با اثر ہیں کہ ان کی گرفتاری پر ہنگامے کر سکیں۔

پال ایچ ایلنگ

۱.۵

سندھ

۱.۵.۱

کراچی کے فسادزدہ علاقوں میں محمد علی جناح کے دورے کی رپورٹ[۱]

کراچی

۱۰ جنوری ۱۹۴۸ء

جمعہ ۹ جنوری کو جب قائداعظم محمد علی جناح اور مس فاطمہ جناح کو کراچی کی مشن روڈ سے فسادزدہ علاقوں کے دورے پر لے جایا جا رہا تھا تو مسلم مہاجرین نے جو ایک اسکول میں عارضی طور پر رہائش پذیر تھے قائداعظم زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔

قائداعظم نے اپنی موٹر رکوا کر مہاجرین کو پیغام بھیجا کہ انہیں یہ معلوم کر کے افسوس ہوا ہے کہ بعض مہاجرین نے فساد میں حصہ لیا اور ہندو املاک کی لوٹ مار کی۔ انہیں یہ اطلاع بھی ملی کہ بعض دوسرے مسلم عناصر اور وطن فروش اسی طرح کی غیر قانونی کارروائیوں میں ملوث تھے۔ انہوں نے ان سب کو اور کراچی کے تمام شہریوں کو باور کرایا کہ جو لوگ امن و امان کی پروا نہیں کرتے وہ پاکستان کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور وہ ہمارے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا ''میں مسلم مہاجرین اور ستم رسیدہ لوگوں کے جذبات سے بخوبی واقف ہوں اور میری پوری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں لیکن انہیں چاہئے کہ وہ خود کو قابو میں رکھیں اور ذمہ دار لوگوں کی طرح عمل کریں اور مہمان نوازی کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں اور نہ ہی ان سب کاموں پر پانی پھیریں جو ان کی زندگی خوشگوار بنانے کیلئے کئے جا رہے ہیں۔ مَیں ایک بار پھر تمام مسلمانوں کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ وہ فسادات شروع کرنے والے بے لگام عناصر، وطن فروشوں اور گروہوں سے اپنے ہندو ہمسایوں کو بچانے میں حکومت اور سرکاری اہلکاروں کے ساتھ مکمل تعاون کریں اور تمام فرقوں میں اعتماد اور اعتبار بحال کریں۔ پاکستان کا نظام گروہوں، وطن

فروشوں یا بلوائیوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ باقاعدگی سے مقرر کی ہوئی حکومت کے ذریعے چلنا چاہئے اور حکومتِ پاکستان ان مجرموں کے خلاف انتہائی سخت اقدامات کرنے والی ہے اور ان کے ساتھ نہایت درشتی اور بے رحمی سے نمٹا جائے گا۔ مجھے ہندوؤں سے پوری ہمدردی ہے جن میں سے اکثر اس پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے جو ایک خفیہ مقصد کے تحت انہیں سندھ سے نکالنے کیلئے کیا جا رہا ہے اور اس کے نتیجے میں بہت سے بے گناہ ہندو سخت مشکلات میں گھر گئے ہیں۔ جہاں تک اس افسوسناک واقعے کا تعلق ہے تو یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ سکھوں کو کراچی لانے اور ان کے گردوارے میں رہنے کا انتظام کرنے کے ذمہ دار کون لوگ تھے۔ جبکہ اس پورے معاملے کی اطلاع نہ سندھ کے وزیرِ اعلیٰ اور نہ ہی کسی سرکاری محکمے یا پولیس کو کی گئی۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کی مکمل تفتیش ہونی چاہئے۔ اس وقت یہ کچھ پراسرار سا دکھائی دیتا ہے لیکن اس کی پوری تفتیش کی جائے گی۔ دوبارہ کرفیو لگنے کے گھنٹے بھر بعد ہی سندھ کے وزیر اعلیٰ مسٹر ایم اے کھوڑو نے قائداعظم محمد علی جناح اور مس فاطمہ جناح کو شہر کے فسادزدہ علاقوں اور ہندو پناہ گزینوں کے کیمپوں کا دورہ کرایا۔

اس جماعت میں میجر جنرل اکبر خان، جنرل آفیسر کمانڈنگ سندھ، ایڈیشنل انسپکٹر جنرل پولیس کراچی مسٹر کاظم رضا، مسٹر آر۔اے۔محمدی جو کراچی ضلع مجسٹریٹ کا عہدہ سنبھالنے والے تھے، مسٹر جمشید نوشیروان جی مہتا اور دیگر سول وملٹری اعلیٰ عہدہ دار شامل تھے۔

سارے راستے مرد، عورتیں اور بچے اپنے گھروں پر سے قائداعظم زندہ باد کے نعرے لگاتے رہے کیونکہ پولیس نے تمام گلیوں اور سڑکوں کو لوگوں سے خالی کرا لیا تھا اور فوجی جوان سختی سے کرفیو نافذ کرنے میں مشغول تھے۔

مسٹر کاظم رضا جماعت کو وکٹوریہ روڈ اور بندر روڈ سے کلفٹن روڈ پر بہار کالونی تک لائے۔ پھر یہ جلوس واپس بندر روڈ آیا جہاں قائداعظم کو چند لوٹی ہوئی دکانیں دکھائی گئیں۔ وہاں سے انہیں سوامی نرائن مندر لایا گیا جس میں تقریباً دو ہزار ہندوؤں نے پناہ لے رکھی تھی۔ ان لوگوں کو پاکستان کی فوج اور سندھ پولیس شہر کے خطرے والے علاقوں سے نکال کر یہاں لے آئی تھی۔ قائداعظم کی آمد پر رام کرشنا مشن کے تین سوامیوں نے انہیں پھولوں کے ہار پہنائے اور

دوسرے پناہ گزینوں نے ان کا خیر مقدم کیا۔ان کے استقبال کا شکریہ ادا کرتے ہوئے قائداعظم نے اپنے رنج وغم کا اظہار کیا کہ ان لوگوں کو عدم تحفظ کی بنا پر اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا ہے اور انہیں ہر قسم کی مدد اور تحفظ کا یقین دلایا۔ ہندو پناہ گزینوں کے جانی نقصان پر مس فاطمہ جناح نے بھی رنج وغم اور ہمدردی کا اظہار کیا۔

گورنر جنرل اور ان کی بہن نے دوسرے دو عدد ہندو پناہ گزینوں کے کیمپوں کا بھی معائنہ کیا۔دوسرے کیمپ میں جو ڈی جے سندھ کالج کے احاطے میں تھا قائد نے پناہ گزینوں کے لئے خوراک کے بارے میں انتظام کی تفتیش کی اور اسے تسلی بخش پا کر اطمینان کا اظہار کیا۔انہوں نے موقع پر موجود افسروں کو ہدایت کی کہ فساد سے متاثر ہونے والے ان لوگوں کی تمام ضروریات کا خیال رکھا جائے۔۔ڈان،۱۱ جنوری ۱۹۴۸ء

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۱۸

۱.۵.۱ کا ضمیمہ ا

جمعہ ۹ جنوری[1] کی صبح ۸ بجے کرفیو کی مدت بڑھا دی گئی

۹ لٹیرے پولیس کی گولی سے ہلاک اور ایک ہزار سے زائد گرفتار

ہندوؤں کو محفوظ مقامات پر لے جایا گیا

ایک فوجی اور ایک پولیس کا سپاہی گرفتار کر لیے گئے

کھوڑو اور رضا نے شہر کا دورہ کیا

بدھ ۷ جنوری کو سارے دن فوج اور پولیس کی سخت کارروائی سے کراچی کی صورتِ حال قابو میں رہی۔فوج اور پولیس کو ہدایت تھی کہ لٹیروں کو، نظر آتے ہی، گولی کا نشانہ بنا دیا جائے لہٰذا انہوں نے ایسا کرنے میں کوئی پس وپیش نہیں کی۔حکام نے فیصلہ کیا کہ شہر میں چالیس گھنٹوں

کا کرفیو بدھ کی شام ۴ بجے سے جمعہ کی صبح ۸ بجے تک نافذ کر دیا جائے۔

شہر میں سخت حفاظتی انتظامات تھے۔فوج اور پولیس کے گشتی دستے شہر میں گشت کر رہے تھے۔ جیکب لائنز، رنچھوڑ لائنز، جوڑیا بازار اور بندر روڈ سے لوٹ مار کے چند واقعات کی اطلاع ملی لیکن فوج نے ہر جگہ حالات پر قابو پالیا۔

منگل ٦ جنوری کی رات کو تین مسلم لٹیروں کو ہلاک کیا گیا جبکہ بدھ کی صبح فوج کی فائرنگ سے چار مزید افراد ہلاک ہوئے۔ جب ۲ بجے دوپہر سے شام ۴ بجے تک دو گھنٹوں کیلئے کرفیو اٹھایا گیا تو ایک اور ہجوم نے چند گھروں کو لوٹنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں کچھ اور جانوں کا نقصان ہوا۔

پولیس کی فائرنگ سے ۹ (نو) سے زیادہ مسلمان ہلاک نہیں ہوئے اور ۱۲ زخمی ہوئے۔ تحقیق کرنے پر پتہ لگا کہ شہر میں پھیلی ہوئی یہ افواہیں قطعی بے بنیاد ہیں کہ فوج اور پولیس کی فائرنگ سے مسلمانوں کا شدید جانی نقصان ہوا ہے۔

حکام نے ایک فوجی جوان اور پولیس کے ایک سپاہی کے خلاف فرائض کی بجا آوری میں غفلت پر سخت کارروائی کی۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ مسٹر ایم اے کھوڑو نے ایک فوجی جوان کو لوٹ کا مال لیتے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا اور اسے فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اسی طرح بندر روڈ پر امپیریل سنیما کے قریب مسلح پولیس کے ایک سپاہی نے لٹیروں پر گولی نہیں چلائی جس پر ایڈیشنل انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر کاظم رضا نے سب کے سامنے اس سے اسلحہ چھین کر اسے پولیس کے بندی خانے بھیج دیا۔

ہزار سے زائد گرفتار

لوٹ مار کے الزام میں ہزار سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ کرفیو کی خلاف ورزی کرنے پر ۱۵۰۰ سے زائد لوگ گرفتار کیے گئے۔ گارڈن پولیس تھانے میں سرسری سماعت کے بعد ان پر جرمانے عائد کئے گئے۔

پولیس اور فوج کی نگرانی میں ہندوؤں کو محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا گیا اور جن لوگوں

نے اپنے گھروں میں رہنا پسند کیا انہیں سنتری فراہم کر دیے گئے۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد نے

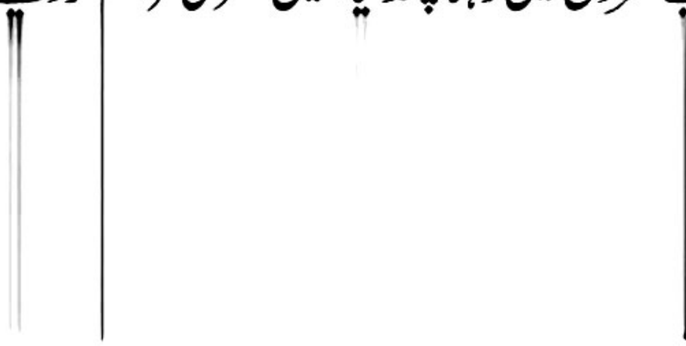

اپنے ہندو دوستوں اور ہمسایوں کو تحفظ فراہم کیا اور بعض تو ان لٹیروں سے بھی لڑتے رہے جو زبردستی گھروں میں گھسنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کی فراہم کردہ حادثات کی فہرست حسبِ ذیل ہے:

منگل کے روز حادثات میں ۶۴ افراد ہلاک اور ۱۲۰ زخمی ہوئے لیکن بعد میں ۷ زخمی فوت ہو گئے۔

فسادات میں منگل کے دن سے شہر میں ۱۵۱ افراد بمع ۹ مسلمانوں کے حملوں یا پولیس اور فوج کی فائرنگ سے مارے گئے اور ۱۰۶ بمع ۲۱ مسلمانوں کے زخمی ہوئے۔۔ ڈان، ۸ جنوری ۱۹۴۸ء

۱.۵.۱ کا ضمیمہ ۲

فساد کا سبب شہر میں سکھوں کی بلا اطلاع آمد ہے

کھوڑو کا کہنا ہے کہ بروقت اطلاع سے پولیس کو حفاظتی انتظامات کرنے کا موقع مل جاتا۔

کراچی میں منگل ۶ جنوری کے فساد پر اے پی آئی کو بیان دیتے ہوئے سندھ کے وزیرِ اعلیٰ مسٹر ایم اے کھوڑو نے کہا: فساد اس لئے شروع ہوا کہ ریل گاڑی سے علی الصبح ۱۸۶ سکھ کراچی میں وارد ہوئے۔ چونکہ سکھوں نے مشرقی پنجاب، دہلی اور دیگر مقامات پر مسلمانوں کو قتل و غارت، لوٹ مار اور زنا بالجبر کا نشانہ بنایا تھا اس لئے عوام کے دلوں میں ان کے خلاف سخت غم و غصے کے جذبات موجزن تھے۔ حکومتِ سندھ اس امر کے خلاف تھی کہ ہندوستان منتقل کرنے کیلئے سکھوں کو صوبے کے دور افتادہ علاقوں سے کراچی لایا جائے۔

مقامی ہندو کانگریس اور پاکستان میں ہندوستان کے ہائی کمشنر نے اس بارے میں وزیرِ اعلیٰ سے بار بار ملاقات کی لیکن انہوں نے یہ تجویز ماننے سے نہ صرف اس لئے انکار کیا کہ اس میں نقصان کا خطرہ تھا بلکہ یہ سکھ سندھی ہونے کے ناطے اس صوبے میں رہنے کا حق رکھتے تھے۔

وزیرِ اعلیٰ نے کہا: تاہم ان مندرجہ بالا حوالوں کے مستقل دباؤ سے حکومتِ سندھ

نے یہ شرط رکھی کہ اگر ان سکھوں کو کراچی لایا گیا تو پولیس کو اس کی اطلاع بروقت ملنی چاہیے تاکہ وہ ان کے تحفظ کے انتظامات کر سکے اور مزید یہ کہ ان سکھوں کا کراچی میں سکونت کیلئے رکھنا مناسب نہیں۔

علاوہ ازیں یہ شرط بھی رکھی گئی کہ سکھوں کو رات کے وقت لایا جائے اور سیدھے بندرگاہ پہنچادیا جائے۔

کوئی اطلاع نہیں

کل کے فساد میں جو سکھ متاثر ہوئے تھے وہ کراچی آنے والے سکھوں کی پہلی جماعت نہیں تھی۔اس سے پہلے تین یا چار جماعتیں ایسی تھیں جنہیں بحفاظت جہازوں تک پہنچادیا گیا تھا کیونکہ ان موقعوں پر پولیس کو بروقت اطلاع دے دی گئی تھی۔

دوسری غلطی جو سکھوں کو لانے والے افراد نے کی وہ یہ تھی کہ انہیں کھلی گھوڑا گاڑیوں میں مقامی گردوارے لے جایا گیا جس کی وجہ سے لوگوں کی توجہ ان کی طرف مبذول ہوگئی۔تیسری غلطی یہ تھی کہ اس گردوارے کا انتخاب کیا گیا جو شہر کے وسط میں تھا۔

مہاجرین مشتعل ہوگئے

شہر میں ہندوستان سے آئے ہوئے ایسے مہاجرین کی کثرت ہے جنہوں نے سکھوں اور جنگجو ہندوؤں کے ہاتھوں انتہائی سخت تکلیفیں اٹھائی ہیں۔جس وقت مہاجرین کو سکھوں کی آمد کی اطلاع ملی انہوں نے اس جگہ کو گھیر لیا،اس پر پتھراؤ کیا اور اسے آگ لگانے کی کوشش کی۔

انہوں نے سکھوں پر حملہ بھی کیا اگرچہ ان کے پاس چھڑیوں اور چھوٹی لکڑیوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا لیکن اپنی کثیر تعداد کی وجہ سے وہ چند سکھوں کو قتل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

خبروں کے مطابق چڑھائی کرنے والوں نے عورتوں اور بچوں پر حملہ نہیں کیا اور اس زمرے میں اگر کوئی نقصان ہوا بھی ہے تو وہ بھگدڑ اور گھبراہٹ کی وجہ سے ہوا ہوگا۔

پولیس لاعلمی کا شکار

اگرچہ پولیس کو لاعلمی میں اس صورت حال کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے مستعدی

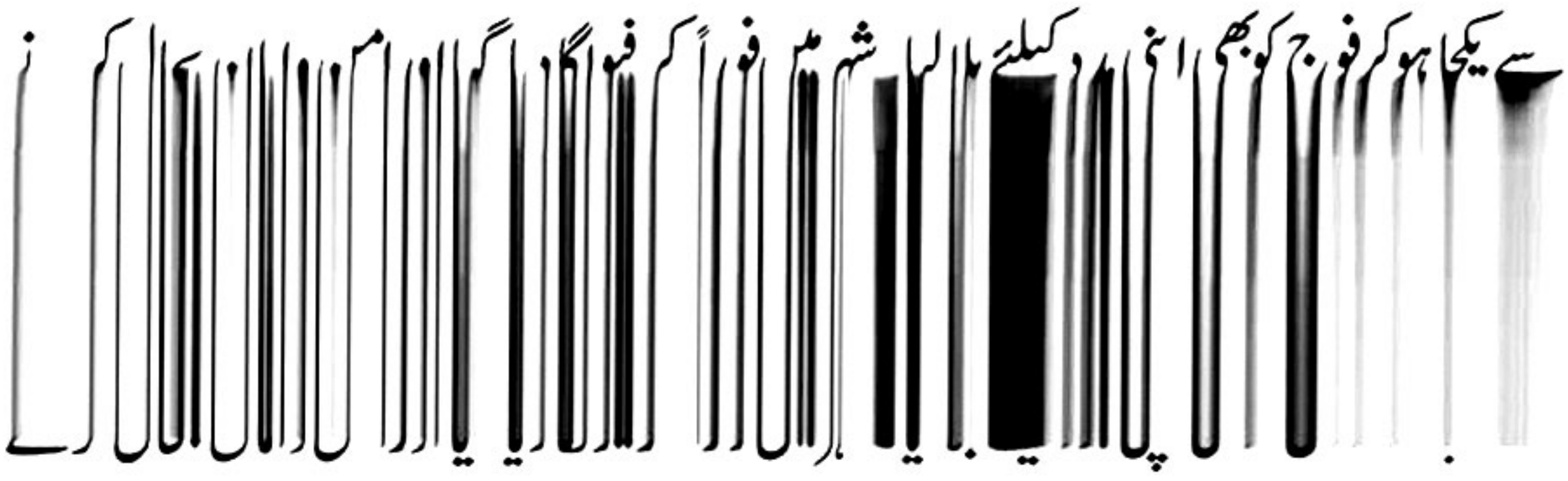

اور برقرار رکھنے کیلئے سخت انتظامات کئے گئے۔ جولوگ خوف وہراس میں اپنے گھروں اور دکانوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہاں چوری چکاری کے واقعات رونما ہوئے۔ بعض مرتبہ پولیس اور فوج نے گولی بھی چلائی اور چند بدمعاشوں کو ہلاک کیا۔ مسلمانوں کے کئی گھر اور دکانیں لوٹی گئیں۔ بہت سے مسلمان بھی مارے گئے۔

ایک ہزار سے زائد بدچلن لوگوں کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ صورتِ حال اس وقت قابو میں ہے۔۔ڈان، ۸جنوری ۱۹۴۸ء

۱.۵.۲

ایم اے کھوڑو بنام محمد علی جناح[1]

کراچی

۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر قائداعظم

میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ ہم مملکتوں میں اقلیتوں کے انخلا سے پیدا ہونے والی صورتِ حال کا مکمل جائزہ لے کر اپنی رہنمائی کیلئے کوئی واضح پالیسی ترتیب دے لیں۔ موجودہ حالات میں مہاجرین کے مسئلے میں کوئی کمی ہوتی نظر نہیں آتی اور ہماری انتہائی کوششوں کے باوجود کہ دونوں مملکتوں میں آبادی کے تبادلے کو چند منتخب علاقوں تک محدود رکھا جائے اس کا دائرہ رفتہ رفتہ وسیع ہوتا جارہا ہے۔ اس کے نتیجے میں ہم اس شش وپنج میں مبتلا ہیں کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے اور ہم مہاجرین کی بڑھتی ہوئی تعداد کو کس طرح تیزی سے محدود کرنے کا انتظام کر سکتے ہیں۔

سندھ میں یہ مسئلہ ہمارے لئے خصوصی طور پر اس لئے بھی پیچیدہ ہو گیا ہے کہ اس صوبے میں اقلیت کی خاصی بڑی تعداد موجود ہے جسے ہم برقرار رکھنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی ہمیں مشرقی پنجاب کے مہاجرین کو بسانے کا وہ وعدہ بھی نبھانا ہے جو ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں بین

الصوبائی مہاجر کانفرنس کے فیصلے میں کیا گیا تھا۔[۲]

وزیراعظم پاکستان، گورنر مغربی پنجاب اور راجہ غضنفر علی خان کے ساتھ مذاکرات میں میرا ہمیشہ یہی استدلال رہا کہ ہمارے اندازے کے مطابق رہائش اور کفالت کی صلاحیت دیکھ کر سندھ کیلئے مہاجرین کا کوٹہ مقرر کیا جائے۔ مزید یہ کہ ہندوؤں کی موجودگی کا بھی لحاظ رکھا جائے کیونکہ اگر مہاجرین کی بڑی تعداد بے قابو ہو کر چاروں طرف پھیل گئی تو ہندوؤں کا اس صوبے میں ٹھہرنا مشکل ہو جائے گا۔

علاوہ ازیں مجھے یہ احساس بھی ہے کہ بمبئی اور کاٹھیاواڑ کی بندرگاہوں سے جہازوں کے ذریعے اور راجپوتانہ اور ہندوستان کے دیگر علاقوں سے جودھپور کے راستے ریل گاڑیوں کے ذریعے مسلم مہاجروں کی مسلسل آمد سے سندھ میں آبادکاری کی گنجائش مستقل کم ہوتی جا رہی ہے اور میرے خیال میں جب تک ہم فوراً کوئی زبردست کارروائی نہ کریں یہ مسئلہ ہمیں کسی دن لے ڈوبے گا۔

اگر ہندوستان اقلیتوں کے تحفظ کی یقین دہانیوں کے باوجود مسلمانوں کو مختلف علاقوں سے ترک وطن کرنے کی ہمت افزائی کر رہا ہے تو ہمیں بھی چاہئے کہ اس خطرناک کھیل کے توڑ کیلئے مؤثر اقدامات کریں۔

لہٰذا بصد احترام میرا مشورہ ہے کہ کراچی میں آپ کی یا مسٹر لیاقت علی خاں کی صدارت میں ایک کانفرنس منعقد کی جائے جس میں مغربی پنجاب اور سندھ کے نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی جائے اور مندرجہ ذیل معاملات پر غور کیا جائے:

۱۔ سندھ میں ہندو اقلیت سے متعلق ہماری آئندہ پالیسی کیا ہونی چاہئے کیونکہ اس صوبے میں ان کی موجودگی ہی وہ واحد سبب ہے جس کی بنا پر ہندوستان کو ہماری اقلیتوں سے دلچسپی ہو سکتی ہے۔ ہندو اقلیت سندھ کے سوا مغربی پاکستان کے کسی حصے میں موجود نہیں ہے۔ سندھ میں اس وقت بھی آٹھ یا نو لاکھ ہندو اور سکھ دیہاتوں اور قصبوں میں موجود ہیں۔

۲۔ ہندوستان کے تمام علاقوں سے سندھ میں مہاجروں کے ورود پر غور کرنا چاہئے



رہا ہے اور اس بات کا تعین بھی کرنا چاہئے کہ پاکستان ان بے خانماں لوگوں کی کتنی تعداد قبول کرنے کا پابند ہے۔

۳۔ مشرقی پنجاب سے آئے ہوئے ان مہاجرین کی تعداد، ترسیل کا طریقہ اور وقت کا تعین کرنا ضروری ہے جنہیں سندھ میں آباد کیا جائے گا۔

یقین کیجئے کہ مہاجرین کے مسئلے کی سنگین اہمیت اور ملک کے استحکام پر اس کے برے اثرات کے احساس نے مجھے آپ سے یہ کانفرنس منعقد کرانے کی گذارش پر آمادہ کیا ہے۔

آپ کا مخلص

ایم اے کھوڑو

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۰

۱.۵.۳

ایم اے کھوڑو بنام محمد علی جناح[۱]

(اقتباس)

۲۸ جنوری ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر قائداعظم

آپ کی خواہش کے مطابق مَیں نے کل اپنے تمام ساتھیوں کو واضح تار بھیج دیے ہیں کہ وہ فوراً کراچی واپس آ جائیں تا کہ اس مہینے کی ۲۹ تاریخ کو ہونے والے پاکستان کابینہ کے اجلاس کے وقت یہاں موجود رہیں۔

مہاجرین کے مسئلے سے متعلق مَیں آپ کی ہدایت پر تشکیل دی گئی ذیلی کمیٹی کے ارکان سے گفت وشنید کرتا رہا ہوں۔ ہماری ملاقات کل دوپہر اور آج بھی ہوئی تھی اور مجھے امید ہے کہ ہم اس کا کوئی تسلی بخش حل نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

۳۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ شکایت کرنی پڑ رہی ہے کہ حکومتِ پنجاب ان شرائط کی پابندی نہیں کر رہی ہے جو مہاجرین کی اس صوبے میں آبادکاری کے سلسلے میں ان کے اور حکومتِ سندھ کے درمیان طے پائی تھیں۔ ہمیں حتمی طور پر یقین دلایا گیا تھا کہ ان مہاجرین کو بمع مویشیوں اور زرعی آلات کے پیدل قافلوں کی شکل میں بھیجا جائے گا۔ لیکن اب حکومت پنجاب اپنے ان وعدوں سے مکر کر زرعی مہاجرین کو بغیر مویشیوں اور زرعی آلات کے اسپیشل ٹرینوں میں بھیج رہی ہے۔ اس طرح سے انہیں دوبارہ آباد کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا کیونکہ یہاں بیل بہت کم تعداد میں دستیاب ہیں اور ان کی قیمتیں بھی بہت اونچی ہیں۔ لیکن ہم نے آج فیصلہ کیا ہے کہ جتنے بیل بھی مل سکیں ہم خرید لیں گے۔ چونکہ بغیر بیلوں کے ان مہاجروں کو کاشتکاری کرنا محال ہو جائے گا جس کی وجہ سے حکومتِ سندھ کو اس بات کا بھی خطرہ ہے کہ ان لوگوں کو حکومت کی خیرات پر بیکار بٹھانا پڑ جائے گا۔

۴۔ کراچی میں پاکستان کا مستقل دارالحکومت قائم کرنے کے سوال پر مَیں نے اپنے فنانس سیکرٹری سے سندھ پر مالی اور انتظامی بوجھ کے بارے میں گفتگو کی۔ سالانہ آمدنی کے علاوہ عمارتوں، اداروں اور دیگر اثاثوں سے دستبردار ہونے پر ہمیں کروڑوں روپے کا نقصان ہوگا۔ اس مسئلے پر تفصیل سے غور کرنے کی ضرورت ہے اور جس وقت یہ کام مکمل ہو جائے گا تو مَیں وقت ضائع کئے بغیر پاکستان کی قائم کردہ ذیلی کمیٹی سے اس مسئلے کی جزئیات پر بات کروں گا۔

مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری حکومت تمام معاملات میں حکومتِ پاکستان کے ساتھ مکمل تعاون کرے گی۔ ایک غلط قسم کا تاثر پیدا کیا جا رہا ہے کہ سندھ میں ہم لوگ پاکستان کی حکومت کو اپنے سے اجنبی شمار کرتے ہیں۔ مَیں علانیہ یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم خود کو اس کا ایک حصہ سمجھتے ہیں اور اپنے باوفا تعاون کی ادائیگی میں ان دونوں کے مابین ہم کسی قسم کا امتیاز نہیں برتیں گے۔

آپ کا مخلص

ایم اے کھوڑو

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۱

۱۵۴

محمد امین خان کھوسو بنام محمد علی جناح[1]

(تار)

کراچی

۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء

قائداعظم

آپ نے کھوڑو کو برطرف[2] کر کے سندھ کے تمام بہی خواہوں کی دعائیں لی ہیں۔ آپ سے اور فضیلت مآب غلام حسین سے بڑھ کر سندھ کا اور کوئی خیر خواہ نہیں ہے۔ امید ہے کہ آپ کے بروقت اقدام سے ہم لوگ مکمل تباہی سے بچ گئے ہیں۔ آپ سے میری عاجزانہ گذارش ہے کہ ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں کہ یہ شرارتی لوگ اس صورتِ حال سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ مزید یہ کہ اجنبی لوگوں کیلئے جو کھوڑو ٹولی کے اصل مقاصد سے واقف نہیں ہیں آپ کے اقدام کی مکمل وضاحت ہونی چاہئے۔

محمد امین خان کھوسو

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۱۹

۲۔ گورنر جنرل نے محمد ایوب کھوڑو، وزیرِ اعلیٰ سندھ کو واضح بدانتظامی کے الزام میں ۲۶ اپریل ۱۹۴۸ء کو برطرف کر دیا۔

۱.۵.۵

گورنر جنرل کے کیمپ آفس کی طرف سے پریس نوٹ[1]

زیارت

۲۱ جون ۱۹۴۸ء

آج صبح قائداعظم محمد علی جناح نے سندھ اسمبلی مسلم لیگ پارٹی کے مقرر کردہ ایک وفد سے ملاقات کی تاکہ پاکستان کے دارالحکومت کے قیام کے مسئلے پر گفتگو کی جائے۔ وفد نے عرض

کیا کہ وہ اس بارے میں ان کا نقطۂ نظر بحیثیت گورنر جنرل نہیں بلکہ بطور قائداعظم معلوم کرنے کیلئے بے چین ہیں۔ قائداعظم نے ان کے پاس ولحاظ کی تعریف کی اوران کا نقطۂ نظر جاننے کیلئے زیارت کا طویل سفر طے کرنے کا شکریہ ادا کیا۔ تقریباً ڈھائی گھنٹے یہ گفتگو آزادی، بے تکلفی اور بھرپور طریقے سے جاری رہی جس میں وفد نے کراچی کو دارالحکومت بنانے اور اس کا انتظام سنبھالنے کے خلاف اپنے اعتراض کی وضاحت کی اور مختلف تجاویز پیش کیں لیکن قائداعظم ان کے موقف کے قائل نہیں ہو سکے۔ ان کے افکار میں کافی پراگندگی تھی اور واضح تھا کہ اصلی حقائق، کیفیت اور صورتِ حال کو نہ تو پوری طرح سمجھا گیا اور نہ ہی اس کا صحیح اندازہ لگایا گیا ہے۔ یہی جتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کراچی کی مجوزہ تبدیلی سے سندھ کے عوام میں بہت ہیجان، غصہ اور خوف پھیلا ہوا ہے کیونکہ انہیں خطرہ ہے کہ اس کارروائی سے ان کے مفادات کو نقصان پہنچے گا لیکن قائداعظم کو ان احساسات کی کوئی وجہ یا سبب نظر نہیں آیا۔ اس کے برخلاف ان کا خیال تھا کہ اگر اصلی حقائق کا مناسب طریقے سے جائزہ لیا جائے اور اس مسئلے کو دوراندیشی سے دیکھا جائے تو یہ اقدام سندھ کے عوام کو بہت زیادہ فائدہ پہنچائے گا۔

انہوں نے مزید کہا کہ حکومتِ سندھ اور (اس کے) رہنماؤں کو چاہئے کہ سائے کے بجائے جوہرِ حقیقی کیلئے لڑیں یعنی مالیاتی تسویہ کے ذریعے حکومتِ پاکستان سے وافر معاوضہ وصول کریں اور اسی وقت سے اپنے دارالحکومت کیلئے کوئی مناسب مقام کی تلاش شروع کر دیں اور ایک مناسب منصوبے کے تحت اس کی توسیع کریں اور یہی طریقہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔

نہ تو حکومتِ پاکستان اور نہ ہی حکومتِ سندھ کراچی کو فوری طور پر چھوڑ سکتی ہے۔ بلاشبہ حکومتِ پاکستان اس علاقے کی فوراً نشاندہی اور حد بندی کرے گی اور ان کے خیال میں تمام پہلوؤں سے یعنی حکومتی، انتظامی اور قانون سازی کیلئے اس کا انتظام مرکزی حکومت کے تحت ہونا چاہئے لیکن اس کی وجہ سے کسی قسم کا رخنہ نہیں پڑنے دیا جائیگا۔ پاکستان کا دارالحکومت تعمیر کرنے کیلئے حکومتِ پاکستان کے پاس اپنا منصوبہ ہونا چاہئے اور یہ کام دوراندیشی اور تدبّر سے کرنا پڑے گا۔ لیکن اس کام کو مکمل کرنے میں مرکزی اور سندھ حکومت کو کافی عرصہ لگے گا کیونکہ یہ کام رفتہ رفتہ

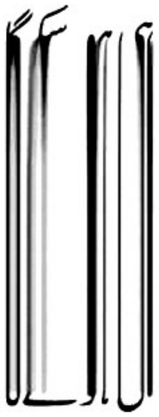

قائداعظم کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ اگر حکومتِ سندھ یا اس کے رہنماؤں کا مقصد اپنی ساکھ برقرار رکھنا ہے جیسا کہ انہوں نے انٹرویو کے دوران اشارتاً کہا تھا تو یہ ایک غیر دانشمندانہ بات ہو گی اور سندھ کے عوام کے مفادات اور صوبے کے مستقبل کیلئے بہت ہی نقصان دہ ثابت ہو گی کیونکہ کچھ سالوں بعد نہ وہ ادھر کے رہیں گے نہ اُدھر کے۔ لہٰذا اس پورے مسئلے پر ان کے لئے قائداعظم کا حتمی مشورہ یہ تھا کہ وہ بخوشی مرکزی حکومت کی تجویز قبول کر لیں جسے اب دستور ساز اسمبلی نے بھی اختیار کر لیا ہے جو پاکستان کا اعلیٰ ترین ادارہ ہے اور لوگوں کو یہ سمجھائیں کہ بدقسمتی سے بعض شر پسند لوگوں نے ہوّا کھڑا کیا ہے جس کا کوئی جواز نہیں اور عوام کو دلیری سے اور صاف صاف بتائیں کہ یہ اقدام ان کے خلاف یا نقصان دہ ہونے کے بجائے سندھ کے عوام کیلئے نعمت ثابت ہو گا بشرطیکہ وہ اس کا پورا پورا فائدہ اٹھانے کے اہل بنیں۔

مالیاتی طور پر دارالحکومت کی تعمیر پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے خرچ ہوں گے اور کراچی کی مختلف جہات کا انتظام سنبھالنے کیلئے حکومتِ سندھ کے پاس نہ تو اتنا پیسہ (سرمایہ) ہے اور نہ نظامِ کار۔ اسی لئے اس کا قابلِ عمل حل یہی ہے کہ اس مسئلے کو مرکزی حکومت ہی سلجھائے اور اس کام میں حکومت، انتظامیہ اور مقنّنہ کو بھی شامل کر لیا جائے۔

قائداعظم نے امید ظاہر کی کہ حکومتِ سندھ، اس کے رہنما اور اس کے عوام اس مسئلے کا بردباری سے اور غیر جذباتی ہو کر جائزہ لیں گے اور حقیقی صورتِ حال کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور خوشی خوشی آگے بڑھ کر حکومتِ پاکستان کی مدد کریں گے تاکہ یہ معاملہ بخوبی اور دوستانہ طریقے سے طے ہو جائے بجائے اس کے کہ راستے میں روڑے اٹکائے جائیں اور رکاوٹیں کھڑی کی جائیں جس کے نتیجے میں لازمی طور پر معاندانہ احساس پیدا ہو گا اور خیر سگالی کا فقدان ظاہر ہو گا اور اس سے زیادہ خود اپنے اعلیٰ ترین ادارے یعنی دستور ساز اسمبلی کی حکم عدولی پر نظم و ضبط کی محرومی کا احساس پیدا ہو گا۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ۲ کی دستاویز نمبر ۱۸

۱.۵.۶

چارلس ڈبلیولوئس جونیئر (Charles W. Lewis, Jr.) بنام جارج مارشل[۱]

(اقتباس)

امریکی سفارت خانہ

کراچی

۲۵ جون ۱۹۴۸ء

عنوان: کراچی کی علیحدگی کے خلاف سندھ مسلم لیگ کی بغاوت

ڈپارٹمنٹ کو یہ اطلاع دینے کا شرف حاصل کر رہا ہوں کہ پچھلے دو ہفتوں سے سندھ کے سیاسی منظر میں کافی بے چینی پیدا ہوگئی ہے کیونکہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے یہ قرارداد منظور کی ہے کہ کراچی کو سندھ سے علیحدہ کر کے اس کا انتظام مرکزی حکومت کے سپرد کر دیا جائے اور اس کارروائی پر مقامی مسلم لیگ کے حلقوں نے علانیہ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

۱۱ جون کو سندھ صوبائی لیگ کونسل کی میٹنگ میں پہلی مرتبہ علانیہ اقدام کا فیصلہ کیا گیا۔ کونسل نے اپنی قرارداد میں سندھ کابینہ سے درخواست کی کہ وہ سندھ اسمبلی کا ایک خصوصی اجلاس طلب کرے تاکہ علیحدگی کے منصوبے پر ''اس کی علانیہ مذمت دوبارہ درج کی جائے۔'' کابینہ سے یہ بھی کہا گیا کہ وہ حکومتِ پاکستان پر واضح کر دے کہ کراچی کا انتظام ہمیشہ سندھ کے پاس رہے گا۔ کونسل نے مزید کہا کہ وزراء اور سندھ اسمبلی کے ارکان اپنی نشستوں سے استعفیٰ دینے کیلئے تیار رہیں اور اپنے رائے دہندگان سے کراچی کے مسئلے پر اختیار لے کر وہ دوبارہ الیکشن کیلئے کھڑے ہوں۔

علیحدگی کے منصوبے پر سندھ کی ناراضگی کا اظہار کرنے کیلئے ایکشن کمیٹی کے عوامی احتجاج پر جلد ہی عمل کر دیا گیا اور ۲۵ جون کا دن عبادت کیلئے منتخب کیا گیا جس دن تمام سندھی مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ مسجدوں میں جمع ہو کر دعا کریں کہ صوبہ کراچی کے خسارے سے بچ جائے۔

۱۲ جون کو سندھ اسمبلی کے مسلم لیگ ارکان کی ایک میٹنگ ہوئی جس کی صدارت سندھ کے وزیرِ اعلیٰ نے کی اور اس میں لیاقت علی خاں کو بطور مہمانِ خصوصی بلایا گیا تھا۔ علیحدگی کی حمایت

میں ان کی دلیلیں سننے کے بعد اور ان کی یقین دہانیوں کے باوجود کہ اس اقدام سے سندھ کو نہ تو مالیاتی نقصان پہنچے گا اور نہ ہی اس کے وقار میں کوئی کمی ہوگی، میٹنگ نے علیحدگی کے خلاف اس قرارداد کی توثیق کی جو ۲ فروری کو منظور کی گئی تھی اور جس کی سندھ اسمبلی نے ۱۷ فروری کو رسمی طور پر توثیق کی تھی۔

اگرچہ اس بات کا امکان ہے کہ حالیہ قراردادوں اور وفود کی پسِ پردہ قیادت ایم اے کھوڑو اور (حکومت سے) ناراض حمایتی اور ان کے (کھوڑو کے) حامی کر رہے ہیں۔ تاہم ۱۶ جون کو سندھ کے موجودہ وزیراعظم پیر الٰہی بخش نے ایک بیان میں کہا کہ وہ کراچی سے محروم ہونے سے خوش نہیں ہیں۔ انہوں نے یہ تو تسلیم کیا کہ مرکز کو کراچی ہی میں قیام کرنا چاہئے لیکن انہوں نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ ''نئی دہلی'' کی طرح ایک ''نیا کراچی'' تعمیر کرنے پر غور کیا جائے جہاں حکومتِ پاکستان کی انتظامی عمارتیں اور اس کے عملے کی رہائش گاہیں ہوں۔ تاوقتیکہ ''نیا کراچی'' بنے انہوں نے حکومتِ پاکستان کو پُرتپاک خیر مقدم کی یقین دہانی کرائی۔

۲۲ جون کو سندھ مسلم لیگ کے پانچ ارکان کوئٹہ پہنچے تاکہ گورنر جنرل محمد علی جناح کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کریں۔ علیحدگی کی حمایت میں گورنر جنرل کی دلیلیں بھی تقریباً وہی تھیں جو پہلے پاکستان دستور ساز اسمبلی اور وزیرِ اعظم کے بیانات میں پیش کی گئی تھیں۔ آخر میں قائداعظم نے زور ڈالا کہ سندھ کو مرکزی حکومت کی تجویز بخوشی قبول کر لینی چاہئے جسے دستور ساز اسمبلی نے بھی اپنا لیا ہے اور یہ کہ سندھ کے رہنماؤں کو چاہئے کہ وہ ان اندیشوں کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں جنہیں ''چند شر پسند لوگوں'' نے ابھارا ہے اور جن کا کوئی حقیقی جواز نہیں ہے۔

گورنر جنرل سے ملاقات کے بعد سندھ کے پانچ رہنماؤں نے تسلیم کیا کہ انہوں نے گورنر جنرل کا نقطۂ نظر معلوم کر لیا ہے مگر اس کو قبول کرنے کے بجائے انہوں نے کہا کہ انہیں کراچی کے مرکز اور صوبے دونوں کا مشترکہ دارالحکومت کے طور پر ہونا منظور ہے لیکن یہ منصوبہ مسٹر جناح کو ہرگز منظور نہیں تھا۔

سفارت کا خیال ہے کہ یہ شور وشر تمام تر ایک برطرف شدہ اور ناراض سیاسی رہنما کی سازش ہے تا کہ وہ اقتدار دوبارہ حاصل کر لے۔ ۱۵ اگست کے بعد سے اختیارات کے لئے مرکز اور سندھ صوبائی حکومت کے درمیان کشیدگی بتدریج بڑھتی جا رہی ہے۔ ان تنازعات میں طویل ترین اور زیادہ اشتعال انگیز جھگڑا دفاتر اور رہائش کے حصول کیلئے تھا۔ کئی مرتبہ مرکزی حکومت کے عہدیداروں نے سفارت خانے کے ارکان کو بتایا کہ کس طرح صوبائی حکومت ناگزیر عمارتوں اور مکانوں کے حصول میں حکومتِ پاکستان کی راہ میں روڑے اٹکاتی رہی۔ مرکز کے حالیہ اقدام کے جواز میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کراچی پر قابو پانے کیلئے دستور ساز اسمبلی کی قرارداد حکومتِ سندھ کی مزاحمت دور کرنے کا آخری حربہ تھا۔

بہ احترام آپ کا
چارلس ڈبلیو لوئس جونیئر
کونسلر

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ۲ کی دستاویز نمبر ۱۹

۱.۵.۷

چارلس ڈبلیو لوئس جونیئر بنام جارج مارشل[۱]

(اقتباس)

امریکی سفارت خانہ
کراچی
۴ اگست ۱۹۴۸ء

مرکز نے کراچی کا نظم ونسق سنبھال لیا

ملک کے قیام ہی سے اقامت، مہاجرین کی بحالی اور بدعنوان عہدیداروں کے بارے میں سندھ صوبائی حکومت کے جھگڑوں سے تنگ آ کر مرکز نے مؤثر انتظامیہ اور اپنے وقار

کی بلندی کیلئے بالآخر کراچی کا نظم ونسق سنبھال لیا۔ دو خصوصی احکامات میں جناح نے فیصلہ صادر

کیا کہ ۵۶۶ مربع میل پر مشتمل پورا موجودہ شہر اور ۵۴ نواحی دیہات کا ایک وفاقی ضلع بنایا جائے۔ مئی میں دستور ساز اسمبلی نے اپنے آخری اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی جس کے ذریعے مرکز کو شہر کا انتظام سنبھالنے کا اختیار دے دیا گیا۔ (جناح کی سربراہی میں) حکومت کو وزارتِ داخلہ اور اس کے ایک نائب منتظمِ شہر کے ذریعے شہر پر اختیار حاصل ہوگا۔ سید ہاشم رضا کو اس عہدے کیلئے منتخب کیا گیا ہے جو سابقہ آئی سی ایس افسر ہیں اور سندھ میں کام کرنے کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ جس خاموشی اور عزم کے ساتھ باغی سندھ مسلم لیگ کی مخالفت پر قابو پایا گیا ہے اس سے ملک کے دوسرے علاقوں کے صوبائی رہنماؤں کو ہوشیار ہو جانا چاہئے۔ ناراض سندھیوں کو دو مہینے دیے گئے کہ وہ اپنی میٹنگیں کریں، قراردادیں منظور کریں اور بالآخر قائداعظم سے ملیں جنہوں نے انہیں مطلع کیا کہ شہر سے بہرحال دست بردار ہونا پڑے گا لیکن وقت کے ساتھ اس تبدیلی سے سندھ کو فائدہ پہنچے گا۔ اپنے دارالحکومت میں اپنی قوت پر بھروسہ کرتے ہوئے حکومت نے سندھ کے سیاستدانوں کی ''راست اقدام'' کی دھمکی کا تحمل کے ساتھ سامنا کیا۔ سندھ کو اب اپنا دارالحکومت منتقل کرنا ہوگا لیکن یہ فیصلہ ابھی کرنا ہے کہ کب اور کس مقام پر۔

چارلس ڈبلیو لوئس جونیئر
کونسل

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ۲ کی دستاویز نمبر ۲۳

۲

ماؤنٹ بیٹن کی جانبداری کے خلاف احتجاج

۲.۱

حبیب آئی رحمت اللہ بنام کلیمنٹ ایٹلی [۱،۲]

پاکستان ہائی کمشنر
۱۴ افٹز ہارڈنج اسٹریٹ، لندن
۳ جولائی ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر پرائم منسٹر

بروز منگل ۶ جولائی کو ۱۸ اڈارلنگ اسٹریٹ کے عشائیے میں اپنی اور اپنی بیگم کی شرکت کیلئے آپ کے اور مسز ایٹلی کے دعوت نامے کا شکر گزار ہوں۔ میری اطلاع کے مطابق یہ عشائیہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے اعزاز میں دیا جا رہا ہے۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی پالیسی نے پاکستان کے عوام کو سراسر برگشتہ کر دیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں ماؤنٹ بیٹن نے اپنے دورِ حکومت میں پاکستان کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ پورے پاکستان میں عوام کے اس شدید جذبے کے پیشِ نظر مجھے افسوس ہے کہ مَیں ان کے اعزاز میں دی جانے والی تقریب میں شرکت نہیں کر سکوں گا۔ تاہم مَیں آپ کو اور مسز ایٹلی کو یقین دلاتا ہوں کہ میری حکومت کا اور نہ ہی میرا یا میری اہلیہ کا یہ مقصد تھا کہ اس انکار سے آپ کی خفیف سی بھی توہین ہو۔ مَیں جس مشکل میں ہوں مجھے امید ہے کہ آپ



آپ کا مخلص

حبیب آئی رحمت اللہ

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۵۵

۲۔ برطانیہ کے وزیر اعظم ۱۹۴۵ء تا ۱۹۵۱ء

۲.۲

لندن میں غلام محمد کی پریس کانفرنس پر رپورٹ[۱]

۵ جولائی ۱۹۴۸ء

پاکستان کے وزیرِ خزانہ غلام محمد نے آج پاکستان کے معاشی معاملات پر عالمی پریس کے نمائندوں سے خطاب کیا۔ قدرتی طور پر یہ گفتگو ان خلل انگیز معاشی محرکات کی جانب مبذول ہوگئی جو تقسیم کے فوراً بعد پیش آئے تھے۔ اس موقع پر وزیرِ خزانہ نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن پر سخت تنقید کی۔ ۱۵ اگست کے بعد ہونے والے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے غلام محمد نے کہا ''ان واقعات کا تدارک نہ کرنے کا کچھ کیا بلکہ سارا الزام لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے کندھوں پر ہے۔ ٹھوس ثبوت موجود تھا کہ تمام کارروائیوں کی وسیع پیمانے پر منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ سارے کام بہت منظم طور پر کئے جا رہے ہیں۔ نہ جانے کہاں سے اسلحہ جمع کیا جا رہا ہے۔ شاید ہندوستانی ریاستوں سے درآمد ہو رہا ہے یا فوجی گوداموں سے۔ بحیثیت وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن اس امر سے واقف تھے کہ ہنگامہ آرائی کا جتن کیا جا رہا ہے۔ اسلحہ اسمگل ہو رہا ہے اور سکھ اور جاٹ ریاستیں اکٹھا ہو رہی ہیں اور یہ کہ مسلمان ان علاقوں سے نقل مکانی کر رہے ہیں۔ پارٹیشن کونسل کے رفقاء نے بار بار لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے کارروائی کی استدعا کی لیکن ان دنوں پٹیل وزیرِ داخلہ تھے اور کارروائی کا وعدہ ''اگلے ہفتے'' اور پھر ''اگلے ہفتے'' پر ٹلتا رہا۔ امن قائم رکھنے کیلئے فوج موجود تھی لیکن اس کے بدلے میں ناکافی باؤنڈری فورس استعمال کی گئی جسے پاش پاش کر دیا گیا۔

غلام محمد نے مزید کہا ''پھر دو ماہ میں تقسیم کا فیصلہ بھی غلط تھا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی اس خواہش کے نتیجے میں کہ وہ یہ معاملہ طاقت کے بل پر نمٹائیں گے ان سارے لوگوں نے اپنی جانیں اور پندرہ لاکھ لوگوں نے اپنی زمینیں، اپنے گھر اور ساز و سامان گنوا دیئے۔ کئی لحاظ سے لارڈ ماؤنٹ بیٹن ایک ممتاز فرد ہیں۔ ان میں کچھ اعلیٰ صفات بھی ہیں لیکن خامیاں بھی بہت ہیں۔ اعلیٰ سطح پر انتظامیہ کی غلطیاں دراصل واضح حقیقتوں سے انحراف کرنے کی وجہ سے سرزد ہوا کرتی ہیں۔ اس کی دوسری مثال فوجی ساز و سامان کی تقسیم ہے۔ اس مد میں پاکستان کا حصہ ایک سو ستر ہزار ٹن بنتا تھا اس کو پاکستان پہنچانے کا وعدہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور ان کی حکومت نے کیا تھا۔ اس کی ترسیل کا کام کمانڈر انچیف جنرل آکنلک کے سپرد تھا جنہیں اپنے عہدے پر مارچ ۱۹۴۸ء تک فائز رہنا تھا لیکن انہیں جن حالات میں مجبوراً استعفیٰ دینا پڑا ان پر زمانہ سازی سے پردہ ڈال دیا گیا۔ ان کی زندگی مشکل ہوگئی تھی۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اپنا قول دیا تھا۔ نہرو اور بلدیو سنگھ نے بھی وعدے کئے تھے۔ اور ہم نے انہیں قبول کیا تھا۔ آکنلک کی جگہ جنرل بوچر (Gen. Bucher) نے لے لی۔ بوچر نے کہا کہ وہ اس کام کو مکمل کریں گے اور انہوں نے بحری جہازوں کی درخواست کی۔ پاکستان نے یہ جہاز کرائے پر لئے لیکن جب وہ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ ان میں ۱۲ نمبر کے جوتے اور بیکار ''فوجی ساز و سامان'' لدا ہوا ہے۔

اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے غلام محمد نے کہا ''موجودہ اندازے سے ہم کو اپنے فوجی ساز و سامان کے پہنچنے کے لئے سات تا بارہ برس درکار ہوں گے۔ یہ کہنا کیا خوب ہے کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن تو محض گورنر جنرل ہی تھے۔ ہم سب بخوبی واقف ہیں کہ انہوں نے ہر کام میں سرگرمی سے دلچسپی لی تھی۔'' اس سے پہلے غلام محمد نے سکھوں اور راشٹریہ سیوک سنگھ کی کارروائیوں کا ذکر کیا ''ان کا مقصد پاکستان کی تجارتی اور معاشی زندگی کو تباہ کرنا تھا اور خود ہندوستان کے سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری ادارے بھی اس مقصد کے حصول میں عموماً مشغول تھے۔ جب یہ معاشی سرد جنگ جاری تھی تو کشمیر کے سانحے نے دونوں ملکوں کے تعلقات میں مزید تناؤ پیدا کر دیا۔ ہندوستان کے فسطائی طور طریقوں سے پاکستان کے حالات اس وقت بھی معمول پر نہیں ہیں۔''



پاکستان اور ہندوستان کے نقطہ ہائے نظر کا مقابلہ کرتے ہوئے غلام محمد نے وضاحت کی کہ امرتسر

سے ہزاروں ہندو کام کرنے کیلئے روزانہ لاہور آتے ہیں لیکن کوئی مسلمان امرتسر نہیں جا سکتا۔ ایک مسلمان کیلئے ریل گاڑی سے لاہور سے دہلی جانا ناممکن ہے۔ پاکستان میں یہ صورتِ حال نہیں تھی۔ غلام محمد نے کہا کہ بالآخر ہندوستان اور پاکستان کو امن اور خیر سگالی کے ساتھ رہنا ہے۔ ان کے درمیان کوئی بنیادی عناد نہیں ہے۔

ہندوستان کی فسطائی ذہنیت کے باوجود -- جس کا مظاہرہ حیدرآباد کیخلاف ہندوستان کی کارروائی سے ہوا -- پاکستان نے معاشی میدان میں قدم بڑھایا اور ہندوستان کے ساتھ مختصر میعادی تعلقات استوار کر لئے پھر بھی ہندوستان نے پاکستان کے حصے کی زرِنقد کی ادائیگی جبراً روک لی اور وہ جارحانہ پالیسی کا اظہار کرنے لگا۔ کشمیر کے رِستے زخم نے سکھوں اور آر ایس ایس کو کھل کر کھیلنے کا وسیع میدان فراہم کر دیا۔ حیدرآباد کے معاملے میں جب نظام نے عہد کیا کہ وہ آزادانہ استصوابِ رائے کے ذریعے دیئے گئے عوامی فیصلوں کی پابندی کریں گے تو ہندوستان کے دعوے جھوٹ ثابت ہو گئے۔ جمہوریت کے نام پر اپنی کارروائیوں کو جائز قرار دینا دراصل استبداد اور طاقت کے استعمال کو روا سمجھنا ہے۔ حکومتِ ہندوستان جس قسم کا سلوک حیدرآباد کے ساتھ کر رہی ہے اس سے پاکستان اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے ذہن متاثر ہو رہے ہیں۔ پاکستان کی خواہش ہے کہ بغیر کسی معاشی دباؤ کے اس معاملے کا فیصلہ حیدرآباد کے عوام کریں۔ انہوں نے کہا کہ حکومتِ پاکستان کا مدعا یہ ہے کہ عوام کا معیارِ زندگی بلند کرنے کیلئے صنعتیں قائم کی جائیں۔ پاکستان اسّی فیصد پٹ سن پیدا کرتا ہے مگر یہاں پٹ سن کا کوئی کارخانہ نہیں تھا۔ پاکستان میں بہترین کپاس پیدا ہوتی ہے لیکن سوت اور کپڑا بنانے کا کوئی کارخانہ نہیں تھا۔ چمڑا وافر مقدار میں دستیاب ہے مگر دباغت کیلئے اور جوتے بنانے کیلئے سوائے لاہور میں باٹا کے اور کوئی کارخانہ نہیں تھا۔

آخر میں غلام محمد نے کہا کہ تین چیزیں ہندوستان اور پاکستان کے بہتر تعلقات کے درمیان مزاحم ہیں۔ اول کشمیر، دوم حیدرآباد اور سوم ہندوستانی عہدیداروں کی پاکستان سے نفرت۔ انہوں نے کہا کہ نہرو یا دوسرے افراد احکام تو صادر کر سکتے ہیں لیکن یہ احکامات نچلے

عہدیداروں تک پہنچتے ہیں تو ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۵۶

۲.۳
تعلقاتِ دولتِ مشترکہ کے دفتر کا بیان [1]

لندن

۵ جولائی ۱۹۴۸ء

ملک معظم کی حکومت کی توجہ اخبارات کے ان بیانات کی طرف مبذول کرائی گئی جن کا تعلق تقسیم سے پہلے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے چند فیصلوں سے تھا۔

سکھوں کے خلاف کارروائی نہ کرنے کا فیصلہ گورنر جنرل نے اس وقت کے گورنر پنجاب سے مفصل گفتگو کے بعد کیا کیونکہ گورنر جنرل کے زیرِ فرمان گورنر ہی پنجاب میں حفظِ امن کے آئینی طور پر ذمہ دار تھے۔ سکھ رہنماؤں کو گرفتار نہ کرنے کا مشورہ گورنر نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو ان افراد کے اتفاقِ رائے کے بعد دیا تھا جو مستقبل میں مشرقی اور مغربی پنجاب کے گورنر بننے والے تھے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے فیصلے کو برطانیہ میں ملک معظم کی حکومت کی کامل حمایت حاصل تھی۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوستان اور پاکستان کو اقتدار منتقل کرنے کا جو لائحہ عمل بنایا تھا اسے بھی ملک معظم کی حکومت نے منظور کیا تھا کیونکہ غیر منقسم ہندوستان کے گورنر جنرل کی حیثیت میں وہ حکومتِ برطانیہ کو جوابدہ تھے۔ یہ لائحہ عمل نئی مملکتوں کے متعلقہ رہنماؤں سے تفصیلی گفتگو کے بعد تیار کیا گیا تھا۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۵۷

۲.۴

فیروز خان نون کا بیان[۱]

لندن

۶ جولائی ۱۹۴۸ء

انگلستان کے مختصر دورے پر آئے ہوئے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کے رکن فیروز خان نون نے آج کہا ہے کہ وہ پاکستان کے وزیرِ خزانہ غلام محمد کے بیان کا خیر مقدم کرتے ہیں جس میں انہوں نے پنجاب کے قتلِ عام کی جانب برطانیہ کے عوام کی توجہ مبذول کروائی ہے۔

تعلقاتِ دولت مشترکہ کے دفتر کے اس جواب پر کہ ''سکھوں کے خلاف کارروائی نہ کرنے کا فیصلہ گورنر جنرل نے اس وقت کے گورنر پنجاب سے مفصل گفتگو کے بعد کیا تھا جو گورنر جنرل کے زیرِ فرمان رہ کر پنجاب میں حفظِ امن کے آئینی طور پر ذمہ دار تھے....'' فیروز خان نون نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس بات سے واضح ہو جاتا ہے کہ بروقت کارروائی سے قتلِ عام روکا جا سکتا تھا۔ اس وقت یونینسٹ وزارت کو شکست ہو چکی تھی اور پنجاب میں کوئی عوامی حکومت نہیں تھی۔ گورنر نے بجائے اس کے کہ وہ اکثریتی جماعت یعنی مسلم لیگ کو وزارت بنانے کی دعوت دیتے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی شق ۹۳ نافذ کر دی اور سارے انتظامی اختیارات خود سنبھال لئے۔ سر فیروز نے کہا ''یہ کہنا کہ اس وقت کے گورنر پنجاب سر ایون جنکنز نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو گمراہ کیا تھا ایک انتہائی بودی دلیل ہے اور مجھے تعجب ہوتا ہے کہ سابق وائسرائے نے اپنے ماتحت عہدیداروں کو بھینٹ چڑھا کر خود اپنا دفاع کیا۔''

''کیا ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ کونسا ماتحت عہدیدار تھا جس نے مسلم اکثریتی ضلع گورداسپور کو، جو فرضی تقسیم میں پاکستان کو ملا تھا، ہندوستان کے حوالے کر دیا تا کہ کشمیر ہندوستان سے متصل رہے؟ وہ کونسا ماتحت عہدیدار تھا جس کو اس امر کا قصوروار ٹھہرایا جائے کہ پاکستان کو اس کے حصے کا اسلحہ اور فوجی ساز و سامان پہنچانے میں وائسرائے اور

سپریم کمانڈر ناکام رہے؟ کشمیر کے مسئلے پر اقوامِ متحدہ میں بڑی طاقتوں نے جو قلابازی کھائی تھی اس کا ذمہ دار کونسا ماتحت افسر تھا؟

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۵۸

۳

قائداعظم کی تقاریر، پیغامات، بیانات اور انٹرویوز

۳.۱

ایچ ایم پی ایس ''دلاور'' کے عملے سے قائداعظم کا خطاب[۱]

۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء

حضرات!

۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کے دوران پہلی عالمی جنگ دنیا سے جنگجوئی کو ختم کرنے کیلئے لڑی گئی تھی۔ اس کی تباہ کاریوں نے دنیا کے ضمیر کو جھنجھوڑ دیا اور مدبّروں کو مجبور کر دیا کہ وہ ایسی راہیں اور تدابیر سوچیں جن سے جنگ کو خلافِ قانون قرار دیا جا سکے۔ اس کے نتیجے میں مجلسِ اقوام (League of Nations)[۲] وجود میں آئی اور اجتماعی تحفظ کا اصول تسلیم کیا گیا لیکن مجلسِ اقوام ایک امید موہوم ہی ثابت ہوئی اور یہ دوسری عالمی جنگ کو روکنے میں ناکام رہی۔ لیکن گذشتہ عالمی جنگ کی وجہ سے جو تباہی اور بربادی ہوئی اس کے سامنے پہلی عالمی جنگ کی تباہ کاریاں ماند پڑ گئیں اور ایٹم بم کی ایجاد سے مستقبل کی جنگوں کے طریقوں کے بارے میں سوچ کر ہی جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ جنگ سے بیزار انسانیت اقوام متحدہ[۳] کے ارتقاء کو امید و بیم کی نظروں سے دیکھ رہی ہے کیونکہ اس ادارے کے اسبابِ جنگ اور امنِ عالم کیلئے خطرات سے کامیابی کے ساتھ نمٹنے کی صلاحیت پر ہی بنی نوعِ انسان کی نجات اور تہذیب کے مستقبل کا انحصار ہے۔ پاکستان جو حال ہی میں اقوام متحدہ میں شامل ہوا ہے اس ادارے کو حتی المقدور تقویت پہنچانے اور اس کے مقاصد کے حصول میں اعانت کرے گا۔ اقوام متحدہ کے اصولوں کی مکمل

حمایت کرنے کے ساتھ ہی ہم اپنے دفاع سے غفلت نہیں برت سکتے، چاہے اقوام متحدہ کا ادارہ کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو اپنے ملک کا دفاع بنیادی طور پر ہماری اپنی ذمہ داری ہے اور پاکستان کو تمام اتفاقات اور خطرات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے۔ اس ناکامل دنیا میں کمزور اور نہتے جارحیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے لئے امن کا مقصد حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ہم ان عناصر کے راستے سے ترغیب وتحریص کو ہٹا دیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں لہٰذا وہ ہم پر دھونس بھی جما سکتے ہیں اور حملہ بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ترغیب اسی صورت میں دور ہو سکتی ہے جب ہم اتنے طاقتور ہو جائیں کہ کوئی ہمارے خلاف جارحانہ ارادے کا حوصلہ ہی نہ کر سکے۔ پاکستان ابھی تک ایامِ طفلی میں ہے۔ اور یہی حال اس کی بحریہ اور مسلح افواج کے دیگر شعبوں کا ہے۔ لیکن یہ بچہ جوان ہونے کا عزم رکھتا ہے اور انشاء اللہ بہت سے لوگوں کے اندازے سے بہت پہلے بڑا ہو جائے گا۔

آپ میں سے ہر ایک کو ملک کے دفاع کو مستحکم بنانے کیلئے اہم کردار ادا کرنا ہے اور آپ کا شعار ایمان، تنظیم اور ایثار ہونا چاہئے۔ آپ اپنی تعداد کی کمی کو اپنی جرأت، فرض شناسی اور بے لوث لگن کے ذریعے پوری کر سکتے ہیں کیونکہ زندگی کی اس وقت تک کوئی حقیقت نہیں جب تک جرأت، استقلال اور عزم شاملِ حال نہ ہوں۔

آپ میں سے جو لوگ گورنر جنرل کی قیام گاہ کے حفاظتی دستے میں شامل ہیں ان سے کم وبیش روزانہ میری ملاقات ہوتی ہے۔ آج مَیں آپ کو زیادہ بڑی تعداد میں دیکھ رہا ہوں اور آپ کو اس طرح چاق و چوبند دیکھ کر بہت متاثر ہوا ہوں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کا صدر مقام کراچی، بابِ مغربی پاکستان ہونے کے علاوہ دوسرے ممالک کے جہازوں کی آمد کی بندرگاہ اور مشرق ومغرب کے فضائی راستے پر بھی واقع ہے۔ دنیا بھر کے لوگ کراچی سے گزرتے ہیں اور ساری دنیا کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ مجھے بھروسہ ہے کہ آپ اپنے رویے اور طرزِ عمل سے کبھی بھی پاکستان کی سبکی نہیں ہونے دیں گے اور ملازمت کی بہترین روایات قائم رکھیں گے اور دنیا کی عظیم ترین قوموں میں سے ایک قوم کی حیثیت سے پاکستان

کی عزت اور وقار کو بلند رکھیں گے۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۷

۲۔ یہ بین الاقوامی ادارہ ۱۹۲۰ء میں قائم کیا گیا تا کہ اقوام عالم کے درمیان تعاون اور امن کو فروغ دے۔ لیکن جب جرمنی، اٹلی اور جاپان میں قومیت نے زور پکڑا اور اس کے نتیجے میں دوسری عالمی جنگ چھڑ گئی تو یہ ادارہ بے بس ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ اسے ۱۹۴۶ء میں باقاعدہ طور پر برخاست کر دیا گیا۔

۳۔ خود مختار ممالک کا ادارہ جو ۱۹۴۴ء میں ڈمبارٹن اوکس (Dumbarton Oaks) کے مقام پر اقوام متحدہ کے منشور کے تحت وجود میں آیا اور ۱۹۴۵ء میں سان فرانسسکو کے مقام پر اس منشور کو اپنایا گیا تا کہ یہ ادارہ دنیا میں امن اور تحفظ کی نگہداشت کرے۔

۳.۲

عید میلاد النبیؐ کے موقع پر محمد علی جناح کا کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب[۱]

کراچی

۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء

عید میلاد النبیؐ پر کراچی بار ایسوسی ایشن کے استقبالیے میں خطاب کرتے ہوئے گورنر جنرل پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ انہیں بعض حضرات کی حرکتیں سمجھ میں نہیں آتیں جو جان بوجھ کر شرارت پر آمادہ ہیں اور یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ پاکستان کا آئین شریعت پر مبنی نہیں ہوگا۔ قائداعظم نے کہا کہ اسلام کے اصول آج بھی اسی طرح قابلِ عمل ہیں جیسے وہ ۱۳۰۰ سال قبل تھے۔

گورنر جنرل پاکستان نے کہا کہ مَیں گمراہ لوگوں کو اور ان کو بھی جو پروپیگنڈے سے دھوکا کھا گئے ہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہئے۔

اسلام اور اس کے تصورات نے ہمیں جمہوریت کی تعلیم دی ہے۔ اسلام نے ہر ایک کو

مساوات، عدل اور انصاف کا سبق پڑھایا ہے۔ آخر کسی کو جمہوریت، مساوات اور آزادی کے بلند ترین معیار پر ہر شخص کیلئے عدل و انصاف کی فراہمی سے خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ ہم اسی معیار پر پاکستان کا آئین بنا کر دنیا کو دکھلا دیں گے۔

قدم ملا کے چلو

صوبائیت کا ذکر کرتے ہوئے گورنر جنرل، پاکستان نے کہا کہ یہ ایک بیماری اور لعنت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ صوبائیت کی بیماری سے نجات حاصل کریں۔ جب تک قدم ملا کر نہ چلے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ ہم سب پاکستانی اور اس ملک کے شہری ہیں اور ہمیں چاہئے کہ اپنے ملک کی خدمت کریں، اس کے لئے قربانی دیں اور جان بھی نچھاور کر دیں تا کہ یہ دنیا کی ایک شاندار اور خود مختار ریاست بن سکے۔

پیغمبرِ اسلامؐ کو خراجِ عقیدت

اس عظیم اور تاریخی موقع پر خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا: ''آپ کے خیر مقدم کا شکر گذار ہوں۔ بڑے عرصے سے میں اس بار ایسوسی ایشن سے واقف ہوں۔ آج ہم محدود تعداد میں جمع ہو کر ایک عظیم شخصیت کو خراجِ عقیدت پیش کرنا چاہتے ہیں جن کا نہ صرف لاکھوں انسان احترام کرتے ہیں بلکہ دنیا کے سارے عظیم لوگ انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بھلا مجھ جیسا ناچیز انسان اس عظیم شخصیت کو کیا خراجِ عقیدت پیش کر سکتا ہے۔

عظیم قانون ساز

ہمارے رسولؐ ایک عظیم معلم، ایک عظیم قانون ساز، ایک عظیم مدبّر اور ایک عظیم حکمراں تھے۔ جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو کچھ لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔ اسلام صرف رسومات، روایات اور روحانی عقیدوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ یہ ہر مسلمان کیلئے زندگی کا لائحہ عمل ہے اور اس کا اطلاق سیاست، معیشت اور تمام دوسرے شعبوں میں یکساں طور پر ہوتا ہے۔ اس کی بنیاد تمام انسانوں کیلئے احترام، دیانتداری اور عدل و انصاف کے بلند ترین معیار پر قائم ہے۔ خدائے واحد اور انسانی مساوات اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔ اسلام میں انسانوں کے درمیان تفریق نہیں

ہے۔ مساوات، آزادی اور اخوت اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔ گورنر جنرل پاکستان نے کہا کہ

ہمارے رسولؐ کی زندگی بہت سادہ تھی۔ ایک تاجر سے لے کر حکمران تک انہوں نے جس کام میں ہاتھ ڈالا کامیاب رہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمارے رسولؐ دنیا کے عظیم ترین فرد ہیں۔ انہوں نے تیرہ سو سال قبل جمہوریت کی بنیاد رکھی تھی۔

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۸

۳۴

مسٹر گاندھی کے قتل پر محمد علی جناح کا بیان[1]

۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء

مسٹر گاندھی پر بزدلانہ حملے اور ان کی موت کی خبر سن کر مجھے بہت صدمہ ہوا ہے۔ موت کے بعد کوئی تنازعہ باقی نہیں رہتا۔

ہمارے سیاسی اختلافات خواہ کچھ بھی ہوں وہ ان عظیم ترین افراد میں سے تھے جو ہندو قوم نے پیدا کئے اور ایک ایسے رہنما تھے جنہیں اپنی قوم کا ہمہ گیر اعتماد اور احترام حاصل تھا۔

مَیں اپنے گہرے رنج کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور خلوصِ دل سے عظیم ہندو قوم اور ان کے خاندان کے ساتھ اس سوگ پر اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہوں کہ انہیں اس زبردست تاریخی اور سنگین مرحلے پر اور حصولِ آزادی اور ہندوستان اور پاکستان کی آزادی کے فوراً بعد ہی اس صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔

مملکتِ ہندوستان کا نقصان ناقابلِ تلافی ہے۔ اس مرحلے پر ان جیسے عظیم انسان کی موت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے۔

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۸

۳۰۴

بنگال آئل ملز کی افتتاحی تقریب پر محمد علی جناح کا خطاب[1]

کراچی

۲ فروری ۱۹۴۸ء

بنگال آئل ملز کے افتتاح کی رسم ادا کرنے کیلئے آج یہاں آنے پر مجھے بہت خوشی محسوس ہورہی ہے۔ ہرنئی مل یا فیکٹری کے قیام کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ملک کے معاشی استحکام اور عوام کی خوشحالی کی شاہراہ پر ہمارا ایک اور قدم آگے بڑھا ہے۔ قیامِ پاکستان کے وقت جو تباہی آئی اس کے سبب ہمارے لاکھوں بھائی غریب الوطن ہوگئے۔ ان میں سے بہت سے اپنا سارا اثاثہ لٹا چکے ہیں اور ذریعۂ معاش سے بھی محروم ہوگئے ہیں۔ ان کی آبادکاری ایک زبردست مسئلہ ہے جس کو کامیابی کے ساتھ حل کرنے کیلئے حکومت اور عوام کی متحدہ کوششوں کی ضرورت ہوگی۔ قائداعظم ریلیف فنڈ کی پذیرائی بہت شاندار ہوئی اور آپ جیسے لوگوں کی سخاوت سے ان ستم رسیدہ لوگوں کے درد کا بڑی حد تک مداوا ہوجائے گا لیکن پُرخلوص امداد اور عطیات سے تسکین کا سامان تو ہوسکتا ہے مگر یہ مہاجرین کے مسئلے کا کوئی مستقل اور تسلی بخش حل نہیں ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہ بدنصیب لوگ معاشرے پر ایک بوجھ بن کر زندہ رہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ لوگ خوددار، خودکفیل اور معاشرے کے مفید ارکان کی حیثیت سے جئیں۔ نہ تو تمام مہاجر زراعت پیشہ ہیں اور نہ ہی قابلِ کاشت رقبوں کو چھوٹے چھوٹے غیرافادی ٹکڑوں میں تقسیم کرکے انہیں زراعت پیشہ مہاجرین میں بانٹا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ملک میں تیزی سے صنعتکاری کی جائے جس سے ان کیلئے روزگار کے نئے مواقع میسر آجائیں۔ قدرت نے ہمیں خام مال کی دولت سے باافراط نوازا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اپنے وسائل کو اپنی مملکت اور اس کے عوام کے بہترین مفاد کیلئے استعمال میں لائیں۔

آپ نے گزشتہ ہنگامہ خیز مہینوں کے دوران کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں کی جن آزمائشوں اور تکلیفوں کا ذکر کیا ہے ان پر مجھے ان کے ساتھ پوری ہمدردی ہے اور یقین ہے کہ وہ ان عارضی

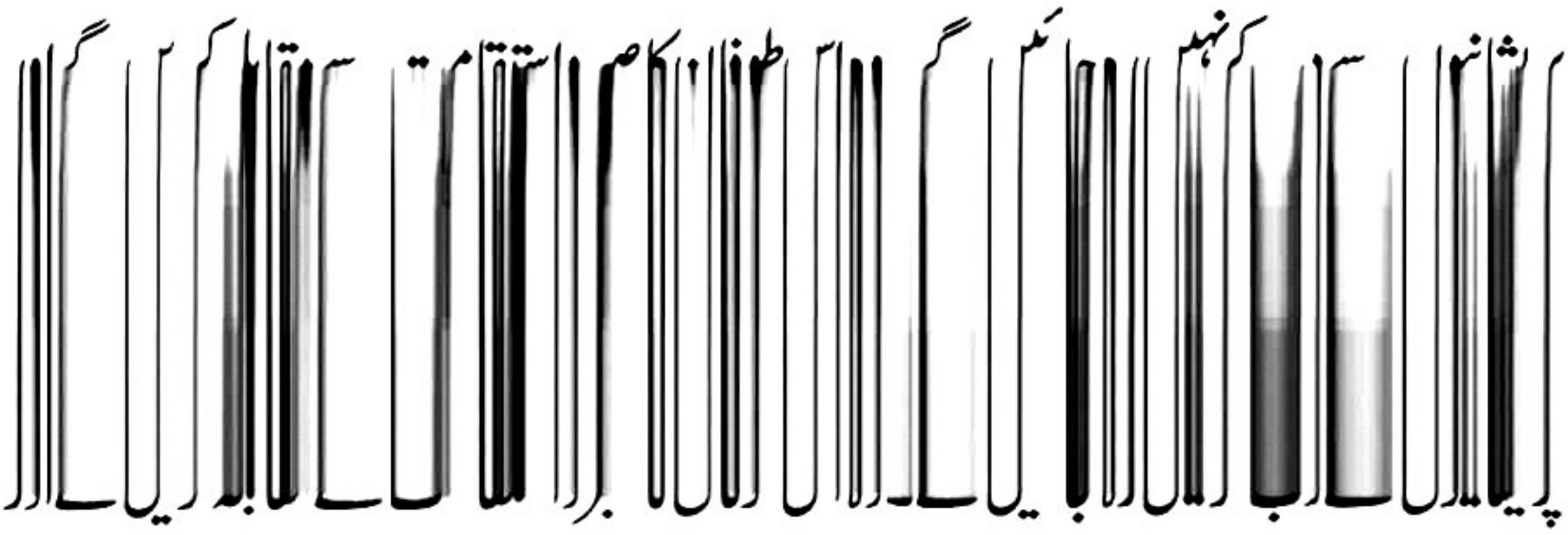

اپنی سوجھ بوجھ اور کاروباری صلاحیت کی بدولت جلد ہی کھوئی ہوئی دولت دوبارہ حاصل کر لیں گے۔

مَیں ایک بار پھر امدادی فنڈ میں آپ کے فراخدلانہ عطیے کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے کاروبار کی کامیابی اور آپ کی خوشحالی کیلئے دعا گو ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ یہ کارخانہ اور بہت سے اقتصادی منصوبوں کا پیش خیمہ ثابت ہوگا جن کیلئے پاکستان میں بہت گنجائش ہے۔

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۶۵

۳.۵

پارسی برادری کے سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر[1]

۳ فروری ۱۹۴۸ء

مَیں آپ کے سپاسنامے[2] اور میرے اور مس فاطمہ جناح کیلئے محبت بھرے الفاظ کا شکر گذار ہوں۔ آپ نے حکومتِ پاکستان کے ساتھ جس وفاداری اور تعاون کی پیشکش کی ہے اسے مَیں بے حد سراہتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان اپنے بار بار کئے گئے ان وعدوں پر قائم رہے گا کہ تمام شہریوں کے ساتھ بلا استثناء ذات پات اور عقیدہ مساوی سلوک کیا جائے گا۔ پاکستان ایک ایسی قوم کی امنگوں کا مظہر ہے جو برصغیر ہند میں اقلیت کی حیثیت رکھتی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی حدود کے اندر آباد اقلیتوں سے بے پروا نہیں ہو سکتی۔ یہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ گذشتہ ماہ کے اچانک ہنگاموں کی وجہ سے کراچی کی روشن پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا[3] اور مجھے ان لوگوں کی مذمت کیلئے اتنے سخت الفاظ بھی نہیں ملتے جو اس فعل کے ذمہ دار تھے۔ حکومت تہیہ کر چکی ہے کہ وہ لاقانونیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی اور اس امر کا اہتمام کرے گی کہ اس نوعیت کے واقعات دوبارہ رونما نہ ہوں۔

جیسا کہ آپ کو علم ہو گا حکومت اقلیتوں کے خوف اور شبہات کو دور کرنے کیلئے حقیقی کوششیں کر رہی ہے اور اگر سندھ سے ان کا انخلاء جاری رہتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب ان کے لئے یہاں جگہ نہیں رہی بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سرحد پار ان لوگوں کی باتوں پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں جو انہیں یہاں سے لے جانا چاہتے ہیں۔ مگر مجھے ان گمراہ لوگوں پر افسوس ہوتا ہے کیونکہ انہیں اپنی موعودہ جنت میں مایوسی کے سواء کچھ نہیں ملے گا۔

مجھے احساس ہے کہ گذشتہ چند مہینوں میں نجی املاک میں مداخلتیں ہوئیں ہیں لیکن آپ حکومت کے اقدامات کو بہت خفگی سے نہ دیکھیں۔ بڑی تعداد میں پاکستان کے عہدہ داروں اور بیرونی سفارتخانوں کیلئے جگہ کے بندوبست میں یہاں کے مکینوں کو کچھ تو بے آرام ہونا ہی تھا۔ بڑی تعداد میں مہاجرین کی آمد سے یہ مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہو گیا ہے کیونکہ جور و ستم جھیلنے سے ان کے مزاج کچھ برہم ہو گئے ہیں۔ ان بدنصیب لوگوں کو ہمدردانہ برتاؤ کی ضرورت ہے اور ان کی آبادکاری کے سلسلے میں آپ کی اعانت کا پرتپاک خیر مقدم کیا جائیگا۔

خوش قسمتی سے پارسی بحیثیت ایک فرقے کے باہمی تصادم کی ان تباہ کاریوں سے بچ گئے جن کی وجہ سے دوسرے فرقوں کو مصائب سے دوچار ہونا پڑا اور مجھے اب مستقبل میں ان کے خوف زدہ ہونے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اپنی تنظیمی صلاحیت، کاروباری اہلیت اور محنت کی بدولت ان لوگوں نے ملک میں پہلے ہی اپنا مقام بنالیا ہے۔ پاکستان ان لوگوں کو اپنی ذہانت کے اظہار کیلئے بے شمار مواقع فراہم کرے گا خصوصاً کاروبار، تجارت اور صنعت کے شعبوں میں انہیں چاہئے کہ آگے بڑھیں اور سچے شہریوں کی حیثیت سے پاکستان کو عظیم قوموں کی صف میں شامل کرنے اور اسے خوشحالی کی سرزمین بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۶۸

۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۶۷

۳۔ دستاویز نمبر ۱.۵.۱

۳۰۶

ڈومینین کا درجہ حاصل کرنے پر سیلون کیلئے محمد علی جناح کا پیغام[۱،۲]

کراچی

۴ فروری ۱۹۴۸ء

ہندوستان اور پاکستان کے بعد سیلون کو ڈومینین کا درجہ مل جانا ہمارے لئے بہت اطمینان اور رمسرت کی بات ہے اور مَیں پاکستان کے عوام اور اپنی جانب سے آپ کو اس پُرمسرت اور تاریخی موقع پر مخلصانہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ پاکستان میں ہم لوگ آپ کی ترقی کو دوستی اور ہمدردانہ دلچسپی کی نظر سے دیکھیں گے کیونکہ آپ کے جزیرے کو جو مسائل درپیش ہیں وہ ہمارے مسائل سے مماثلت رکھتے ہیں۔ ہم دونوں ایک بیرونی طاقت کے استحصال کا شکار رہے ہیں اور اب جبکہ ایک نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے ہمیں اپنے بے کس عوام کی حالت بہتر بنانے کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا۔ ہمیں جس مسئلے کا سامنا ہے وہ نہ تو معمولی ہے اور نہ آسان لیکن اگر ہم خود کو نئی حاصل شدہ آزادی اور عوام کی خودمختار حکومت کا اہل ثابت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں جرأت کے ساتھ اس سے نمٹنا ہوگا۔

سیلون مادی وسائل اور جوہرِ قابل سے مالا مال ہے اور مجھے مطلق شبہ نہیں کہ وہ اپنے عظیم رہنماؤں کی قیادت میں اچھی حکومت اور خوشحالی کی شاہراہ پر تیزی سے گامزن ہوگا اور ساری دنیا میں خیرسگالی اور دوستی کو فروغ دینے میں اپنا حقیقی کردار ادا کرے گا۔

پاکستان میں سیلون کیلئے خیرسگالی کا پُرجوش جذبہ موجود ہے اور مجھے یقین ہے کہ دونوں عوام کے مابین خیرسگالی کے جو جذبات موجود ہیں وہ وقت گذرنے کے ساتھ مزید مستحکم ہوتے جائیں گے اور جب ہم اپنے مشترکہ مفاد کے معاملات کو مل جل کر نمٹائیں گے تو ہماری دوستی اور بھی گہری ہو جائے گی۔ ایک بار پھر میں سیلون کی خوشحالی اور شاندار مستقبل کیلئے دعا کرتا ہوں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۷۰

۲۔ سیلون کو اب سری لنکا کہا جاتا ہے۔

۳۷

سندھ صوبائی مسلم لیگ کے شعبۂ خواتین کے پیش کردہ سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کا خطاب[۱،۲]

[کراچی]

۴ فروری ۱۹۴۸ء

خواتین کے جس ممتاز اجتماع میں اس شام مجھے اور مس فاطمہ جناح کو شرکت کا اعزاز بخشا گیا مَیں اس کا بہت شکر گذار ہوں۔ اس سے زیادہ عزت افزائی ممکن نہیں اور اس کیلئے مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مسلم لیگ کی پاکستان کیلئے جنگ کے آغاز سے ہی ہماری خواتین کا اس میں کردار کسی طرح بھی مردوں سے کم نہیں تھا۔ حتّٰی کہ اپنے چھوٹے بچوں کو بھی آپ نے اسلام کی خاطر جنگ کرنے کا سبق سکھایا اور آپ کی کوششیں لا حاصل نہیں رہیں۔ پاکستان کا قیام آپ کے نعروں کی عملی تعبیر ہے اور آج وہ سارے مرد، عورتیں اور بچے جو اس ملک کے شہری ہیں اسی طرح آزاد ہیں جیسے دنیا کے کسی اور ملک کے ہو سکتے ہیں۔

لیکن اب ہماری جدوجہد کی نوعیت اس سے مختلف ہے جو پاکستان کے قیام سے پہلے تھی۔ بیشک ہم نے پاکستان حاصل کر لیا ہے لیکن اس کی تعبیر ابھی باقی ہے اور آپ کو پھر اپنا دلیرانہ کردار ادا کرنا ہوگا۔ آپ کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ آپ کا مقصد صرف وزیر بننا یا تجارتی لائسنس حاصل کرنا ہے بلکہ ہمیں بہتر اور بلند تر فرائض انجام دینے ہیں اور مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے۔

مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کی بنیاد کو اب کوئی نہیں ہلا سکتا۔ لیکن اس کے خلاف کچھ لوگوں کے مذموم منصوبے ہیں۔ وہ لوگ اب تک اپنی کوششوں میں ناکام رہے ہیں اور آئندہ بھی ناکام رہیں گے۔ ایک وقت آئے گا جب وہ اپنے کئے پر پچھتائیں گے اور اس وقت انہیں پاکستان کی عظمت کا احساس ہوگا۔

آپ کے پاس شاندار کامیابی کی چابی ہے۔ وہ چابی ہماری آئندہ نسل ہے۔ اپنے بچوں کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ پاکستان کے لائق شہری اور سپاہی بن کر نکلیں۔ آپ نے پاکستان کیلئے پہلے ہی بہت قربانیاں دی ہیں جسے اب تمام اقوامِ عالم نے تسلیم کرلیا ہے۔ ایک قدم اور بڑھایئے اور انشا اللہ وہ وقت دور نہیں جب اقوامِ عالم پاکستان سے خوف کھائیں گی۔

مجھے یقین ہے کہ آپ نہ صرف ہم سے تعاون کریں گی بلکہ پاکستان کی تعمیر میں اپنی پوری صلاحیتیں بروئے کار لائیں گی۔ خدا حافظ

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۷

۲۔ دیکھئے ڈان، ۶ فروری ۱۹۴۸ء

۳۸

بلوچستان کے سول افسروں سے محمد علی جناح کا خطاب[1]

سبّی

۱۴ فروری ۱۹۴۸ء

آج ہم یہاں بڑے اور چھوٹے کے امتیاز کے بغیر مملکت کے خادموں کے طور پر یہ غور کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں کہ اپنے عوام اور ملک کے مفادات کو کس طرح آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اعلیٰ ترین سے ادنیٰ ترین تک ہم سب مملکت کے خادم ہیں۔

پاکستان اب ایک خود مختار مملکت ہے، مکمل آزاد، پاکستان کی حکومت عوام کے ہاتھوں میں ہے۔ جب تک کہ ہم اپنا دستور حتمی طور پر مرتب نہ کرلیں، اور یہ کام صرف دستور ساز اسمبلی ہی سرانجام دے سکتی ہے، اس وقت تک ہمارا عبوری دستور افسر شاہی، مطلق العنانی یا آمریت پر نہیں بلکہ جمہوریت کے بنیادی اصولوں پر مبنی ہونا چاہئے۔ آپ افسروں کو شعور ہونا چاہئے کہ یہ اصول ہمیشہ ذہن نشین رہیں۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ ہم صفر سے شروع کر رہے ہیں اگر آپ پاکستان کو

قوموں کی برادری میں ایک عظیم ملک بنانا چاہتے ہیں تو آپ کو حتی الامکان آسائشوں کو فراموش کر دینا ہوگا اور جو کام بھی آپ کو سونپا گیا ہے اس پر جس قدر آپ سے ہو سکے زیادہ سے زیادہ وقت اور محنت صرف کرنی ہوگی۔

دیانت اور خلوص سے کام کیجئے اور حکومتِ پاکستان کے وفادار اور فرمانبردار رہیے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے اپنے ضمیر سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی اور شے نہیں ہے اور جب آپ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں تو یہ کہہ سکیں کہ آپ نے اپنا فرض انتہائی احساسِ دیانتداری، راست بازی اور وفاداری اور فرمانبرداری کے ساتھ سرانجام دیا تھا۔

یقین کیجئے کہ آپ نہ صرف بلوچستان کو عظیم بنائیں گے جہاں میرے علم کے مطابق شاندار امکانات موجود ہیں بلکہ سارے پاکستان کیلئے بھی اپنا کردار ادا کریں گے۔ اور اس طرح آپ کی مملکت صرف آبادی کے لحاظ سے دنیا کی پانچویں بڑی مملکت ہی نہ رہے گی بلکہ پانچ سالوں میں دنیا کی عظیم ترین مملکتوں کی صف میں شامل ہو جائے گی۔

اب یہ سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اسے ایک مقدس امانت تصور کریں، اپنی توانائیوں اور عزم کو دوگنا کر دیجئے۔ انشاءاللہ آپ ضرور کامیاب ہوں گے۔۔ڈان، ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۷۷

۳۰۹

سبّی دربار میں محمد علی جناح کی تقریر[1]

سبّی

۱۴ فروری ۱۹۴۸ء

مسٹر ڈنڈس، اراکینِ شاہی جرگہ، سردارانِ بلوچستان اور دیگر رہنما اور عوامی نمائندگانِ بلوچستان۔

مجھے اس امر سے حقیقی مسرت حاصل ہوئی ہے کہ مَیں آج بلوچستان کے پہلے ''شاہی دربار'' میں، جو ہماری نوزائیدہ مسلم مملکتِ پاکستان کی حاکمیت کے تحت منعقد ہو رہا ہے، آپ کے درمیان موجود ہوں۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں بلوچستان سے میرا ذاتی تعلق ایک طویل عرصے پر محیط ہے۔ جب مَیں پلٹ کر ان ایام پر نظر ڈالتا ہوں جب اس صوبے کے عوام نے میرے شانہ بشانہ اس جدوجہدِ آزادی میں حصہ لیا تھا تو مجھے یک گونہ اطمینان ہوتا ہے۔ اپنے مقصد کے حصول میں آپ نے پاکستان کے دوسرے صوبوں کے بھائیوں کے مقابلے میں کچھ کم حق ادا نہیں کیا۔

بلوچستان کی سیاسی اصلاحات کی تاریخ اور مسلمانوں کی جدوجہدِ آزادی کی تاریخ ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہے۔ آپ میں سے بہت سے لوگوں کو یہ بات یاد ہوگی کہ مَیں نے کئی موقعوں پر مجلسِ قانون ساز ہند کے اندر اور باہر بلوچستان کے عوام کا معاملہ اٹھایا اور اب جبکہ مجھے اپنے عظیم ملک پاکستان کے پہلے گورنر جنرل ہونے کا شرف حاصل ہے تو فطری بات ہے کہ اصلاحات کا سوال اور بلوچستان کے لوگوں کا صوبے کی انتظامیہ اور کاروبارِ حکمرانی میں مناسب شمولیت کا معاملہ میرے ذہن میں تازہ رہنا چاہئے۔ اگر اس سلسلے میں میری خواہشات پوری نہ ہو سکیں تو اس کا سبب وہ حالات تھے جن پر مجھے کوئی اختیار نہیں تھا یا تھا تو بہت کم۔

حضرات! ہمیں آزادی حاصل کئے صرف چھ ماہ ہوئے ہیں۔ اس عرصے میں ہمیں چین کا ایک دن بھی میسر نہیں آیا۔ ہمیں ان مصائب کا سامنا کرنا پڑا جن کی مثال تاریخِ عالم میں نہیں ملتی لیکن ہم بیکار نہیں بیٹھے رہے۔ مشکلات کے باوجود ہم ابھی تک ان امور کو مکمل کرنے میں مصروف ہیں جن کا اندازہ ہم اس وقت نہیں لگا سکے جب تقسیمِ ہند کا سمجھوتہ طے پایا تھا۔ ہمیں ابھی تک اپنا واجب اور جائز حصہ ہندوستان سے وصول کرنا ہے۔ لہٰذا میری حکومت کی تمام تر توجہ دیگر خطرناک مسائل اور زیادہ فوری اہمیت کے حامل امور پر مرکوز رہی اس لئے، آپ مجھے معاف فرمائیں، مَیں اپنی خواہش کے مطابق پوری سرعت کے ساتھ بلوچستان کے معاملے پر توجہ مبذول نہ کر سکا۔ لیکن یقین جانئے کہ مَیں لمحہ بھر کیلئے بھی بلوچستان کے معاملات سے غافل نہیں رہا۔ مَیں

نے ان تدابیر اور طور طریقوں پر سوچ بچار، فکر و نظر اور غور و خوض کیا جن پر عمل پیرا ہو کر اس صوبے کے عوام کا حال بہتر ہو سکے اور انہیں پاکستان کے سیاسی نظام میں وہی درجہ اور وہی سیاسی مرتبہ حاصل ہو جائے جو دوسرے صوبوں میں ان کے بھائیوں کو حاصل ہے۔

حضرات! تقسیم سے پہلے پرانی حکومتِ ہند کے بلوچستان سے جس طرح کے تعلقات تھے آپ لوگوں کو بخوبی علم ہے۔ مجھے آپ کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ اس حکومت نے جو ایک ملکی انتظامیہ کی ذیلی شاخ تھی بلوچستان کو متعدد حصوں میں تقسیم کئے رکھا — ہر ایک کا نام جدا اور رقبہ مختلف — تاہم سب کے سب پسماندگی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ جو انتظامیہ ہمیں سپرد کی گئی اس کا حال یہ تھا کہ وہ ایک طرف تو عوام کی اخلاقی اور مادی ترقی کی خواہشوں اور امنگوں سے بے نیاز تھی اور دوسری طرف اس میں تنقید سننے کا بھی حوصلہ نہیں تھا اور نہ کسی طرح کی سیاسی اصلاحات کی ضرورت کا احساس۔ نتیجتاً صوبے کے عوام تعلیمی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی طور پر جمود کا شکار رہے۔ بلکہ مَیں تو کہوں گا کہ لوگوں کو طویل مدت تک سیاسی اور انتظامی تعطل پر قناعت کرنی پڑی۔ اور پھر شاید یہ سب کچھ حقائق کی روشنی میں متضاد بات نظر آئے کہ جہاں تک بلوچستان کے قبائلی علاقوں کا تعلق ہے گورنر جنرل اپنے انتظامی اختیارات اپنی صوابدید کے مطابق استعمال کیا کرتا تھا اور ان علاقوں پر جو برطانوی بلوچستان کہلاتے تھے یا پٹّے پر دیے ہوئے تھے ایک ایسے چیف کمشنر کے ذریعے حکومت کرتا جس کا تقرر اپنی صوابدید کے مطابق کرتا اور حسبِ ضرورت و منشاء حکومتی اختیارات استعمال کرتا تھا۔

پھر قانونِ آزادیٔ ہند مجریہ ۱۹۴۷ء کی شکل میں ہماری قومی جدوجہد کا ثمر ملا جس کے تحت حکومتِ برطانیہ نے برصغیر کے عوام کے اقتدار کو تسلیم کر لیا اور انہیں مکمل اختیارات منتقل کرنے پر مجبور ہو گئی۔ اس قانون کی منظوری کے بعد وہ معاہدے اور سمجھوتے جو برطانوی حکومت اور ریاستوں اور قبائل کے مابین نافذ العمل تھے یکسر کالعدم ہو گئے۔ برطانوی حکومت کی ذمہ داریاں اور اختیارات، حقوق، حاکمیت اور اقتدار جو انہیں قبائلی علاقوں میں حاصل تھے کالعدم ہو گئے۔ دوسرے لفظوں میں اب قبائلی آزاد ہیں کہ وہ پاکستان سے برطانوی حکومت کی جانشین طاقت کی

حیثیت میں ایسے انتظامات کرلیں جن پر فریقین متفق ہوسکیں۔اس کے ساتھ ساتھ قانونِ آزادیٔ

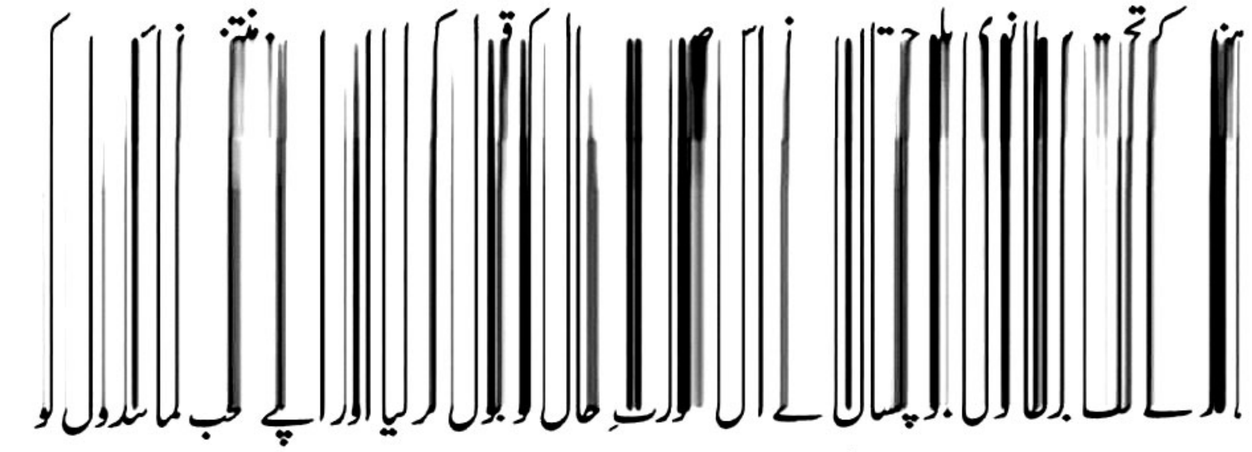

پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں بھیج دیا۔آزادی کی اس فضا میں قبائلی علاقوں کے عوام نے گذشتہ سال کے موسمِ گرما میں منعقد ہونے والے استصوابِ رائے کے ذریعے اپنی آزادانہ رائے سے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں شمولیت کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا۔جیسے ہی یہ وقوع پذیر ہوا مَیں نے گورنر جنرل کی حیثیت سے حکومتِ پاکستان کی جانب سے اس امر کی یقین دہانی کو اپنا فرض سمجھا کہ تمام سمجھوتے اور وظائف اس وقت تک برقرار رہیں گے جب تک قبائل کے ساتھ صلاح مشورے کے بعد ان میں تغیر وتبدل نہیں کیا جاتا۔

برطانوی اقتدار کے رخصت ہوجانے کے بعد عدلیہ اور انتظامی مشینری میں متعدد خلاء واقع ہوگئے۔ان کو عارضی قانونی اور انتظامی کارروائی کے ذریعے پُر کر دیا گیا۔قبائل کے ساتھ حکومتِ پاکستان کے تعلقات کی تجدید استصوابِ رائے کی بنیاد پر ہوگی تا آنکہ ان سے دوبارہ مشورہ کیا جائے۔یہ تمام انتظامات ان اختیارات کے تحت ہوئے جو مجھے گورنر جنرل کی حیثیت سے حاصل ہیں اور ان اختیارات سے بھی جو شاہی جرگہ کے توسط سے بلوچستان کے عوام کی واضح اور صریح مرضی سے دیئے گئے۔چنانچہ احکام جاری کر دیے گئے کہ جملہ قوانین جو زیرِ انتظام علاقوں، قبائلی علاقوں بشمول مری اور بگتی علاقوں، تمن اور بلوچ علاقوں ملحقہ ضلع ڈیرہ غازی خان پنجاب (جو بلوچستان میں شامل نہیں) میں نافذ تھے بدستور نافذ العمل رہیں گے اور وہ تمام مراعات اور وظیفے جو اب تک واجب الادا تھے ان کی ادائیگی برقرار رہے گی۔مجھے یہ عارضی انتظامات اس لئے کرنا پڑے کہ ملک کے نظم ونسق کو جاری رکھنا مقصود تھا۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ مَیں ان حالات کو ہمیشہ کیلئے برقرار رکھنا چاہتا ہوں جو برطانیہ کی عمل داری میں جاری وساری تھے۔جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ دستور ساز اسمبلی ان سب علاقوں کے نمائندوں کے مشورے سے حتمی دستور مرتب کرے گی۔اس وقت جب کہ مَیں یہ عارضی انتظامات کر رہا تھا مَیں نے اپنی اس پُرخلوص خواہش کو فراموش نہیں کیا کہ جہاں تک ممکن ہو بلوچستان کے عوام کو ان کے صوبے کے نظم و

نسق کے ساتھ وابستہ رکھا جائے۔ درحقیقت اسی خواہش کی تکمیل کیلئے مَیں نے آپ کے پہلے دربار میں شرکت کا فیصلہ کیا تا کہ مجھے آپ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کا موقع مل سکے اور مَیں یہ معلوم کرسکوں کہ اپنے صوبے کے طرزِ حکومت کے بارے میں آپ کے خیالات کیا ہیں۔

ہماری مملکت کیلئے حتمی دستور مرتب کرنے میں دستور ساز اسمبلی کچھ وقت لے سکتی ہے۔ یہ بہت اہم کام ہے اور اس پر پوری طرح عمل درآمد ہونے میں شاید اٹھارہ مہینے یا دو سال لگ جائیں۔ اسی لئے مَیں چاہتا تھا کہ اب سے اور حتمی دستور نافذ ہونے تک کے درمیانی عرصے میں بلا تاخیر کچھ نہ کچھ ہو جائے جس کے نتیجے میں عوام کو اپنی حکومت کی ذمہ داریوں میں حصہ لینے کا موقع مل سکے اور صوبے کے انتظام میں ان کی آواز بھی شامل ہو سکے۔ کافی غور وفکر کے بعد مَیں نے ایک چھوٹا مگر اہم قدم فوراً اٹھانے کا فیصلہ کیا تا کہ عوام کو اپنے صوبے کے نظم ونسق سے وابستہ ہونے کا موقع فراہم ہو سکے۔ مجھے امید ہے کہ اس اقدام سے بلوچستان میں رہنے والے پاکستانی شہری گورنر جنرل اور اپنی انتظامیہ کے سربراہ سے قریب تر ہو جائیں گے۔ مجھے بہت غور وخوض کرنا پڑا کیونکہ نمائندہ حکومت کے قیام کی راہ میں قانونی اور آئینی مشکلات حائل تھیں۔ لیکن وقت ضائع کرنے کا موقع بھی نہیں تھا۔ وہ سب تو قدرتی طور پر اپنے وقت پر حل ہو ہی جائیں گی۔ فی الحال مَیں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہمارے مقصد کو فوری حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بلوچستان کے نظم ونسق اور اس کی انتظامیہ کو براہ راست گورنر جنرل کے ماتحت کر دیا جائے اور وہ اپنے اختیارات کا استعمال عوام کے مسلمہ نمائندوں کے اشتراکِ عمل سے کریں۔ اس مقصد کیلئے مَیں نے گورنر جنرل کی مشاورتی کونسل تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے جو ایک ایسا ادارہ ہوگا جس کے ذریعے عوام کو اپنے صوبے کی حکومت اور نظم ونسق میں اپنا پورا کردار ادا کرنے کا موقع ملے گا۔ اس کے ذریعے مَیں بھی بحیثیت گورنر جنرل بلوچستان کے معاملات کی قریب سے نگرانی کرسکوں گا اور اس عظیم صوبے کے عوامی مسائل کو اپنی خصوصی توجہ کا مرکز بنا سکوں گا جو پاکستان کے موجودہ عبوری دستور کے تحت میرا فریضہ ہے۔ یہاں مَیں آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ قانونِ آزادیٔ ہند اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء سے اخذ کردہ موجودہ دستور

گورنر جنرل کی حیثیت اوران کی ذمہ داریوں کو واضح کر دیتا ہے۔ جہاں تک کہ چیف کمشنر کے

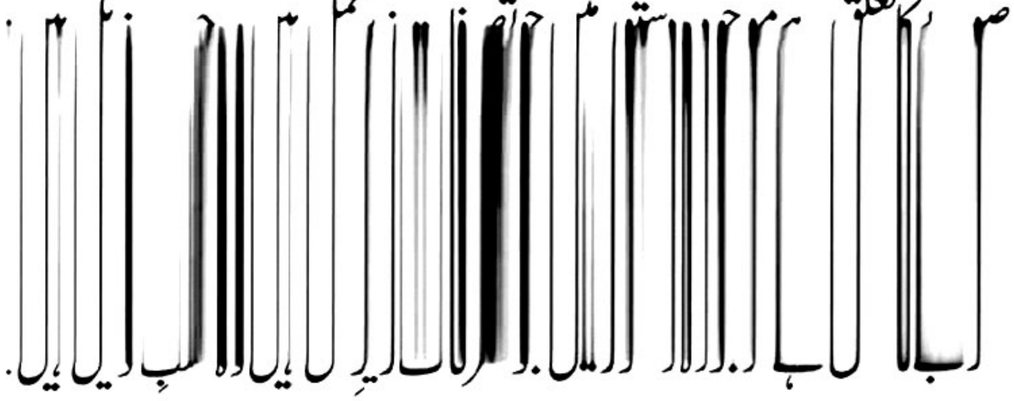

۱۔ کہ صوبے پر چیف کمشنر کے ذریعے جس کی تقرری گورنر جنرل کی صوابدید پر ہوگی گورنر جنرل اس حد تک دخل دیں گے جس حد تک وہ ضروری خیال کریں۔

۲۔ وفاق کے اختیارات کا دائرہ برطانوی بلوچستان تک محیط ہوگا لیکن قطع نظر اس کے کہ قانون کیا کہتا ہے وفاقی مجلسِ قانون ساز کے کسی قانون کا اطلاق برطانوی بلوچستان پر اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک گورنر جنرل اپنی صوابدید کے مطابق ایک اعلامیے کے ذریعے اس کی ہدایت نہ کریں اور گورنر جنرل اپنی صوابدید پر کسی قانون میں تغیر وتبدل کے ساتھ ہدایت کر سکتے ہیں کہ اس کا اطلاق صوبے یا اس کے مخصوص حصے پر بھی ہوگا۔

۳۔ گورنر جنرل اپنی صوابدید کے مطابق برطانوی بلوچستان میں امن اور عمدہ حکومت کی خاطر قواعد وضوابط وضع کر سکتے ہیں اور اسی طرح کے وضع کردہ قواعد وضوابط وفاقی مجلسِ قانون ساز کے کسی قانون یا صوبے میں رائج الوقت ہندوستانی قانون کو منسوخ کر سکتے ہیں اور ان میں ترامیم بھی کر سکتے ہیں اور جب گورنر جنرل انہیں نافذ کر دیں گے تو ان کا زور اور اثر ویسا ہی ہوگا جیسا کہ وفاقی مجلسِ قانون ساز کے کسی قانون کا جس کا اطلاق صوبے پر ہوتا ہے۔

مشاورتی کونسل کے اراکین یقیناً نامزد کئے جائیں گے لیکن مَیں آپ حضرات کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی فرضی ادارہ نہیں ہوگا۔ اس کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ کسی ایسے امر کے بارے میں جس کا اس کے خیال میں صوبے کی فلاح سے تعلق ہو گورنر جنرل کو مشورہ دے سکے گا۔ اسی طرح گورنر جنرل بھی کسی معاملے کو جو چیف کمشنر کے توسط سے ان تک پہنچے کونسل کی رائے اور مشورے کیلئے بھیج سکتے ہیں۔ مثلاً پہلے مشاورتی کونسل صوبے کے بجٹ کی تفصیل کے ساتھ جانچ پڑتال کرے گی اور اسے گورنر جنرل کی خدمت میں اپنی سفارشات بھیجنے کی آزادی ہوگی۔

مَیں نے جو کچھ عرض کیا ہے اس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مَیں صرف بلوچستان کے عوام کو صوبے کے نظم ونسق میں ان کے واجب حصے کی ادائیگی کے ضمن میں آغازِ

کارکر رہا ہوں اور مَیں انہیں صوبے کے مستقبل کے نظام کی تشکیل میں بھرپور حصہ لینے اور عوام کی فلاح و بہبود میں پیش قدمی کے مواقع بہم پہنچا رہا ہوں۔ مثال کے طور پر صوبے کی آئندہ کی تمام سیاسی، معاشی، معاشرتی اور تعلیمی ترقی کے منصوبے مشاورتی کونسل کے ذریعے تیار اور پیش کئے جائیں گے اور یہ گورنر جنرل کا کام ہوگا کہ وہ یہ دیکھیں کہ ان منصوبوں کو کونسل کے صلاح مشورے سے (کس طرح) پایۂ تکمیل کو پہنچایا جاتا ہے۔ حضرات! اس طرح بعض امور میں آپ پاکستان کے دوسرے صوبوں سے بہتر ہوں گے۔ یہاں آپ کو گورنر جنرل کا صوبہ مل جائے گا اور آپ میری خصوصی ذمہ داری اور نگرانی میں ہوں گے اور یقین کیجئے کہ کونسل کی سرگرمیوں کے دائرے میں گورنر جنرل وقتاً فوقتاً مشاورتی کونسل کے ساتھ صلاح مشورے سے ایسے اقدام کریں گے جو ضروری ہوں گے۔

اس موضوع پر جو اعلامیہ جاری کیا جائے گا اس میں مشاورتی کونسل کے فرائض، دائرۂ کار اور اس کی رکنیت کی صراحت کر دی جائے گی۔ اس میں ان زیرِ انتظام علاقوں کے عوامی نمائندے بھی شامل ہوں گے جو پہلے برطانوی بلوچستان اور پٹّے پر دیے گئے علاقے کہلاتے تھے۔ اس میں قبائلی علاقوں کے نمائندے بھی شامل ہوں گے۔ اس میں شاہی جرگے اور میونسپل کمیٹی کوئٹہ کی آراء کا بھی اظہار ہوگا۔ اس کونسل کی تشکیل میں یہ خصوصی اہتمام کیا گیا ہے کہ حتی الامکان طاقت اور حاکمیت عوام سے اخذ کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی مشاورتی کونسل کے قیام سے نہ تو ان علاقوں کے رتبے میں کمی آئے گی اور نہ ہی ان علاقوں کے باشندوں کو اپنے آئندہ دستور کی ترتیب اور اپنے رسم و رواج اور روایات کے مطابق اپنی انتظامیہ کی تشکیل میں کسی طرح کی رکاوٹ پیش آئے گی اور نہ اس سے پٹّے پر دیے ہوئے علاقوں کی حیثیت میں کوئی فرق واقع ہوگا یا قبائلی علاقوں کے لوگوں کی آزادی پر اثر پڑے گا۔ بلکہ اس نئے اقدام کا مقصد ہی حکومت اور بلوچستان کے مختلف علاقوں میں آباد عوام کے درمیان خیالات کی ہم آہنگی پیدا کرنا ہے اور انتظامیہ کو مستعد اور عوام کا ہمدرد بنانا ہے۔ اس سے بلوچستان کی حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہو جائے گی کہ وہ عوام کی امنگوں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلے اور اب سے عوام کیلئے ایسے

مواقع فراہم کرے کہ وہ اپنی حکومت کے ساتھ انتظامیہ کی نگہداشت اور ذمہ داریوں میں حصہ لے سکیں مَیں بھی [illegible] کو مذکورہ بالا اقدامات کے ذریعے عوام کی اعانت کرنے کیلئے مالی طور پر مزید زیر بار ہونا پڑے گا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ بلوچستان کے عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کی خاطر اس بار کو اٹھانے میں کوئی پس وپیش نہیں ہوگا۔ اس منصوبے کو پیش کرتے ہوئے میرے ذہن میں ایک ہی اصول تھا یعنی اسلامی جمہوریت کا اصول۔ میرا عقیدہ ہے کہ ہماری نجات انہی سنہری اصولوں کی پابندی میں ہے جو ہمارے شارع اعظم پیغمبرِ اسلام ﷺ نے ہمارے لئے متعین کئے تھے۔ آیئے ہم اپنی جمہوریت کی اساس صحیح اسلامی تصورات اور اصولوں پر استوار کریں۔ ہمارے خدائے عزوجل نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ کاروبار مملکت کے سلسلے میں ہمارے فیصلے گفت وشنید اور صلاح مشورے سے ہونے چاہئیں۔ میرے بلوچی بھائیو اس نئے دور کے آغاز پر مَیں آپ کی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔ خدا کرے آپ کا مستقبل ویسا ہی تابناک ہو جس کے لئے مَیں نے ہمیشہ دعا اور خواہش کی ہے۔ خدا کرے آپ سب خوشحال ہو جائیں۔

پاکستان زندہ باد

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۹۷

۳۱۰

ایک پریس کانفرنس میں کئے گئے سوالات پر محمد علی جناح کے جوابات[۱]

سبّی

۱۵ فروری ۱۹۴۸ء

سوال: کل دربار میں آپ نے جن اصلاحات کا اعلان کیا ہے[۲] ان کے تحت بلوچستان کو گورنر جنرل کا صوبہ کیوں بنایا گیا۔ کیا آپ آمریت کے حق میں ہیں؟

گورنر جنرل کا جواب: مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ اس طرح بہتر رہے گا۔ بھرپور پارلیمانی مباحث کے عمل کی نسبت معاملات زیادہ تیزی سے نمٹائے جاسکیں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مَیں آمریت کے حق میں ہوں۔ اسے میری خودستائی سمجھئے کہ میرا دل، میری ہر دھڑکن اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہیں کہ مَیں موجودہ حالات میں بلوچستان کیلئے مفید ثابت ہوں گا۔ اس مجوزہ اصلاح کے دو سبب ہیں: (اوّل) مَیں ہر ممکن طریقے سے بلوچستان کی مدد کرنا چاہتا ہوں اور (دوم) کام کہیں زیادہ تیزی سے ہوں گے۔ گورنر جنرل نے فرمایا کہ پاکستان میں دوسرے صوبے پارلیمانی حکومتوں کے جملہ ابتدائی مراحل طے کر چکے ہیں۔ بلوچستان کیلئے موجودہ حالات میں اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ سارا بوجھ گورنر جنرل کے کندھوں پر ڈال دیا جائے۔ جب بلوچستان کی مجوزہ مشاورتی کونسل کے آئین اور اس کے دائرہ کار کے بارے میں دریافت کیا گیا تو قائداعظم نے فرمایا: گورنر جنرل کونسل کو نامزد کریں گے لیکن وہ اسے ایک برائے نام ادارہ نہیں بنائیں گے۔ وہ اس کا اہتمام کریں گے کہ یہ واقعی ایک نمائندہ ادارہ بن جائے۔

اقلیتوں کی نمائندگی

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ آیا کونسل میں اقلیتوں کی نمائندگی بھی ہوگی قائداعظم نے فرمایا کہ انہوں نے کل کے خطاب میں یہ واضح کر دیا تھا کہ کونسل میں ہر ایک کے مفاد کی نمائندگی ہوگی۔

انہوں نے اس اعتراض کو کہ صوبے میں عوام کی کوئی آواز نہیں اور نہ ہی ان کی نمائندگی ہے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ان کی آواز تو ہے مگر وہ پوری طرح منظّم نہیں ہیں اور ابھی تک ابتدائی مرحلے میں ہیں۔

قلات کا الحاق

اس سوال پر کہ قلات کی پاکستان میں شمولیت کے مسئلے پر سعی میں ان کے اور خان قلات کے درمیان جو مذاکرات ہوئے تھے اس میں کیا طے پایا تو گورنر جنرل نے اس بارے میں کچھ بتانے سے انکار کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی کہ خان قلات کو ان سے ۱۴ فروری کی

شام کو ملاقات کرنی تھی لیکن علالت کی وجہ سے وہ ملاقات نہ کر سکے۔ پھر قائداعظم نے وہ خط پڑھ کر سنایا جو انہیں لدستہ سالم خان قلات کی جانب سے موصول ہوا تھا۔ خط میں لہا لیا تھا میں نے ''دارالعوام'' اور ''دارالامراء'' دونوں ایوانوں کا اجلاس طلب کر لیا ہے تا کہ وہ مملکتِ پاکستان کے ساتھ مستقبل کے تعلقات کے بارے میں ماہِ رواں کی اکیس یا بائیس تاریخ تک مجھے اپنی حتمی رائے سے آگاہ کر دیں اور قائداعظم مَیں آپ کو اس ماہ کے آخر تک ان کی حتمی رائے سے مطلع کر سکوں گا۔''

خط پڑھنے کے بعد قائداعظم نے اخبار نویسوں کو بتایا: ''ان حالات میں مَیں ان کے حتمی جواب کا انتظار کروں گا اور امید کرتا ہوں کہ قطعی طور پر اس ماہ کے اختتام پر وہ جواب مجھے بھیج دیں گے۔''

مسئلہ کشمیر

جب ان سے کہا گیا کہ وہ مسئلہ کشمیر کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں تو انہوں نے جواب دیا: مَیں مسئلہ کشمیر کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اقوامِ متحدہ اس مسئلے کو نمٹا رہی ہے اور ان حالات میں کسی بات سے بھی صورتِ حال بگڑ سکتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جہاں تک اخبارات کے ذریعے انہیں معلوم ہوا ہے اقوامِ متحدہ کیلئے پاکستان کا وفد ابھی واپس نہیں آ رہا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آیا کراچی کو ایک علیحدہ وفاقی صوبہ بنایا جا رہا ہے تو قائداعظم نے فرمایا: ''یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کراچی پاکستان کا دارالحکومت ہوگا اور کراچی کے متعلق دیگر امور پر غور کرنے کیلئے ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے۔''[۳]

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۸۱
۲۔ دستاویز نمبر ۳۰۹
۳۔ دیکھئے جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ۲ کی دستاویز نمبر ۲

۳.۱۱

آسٹریلیا کے عوام سے محمد علی جناح کا نشری خطاب[۱]

۱۹ فروری ۱۹۴۸ء

آج کل یہ بات زباں زدِ عوام ہے کہ دنیا سمٹتی جا رہی ہے۔ اس کے باشندے ایک دوسرے کے متعلق زیادہ جانتے ہیں اور ان کے مفاد ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ وابستہ ہوتے جا رہے ہیں۔ تاہم مجھے شک ہے کہ آسٹریلیا کے لوگ پاکستان کے بارے میں شاید ہی کچھ جانتے ہوں گے۔ مَیں سوچتا رہا ہوں کہ ان کے لئے یہ محض ایک نام ہی ہے؟ کیا یہ ناقابلِ قیاس ایشیائی لوگوں کا ایک پرانا اور کچھ ناقابلِ فہم تجربہ تو نہیں؟ آج مجھے بے حد خوشی ہے کہ مجھے آپ کو پاکستان کے بارے میں کچھ بتانے کا موقع ملا اور یہ بھی کہ ساڑھے چھ کروڑ لوگوں کیلئے اس کا مفہوم کیا ہے۔

پاکستان دو علاقوں پر مشتمل ہے۔ ایک علاقہ برصغیر ہند کے شمال مشرق میں اور دوسرا شمال مغرب میں واقع ہے۔ مشرقی علاقے کی زمین آہستہ خرام دریاؤں سے سیراب ہوتی ہے اور اس کی خوشحالی کا انحصار برسات کی بارشوں پر ہوتا ہے۔ مغرب میں واقع علاقوں میں زیادہ تنوع ہے۔ ان میں صحرا ہیں اور نہروں سے سیراب ہونے والے میدان ہیں۔ پہاڑ اور وادیاں ہیں۔ لوگ زیادہ تر سیدھے سادھے اور غریب ہیں۔ وہ زیادہ تعلیم یافتہ نہیں اپنے کھیتوں میں کاشتکاری سے آگے شاید ہی انہیں اور کوئی دلچسپی ہو۔ جیسا کہ مَیں نے عرض کیا کہ وہ غریب ہیں لیکن ان کا تعلق ایک سخت کوش اور جفاکش نسل سے ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اس دعوے میں کوئی شیخی نہیں ہو گی کہ وہ بہادر ہیں۔ انہوں نے اچھے سپاہی پیدا کئے اور بہت سی جنگوں میں نام پیدا کیا۔ دونوں عالمی جنگوں میں وہ آپ کے شانہ بشانہ لڑے ہیں۔

فی الحال ہمارا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے۔ پاکستان کی آبادی سابق برطانوی ہند کی ۲۲ فیصد کے لگ بھگ ہو گی مگر کُل پیداوار کے مقابلے میں یہاں چاول کی پیداوار ۳۳ فیصد اور گندم کی ۴۰ فیصد ہے۔ لہٰذا ضروری اجناس کے معاملے میں ہم مقابلتاً خوش قسمت ہیں۔ ہمارے پاس کچھ اور اہم تجارتی فصلیں ہیں مثلاً پٹ سن، کپاس، تمباکو۔ دنیا کا بیشتر پٹ سن مشرقی بنگال میں

پیدا ہوتا ہے اور اس سے ہمیں بہت بیرونی زرِمبادلہ حاصل ہو جاتا ہے۔ بیرونی زرِمبادلہ ہمارے لئے بہت اہم ہوگا کیونکہ اس سے صنعتیں قائم کی جاسکیں گی اور ان کی توسیع ہو سکے گی۔

اب تک ہمارے پاس چند ہی بڑی صنعتیں ہیں۔ میرے خیال میں آسٹریلیا کے ایک مایہ ناز سپوت مسٹر آر جی کیسی (Mr. R. G. Casey) آپ کو یہ بتا سکیں گے کہ ہمارے ملک میں ترقی اور خوشحالی کے بے پناہ مواقع موجود ہیں اور یہ کہ ہم خود یعنی عوام ان مواقع سے استفادہ کرنے کیلئے بے چین ہیں۔ تاہم اس وقت ہمارے پاس سرمائے اور تکنیکی معلومات کی کمی ہے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے میں اگر اِدھر اُدھر سے دوستانہ تعاون کا ہاتھ بڑھا تو یہ کمی بھی پوری ہو سکتی ہے۔ صنعت کاری اور افزائشِ سرمایہ کے ضمن میں ہم نہ تعصّبات کے شکار ہیں اور نہ ہی جھوٹی انا کے۔ ان سمتوں میں ہمیں اپنی کمزوریوں کا علم ہے اور ہم ایسی سرمایہ کاری کا خیر مقدم کریں گے جو ہماری معیشت کے استحکام کا باعث بن سکے۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ بیرونِ ملک سے اگر کسی نے دستِ تعاون دراز کیا تو اسے پچھتانے کی کوئی وجہ بھی ہو سکتی ہے۔

مغربی اور مشرقی پاکستان کے درمیان ہزار میل کے قریب بھارتی علاقہ ہے۔ بیرونی ملک کا کوئی بھی طالبِ علم اپنے آپ سے پہلے یہ سوال کر سکتا ہے کہ ایسا کیسے ممکن ہے؟ ایسے علاقوں کی حکومت میں جن کے درمیان اس قدر طویل فاصلہ ہو اتحادِ عمل کیسے ہو سکتا ہے؟ مَیں اس سوال کا ایک لفظ میں جواب دے سکتا ہوں اور وہ ہے ''ایمان'' اللہ تعالیٰ پر اپنے آپ پر، اور اپنے مقدّر پر ایمان لیکن مَیں سمجھ سکتا ہوں کہ جو لوگ ہم سے واقف نہیں انہیں اس مختصر سے جواب کے مضمرات کو سمجھنے میں شاید دقت محسوس ہو۔ آپ کی آسانی کے لئے میں اس کا پس منظر پیش کرتا ہوں۔

ہماری اکثریت مسلمان ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ ہم اسلامی برادری کے رکن ہیں جس میں سب کے حقوق، قدر و منزلت اور عزتِ نفس مساوی ہیں۔ نتیجتاً ہم میں اتحاد کا ایک خصوصی اور گہرا شعور موجود ہے لیکن غلط نہ سمجھئے۔ پاکستان میں مُلّائی حکومت یا اس طرح کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اسلام ہم سے دوسرے مسلکوں سے رواداری کا تقاضا کرتا ہے اور ہم اپنے ساتھ ان لوگوں کے گہرے اشتراک کا پُر تپاک خیر مقدم کرتے ہیں جو

پاکستان کے سچے اور وفادار شہریوں کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کرنے کیلئے آمادہ اور رضا مند ہیں۔

نہ صرف یہ کہ ہم میں سے بیشتر مسلمان ہیں بلکہ ہماری اپنی تاریخ ہے، رسوم و روایات ہیں اور وہ اندازِ فکر، وہ نقطۂ نظر اور افتادِ طبع ہے جس سے قومیت کا شعور ابھرتا ہے۔ ہندوستان میں کئی صدیوں سے ہمارا ایک مقام تھا۔ کسی وقت وہ مقام بلند ترین تھا۔ یہ اس وقت تھا جب مغلوں کا فرمانِ شاہی ساحل تا ساحل جاری و ساری تھا۔ ہم اس عہد کو صرف تاریخی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ اب ہمارے پاس مقابلتاً کم علاقہ ہے۔ مقابلتاً کم لیکن انگلستان سے چار گنا زیادہ۔ یہ ہمارا ہے اور ہم اس پر قانع ہیں۔ ہم اپنے ہمسایوں کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔ ہم صلح و آشتی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور ہم سکون کے ساتھ اور اپنے طریقے سے اپنے مستقبل کو سنوارنا چاہتے ہیں اور امورِ عالم میں اپنا جائز حق ادا کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے عوام کی اپنے لئے ایک علیحدہ وطن حاصل کرنے کی خواہش عظیم مصائب برداشت کئے بغیر پوری نہیں ہوئی۔ آپ نے اخبارات میں ان ہولناک واقعات کے بارے میں ضرور پڑھا ہوگا جو شمالی ہندوستان میں رونما ہوئے۔ ہمارے لئے وہ اخباری واقعہ نہیں تھا۔ یہ ہمارے اعزا و اقرباء کے مصائب اور ان کا خون خرابہ تھا۔ ہم میں سے کوئی بھی خواہ وہ پاکستان کا ہو یا ہندوستان کا اس واقعے کا تذکرہ گہرے رنج و غم کے بغیر نہیں کر سکتا۔ ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے قتل کر دیے گئے اور لاکھوں بے گھر ہو گئے۔ جب ہنگامہ ایک بار شروع ہو گیا تو طرفین کے لوگوں نے ایک دوسرے پر جوابی حملے کئے اور مجھے امید ہے کہ اب وہ اپنے کئے پر شرمسار ہیں۔

مَیں اپنی حکومت کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ ہم نے خلافِ قانون جذبۂ انتقام کو دبانے کی حتی المقدور کوشش کی۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن مَیں صدقِ دل سے شکر بجا لاتا ہوں کہ ہم اپنے مقصد میں بڑی حد تک کامیاب رہے۔ ہمیں سب سے زیادہ جس کی ضرورت ہے وہ امن و سکون اور دوستانہ ماحول ہے۔ مَیں پاکستان کے ہر فرد کی ترجمانی کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ ہمارے ہولناک مصائب نے ہمارے اس عزم کو اور پختہ کر دیا کہ ہم اپنی مملکت کی عظیم

نعمت کو ہر حال میں برقرار رکھیں گے۔ اپنے تمام خطبات میں اور حکومت کے ہر اس شعبہ کو جس پر میرا اثر ورسوخ ہے مَیں نے یہ تاکید اور ہدایت کی ہے کہ پاکستان میں نہ تو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا ہے اور نہ ہی اپنے زخموں پر کڑھتے رہنا ہے۔ اپنے ملک کی تعمیرِ نو اور اسے مالا مال کرنے کیلئے ہمارے عوام کو محنت اور سخت محنت کرنی چاہئے ہم نے آگے بڑھنے کا پختہ عزم کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔

اپنی نئی مملکت کے قیام کے سلسلے میں مَیں آسٹریلیا کے عوام سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ ہمارے مسائل کا خصوصیت کے ساتھ ادراک کریں گے کیونکہ زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ آپ کے آباء واجداد بھی نئی بستیاں بسا رہے تھے، انتظامیہ ترتیب دے رہے تھے، زمین کے خزانوں کو ترقی دینے کے منصوبے بنا رہے تھے، اپنے بچوں یعنی آپ کے مستقبل کو محفوظ کرنے کی تدابیر کر رہے تھے اور سب سے اہم بات یہ کہ آسٹریلیا کے باشندوں کی حیثیت سے اپنی شناخت کا شعور حاصل کر رہے تھے جو آپ نے ان سے ورثے میں پائی ہے۔ ہم آج کم وبیش اسی مرحلے میں ہیں۔ بلاشبہ غلطیاں بھی کریں گے شاید اسی طرح جس طرح آپ سے غلطیاں سرزد ہوئی ہوں گی لیکن جس طرح آپ کامیاب ہوئے ہیں ہم بھی کامیاب ہوں گے۔

ایک اور وجہ بھی ہے جس کے باعث مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ پاکستان کو دنیا کے نقشے پر محض ایک نام تصور نہ کریں۔ دراصل پاکستان ان مسلم ممالک کی طویل صف میں ایک نہایت اہم اضافہ ہے جن کے درمیان سے آپ کی بحر روم اور یورپ میں رسائی ہے۔ قدرتی طور پر ہمارا ان ممالک کے ساتھ گہرا رابطہ ہے۔

میرے خیال میں مسلمانوں اور برطانوی عوام کے مابین کافی یگانگت موجود ہے۔ شاید یہ عملی فکر کا اور نظریاتی باتوں اور جذبات سے احتراز کا نتیجہ ہو۔ بلاشبہ کبھی کبھار اشتعال اور مشکلات اور غلط فہمیاں بھی ہوئی ہوں گی لیکن یہ چیزیں دوستی کے مقابلے میں اتنی اہم نہیں ہیں۔ یقیناً پاکستان میں ہم لوگ جو برطانوی قوم سے بخوبی واقف ہیں ان کے لئے نیک جذبات کے سوا کچھ اور نہیں رکھتے۔ گذشتہ عشرے کے دوران جب ماحول میں ذرا گرمی تھی تو ہم نے برطانوی تسلّط اور

ان کے طریقۂ فرمانروائی کے بارے میں تلخ باتیں کی تھیں۔ وہ وقت اب گذر چکا ہے اور اپنی آزادی کے حصول اور قیامِ پاکستان اور دوستانہ معانقے اور دو مساوی قوموں کے مابین رابطے کے پس منظر میں یہ ساری باتیں فراموش ہو چکی ہیں۔

مجھے امید ہے کہ اس مختصر سی گفتگو میں مَیں نے پاکستان اور اس کے عوام اور اپنے لئے پاکستان کے مطلب کا ایک ہلکا سا خاکہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ گفتگو کے اختتام پر مَیں آسٹریلیا کے عوام کو ہدیہ تہنیت بھی پیش کر دوں۔ مَیں بڑی مسرت کے ساتھ ایسا کر رہا ہوں اور اس سے بہتر تہنیتی پیغام مَیں سوچ بھی نہیں سکتا جو ہمارے یہاں رائج ہے یعنی ''السلام علیکم'' جس کا مطلب ہے ''تم امن وسلامتی سے رہو''

پاکستان زندہ باد

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۸۸

۳.۱۲

پانچویں بھاری اور چھٹی ہلکی طیارہ شکن توپخانے کی رجمنٹوں کے افسروں اور جوانوں سے محمد علی جناح کا خطاب[1]

ملیر، کراچی

۲۱ فروری ۱۹۴۸ء

حضرات! جیسا کہ اس سے قبل مَیں نے بحریہ کے افسروں اور جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا[2] امن کے مقصد اور اقوامِ متحدہ کے نصب العین کیلئے کام کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم خود کو اس قدر طاقتور بنا لیں کہ کوئی قوت ہمارے خلاف جارحانہ عزائم رکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ ہم نے پاکستان کی آزادی کی جنگ جیت لی ہے لیکن اس آزادی کو برقرار رکھنے اور اس کو زیادہ پائیدار اور پختہ بنیادوں پر استوار کرنے کی شدید جنگ جاری ہے اور اگر ہم ایک عظیم قوم کی حیثیت سے قائم و دائم رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس جنگ کو کامیابی سے ہمکنار کرنا

ہوگا۔ بقائے اصلح قدرت کا اٹل قانون ہے اور اس نئی حاصل شدہ آزادی کیلئے ہمیں خود کو تنومند و

توانا ثابت کرنا ہوگا۔ آپ نے دنیا کو فسطائیت کے خطرے سے نجات دلانے اور اسے جمہوریت کیلئے محفوظ کرنے کیلئے خطۂ ارض کے دُور دراز میدانوں میں بہت سی لڑائیاں لڑی ہیں۔ اب آپ کو اپنے وطن میں اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل و انسانی مساوات کے فروغ اور بقا کیلئے سینہ سپر ہونا ہوگا۔ آپ کو چوکس رہنا ہوگا بہت ہی چوکس کیونکہ آرام کا وقت ابھی نہیں آیا ہے۔ یقین، نظم وضبط اور بے لوث خدمت سے شاید ہی کوئی ایسی قابلِ قدر شے ہو جو آپ حاصل نہ کر سکیں۔ اس مشینی دور میں جب انسان کی کج رو ذہانت ہر روز تباہی کے نئے آلات ایجاد کر رہی ہے تو آپ کو بھی وقت کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا اور خود کو تازہ ترین معلومات اور ساز و سامان سے لیس رکھنا ہوگا۔ یہ اس لئے نہیں کہ ہم اپنے کسی ہمسائے کے خلاف برے عزائم رکھتے ہیں بلکہ اس لئے کہ ہماری سلامتی کا تقاضا یہ ہے کہ کہیں ہم بے خبری میں نہ پکڑے جائیں۔ ہماری اس سے زیادہ کوئی خواہش نہیں کہ ہم خود بھی امن وسکون سے جئیں اور دوسروں کو بھی امن وسکون سے جینے دیں اور بغیر کسی بیرونی مداخلت کے اپنے ملک کو اپنی صوابدید کے مطابق ترقی دیں اور عوام الناس کی حالت سنواریں بلاشبہ یہ ایک مشکل کام ہوگا لیکن اگر ہم صدقِ دل اور خلوص کے ساتھ کام کرنے کا ارادہ کر لیں اور اپنی قوم کے اجتماعی مفاد کی خاطر قربانیوں کیلئے آمادہ ہو جائیں تو ہم بہت جلد اپنے مقاصد کو حاصل کر لیں گے۔

پاکستان زندہ باد

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۹۳

۲۔ دستاویز نمبر ۳۱

۳۱۳

ڈاکٹر ایرک اسٹریف (Eric Streiff) کا محمد علی جناح سے انٹرویو[1]

[۱۰ مارچ ۱۹۴۸ء]

قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان نے کراچی میں بدھ ۱۰ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈاکٹر

ایرک اسٹریف، نامہ نگار خصوصی ''دی نیوز زرخرزائٹنگ (New Zurcher Zeitung) زیورخ (سوئٹزرلینڈ)'' کے حسبِ ذیل سوالات کا جواب دیا:

سوال: کیا ایسی کوئی امید ہے کہ ہندوستان اور پاکستان اپنے طور پر بہت اہم اور ضروری مسائل پر اپنے اختلافات اور تنازعات کے پُرامن تصفیے کی راہ نکال سکیں؟

جواب: جی ہاں۔ بشرطیکہ ہندوستان احساسِ برتری کو خیرباد کہہ دے اور پاکستان کے ساتھ برابری کی بنیاد پر معاملات کرے اور حقائق کا صحیح اندازہ لگائے۔

سوال: کیا پاکستان دولتِ مشترکہ میں موجود رہے گا؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ اس معاملے کا فیصلہ مجلسِ دستور ساز پاکستان کو کرنا ہے اور دوسری یہ کہ یہ واضح ہے کہ اس کا انحصار بہت سے عناصر پر ہے۔ ہمیں معاملے کے صرف ایک رخ پر ہی غور نہیں کرنا ہے بلکہ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ آیا ہماری دولتِ مشترکہ میں موجودگی ہمارے لئے بھی اتنی ہی سودمند ہے جتنی کہ دولتِ مشترکہ میں شامل دوسرے ملکوں کیلئے۔

سوال: کیا بین الاقوامی امور میں پاکستان اور ہندوستان اشتراکِ عمل کریں گے اور اپنی برّی اور بحری سرحدوں کی حفاظت کیلئے اور خارجی جارحیت کی صورت میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے؟

جواب: ذاتی طور پر میرے ذہن میں ایسا کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے خصوصی مفادات کے تحت پاکستان اور ہندوستان کی دونوں مملکتیں بین الاقوامی امور اور ان سے رونما ہونے والے واقعات کے ضمن میں اپنا کردار ادا کرنے کیلئے باہمی ربط ضبط نہ رکھیں۔ پھر یہ بات بھی بہت ضروری ہے کہ آزاد اور خودمختار مملکتوں کی حیثیت سے پاکستان اور ہندوستان خارجہ جارحیت کی صورت میں اپنی برّی اور بحری سرحدوں کی حفاظت کے سلسلے میں دوستانہ انداز میں اشتراکِ عمل کریں۔ لیکن اس کا تمام تر انحصار اس امر پر ہے کہ آیا پاکستان اور ہندوستان اپنے باہمی اختلافات اور داخلی مسائل طے کر سکتے ہیں۔ اگر ہم داخلی طور پر اپنے گھر کی ترتیب و تنظیم کر سکتے ہیں تو پھر ہم خارجی طور پر جملہ بین الاقوامی امور میں

بھی عظیم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۲۹ کا انکلوژر

۳.۱۴

کرمی ٹولہ میں فوجی پریڈ سے محمد علی جناح کا خطاب[۱]

۲۰ مارچ ۱۹۴۸ء

افسر و اور جوانو! آپ نے مجھے سلامی پیش کر کے ایسا اعزاز بخشا ہے جس کیلئے مَیں آپ کا شکر گذار ہوں۔ آپ نے جو یہ موقع مجھے فراہم کیا ہے اسے مَیں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ آپ کو علم ہے کہ پاکستان کو نئے سرے سے کام کا آغاز کرنا پڑا۔ مشرقی بنگال پاکستان کے سب سے زیادہ طاقتور حصوں میں سے ایک ہے اور اب آپ کو وہ موقع حاصل ہو گیا ہے جس سے آپ گذشتہ دو صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصے کے دوران محروم رہے۔ عام طور پر بنگال کو جس میں مشرقی بنگال بھی شامل ہے اور جہاں مسلمانوں کی سب سے زیادہ آبادی ہے فوجی مقاصد کیلئے معیار اور تعداد کے لحاظ سے قابلِ توجہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بنگال کی عسکری صلاحیت پر تاریخ شاہد ہے اور خاص طور پر وہ کردار جو مسلمانوں نے بنگال کی تاریخ میں ادا کیا۔ لیکن دیگر عظیم اوصاف کی طرح عسکری جذبے کو بھی کچلا اور دبا دیا گیا گویا اس پر خاک ڈال دی گئی اور اس طرح یہ عسکری جذبہ ماند پڑ گیا اور اب ہم بنگال میں اس مقام پر جا پہنچے ہیں کہ فوجی مقاصد کے لحاظ سے یہ اب کسی شمار میں نہیں رہا۔ اب آزاد پاکستان میں جس کا شمار دنیا کی عظیم قوموں میں ہو گا آپ کو اس آزاد اور خود مختار پاکستان میں ہر موقع حاصل ہو گا کہ آپ اپنی عسکری صلاحیت کے احیاء کا اہتمام کریں اور دنیا کو دکھا دیں کہ بنگال کیا کچھ کر سکتا ہے۔ یہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو مملکت کے تحفظ اور اس کے دفاع کی ذمہ داری کا احساس ہو گا اور مجھے بھروسہ ہے کہ آپ اس میں ناکام نہیں ہوں گے بلکہ پوری وفاداری کے

ساتھ اس کی خدمت کریں گے اور اس کے تحفظ اور دفاع کی خاطر جان نثار کرنے کیلئے تیار ہوں گے۔ مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۵۹

۳.۱۵

ڈھاکہ میں جلسۂ عام سے محمد علی جناح کا خطاب[۱]

۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

السلام علیکم! السلام علیکم! السلام علیکم!

مَیں اس صوبے کے عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور استقبالیہ کمیٹی کے محترم صدر کے توسط سے اہلِ ڈھاکہ کا بھی جنہوں نے میرا اس قدر شاندار استقبال کیا۔ مجھے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ مجھے مشرقی بنگال آ کر انتہائی مسرت ہوئی ہے۔ مشرقی بنگال پاکستان کا اہم ترین حصہ ہے جس میں، دنیا بھر میں ایک جگہ، مسلمانوں کی سب سے بڑی آبادی موجود ہے۔ مَیں اس صوبے میں جلد آنے کیلئے بے چین تھا لیکن زیادہ اہم امور نے مجھے ایسا کرنے سے باز رکھا۔

بلاشبہ ان اہم امور میں سے بعض سے آپ واقف ہیں۔ مثلاً آپ کو اس آفتِ ناگہانی کا علم ہوگا جس نے تقسیم کے فوراً بعد پنجاب کو ہلا کر رکھ دیا اور ان لاکھوں مسلمانوں کے متعلق بھی جو اس کے نتیجے میں مشرقی پنجاب، دہلی اور نواحی اضلاع میں خانہ برباد ہو گئے۔ مغربی پاکستان میں آبادکاری تک ان کی حفاظت، رہائش اور خوراک کا انتظام کرنا ناگزیر تھا۔ تاریخ میں کسی نئی مملکت کو اس طرح کے زبردست مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہوگا اور تاریخ میں کبھی کسی نئی مملکت نے اس اہلیت اور ہمت سے اس نوع کے مسائل کو نہیں نمٹایا ہوگا۔ ہمارے دشمنوں نے آس لگا رکھی تھی کہ پاکستان کو ابتداء ہی میں برباد کر دیا جائے۔ اس کے برعکس پاکستان پہلے کے مقابلے میں کامیاب و کامران اور مضبوط ہو کر ابھرا ہے۔ یہ قائم رہنے کیلئے وجود میں آیا ہے اور اپنا وہ کردار ضرور ادا

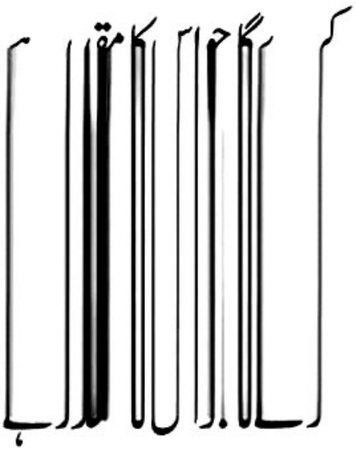

آپ نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں اس صوبے کے عظیم زرعی اور صنعتی وسائل کو فروغ دینے، اس صوبے کے نوجوانوں، مردوں اور عورتوں کو پاکستان کی مسلح افواج میں شمولیت کی غرض سے تربیت کی سہولتیں فراہم کرنے، چٹاگانگ کی بندرگاہ کو ترقی دینے، اس صوبے اور پاکستان کے دیگر حصوں کے درمیان ذرائع مواصلات کو ترقی دینے اور تعلیمی سہولتوں کو فروغ دینے کی اہمیت پر زور دیا ہے اور آخر میں اس بات کی اہمیت پر زور دیا ہے کہ مشرقی پاکستان کے باشندوں کو حکومت کے تمام شعبوں میں ان کا واجب اور جائز حصہ مل جائے۔ مَیں آپ کو فوراً ہی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میری حکومت ان امور کو سب سے زیادہ اہمیت دیتی ہے اور بے تابی کے ساتھ ہمہ وقت اس امر کی یقین دہانی میں مصروف ہے کہ مشرقی پاکستان جلد از جلد اپنا جائز مقام حاصل کر لے۔ اس صوبے کے لوگوں کی عسکری صلاحیت کے بارے میں تاریخ وافر شہادت فراہم کرتی ہے اور جیسا کہ آپ کو علم ہے حکومت پہلے ہی اس صوبے کے نوجوانوں کو باقاعدہ مسلح افواج میں اور نیشنل گارڈز کے رضا کاروں کی حیثیت سے تربیت کی سہولتیں بہم پہنچانے کیلئے بھرپور اقدام کر چکی ہے۔ آپ اطمینان رکھیے کہ اس مملکت کے دفاع میں اس صوبے کے نوجوانوں کو اپنا کردار ادا کرنے کے قابل بنانے کیلئے تمام تر سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

اب اجازت دیجئے کہ مَیں اس صوبے کے بعض عمومی امور کی جانب توجہ دوں۔ ایسا کرتے ہوئے مَیں پہلے گذشتہ سات ماہ کی آزمائشوں اور مصائب کے دوران آپ کے طرزِ عمل پر آپ کو، اس صوبے کے عوام کو اور آپ کی حکومت کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ آپ کی حکومت اور وفادار اور محنتی عملہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نہایت سرعت اور اہلیت کے ساتھ تقسیم کے فوراً بعد کی افراتفری اور بدنظمی کی جگہ باقاعدہ نظم و نسق بحال کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ ۱۵ اگست کے دن ڈھاکہ میں صوبائی حکومت گویا اپنے دیس میں اجنبی تھی اس کے سامنے فوری مسئلہ یہ تھا کہ وہ ڈھاکہ میں جو تقسیم سے پہلے صرف ایک مضافاتی قصبہ تھا ہزاروں سرکاری عہدہ داروں کیلئے رہائش کا بندوبست کرے۔

ابھی حکومت نے بمشکل تمام اس طرح کے پیدا شدہ انتظامی مسائل پر قابو پایا تھا کہ تقریباً ستر ہزار ریلوے اور دوسرے شعبوں کے ملازمین بمع اپنے اہل وعیال اس صوبے میں وارد ہو گئے۔ یہ لوگ تقسیم کے بعد ہونے والے ہنگاموں کے باعث پھیلی ہوئی افراتفری میں ہندوستان سے نکالے گئے تھے۔ علاوہ ازیں بڑی تعداد میں ہندو اہلکاروں کی روانگی کی وجہ سے انتظامی ڈھانچے میں بڑے بڑے خلاء پیدا ہو گئے اور نقل وحمل کا پورا نظام درہم برہم ہو گیا۔ چنانچہ اس وقت حکومت کے سامنے فوری کام یہ تھا کہ وہ اپنی قوتوں کو تیزی سے مجتمع کرے اور انتظامیہ کی دوبارہ تنظیم کرے تاکہ نظم ونسق کو معطل ہونے سے بچایا جاسکے۔

حکومت نے یہ کام غیر معمولی تیزی اور اہلیت کے ساتھ سرانجام دیا۔ حکومت کا کاروبار بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہا اور شہری زندگی مکمل طور پر برقرار رہی۔ نہ صرف یہ کہ انتظامیہ کی تنظیم دوبارہ عمل میں آئی بلکہ انتظامیہ میں جو زبردست کمی واقع ہوگئی تھی اسے بھی جلد پورا کرلیا گیا اور اس طرح قحط کا جو خطرہ منڈلا رہا تھا وہ ٹل گیا اور یہ بات کسی طرح کم اہم نہیں کہ صوبے بھر میں امن قائم رہا۔ موخرالذکر معاملے میں کامیابی کا زیادہ تر سہرا اس صوبے کے عوام کو جاتا ہے بالخصوص اکثریتی فرقے کے افراد کو جنہوں نے تقسیم کے فوراً بعد ہندوستان میں مسلمانوں کے قتلِ عام اور ان پر بے پناہ مظالم کے باوجود مثالی سکون اور عزم کے ساتھ امن وامان برقرار رکھا۔ ان ہولناک واقعات کے باوجود گذشتہ ''پوجا'' کے تہوار پر ہندو فرقے نے کوئی چالیس ہزار جلوس نکالے اور نہ نقضِ امن کا کوئی واقعہ ہوا اور نہ صوبے کے مسلمانوں کی طرف سے کوئی چھیڑ چھاڑ ہوئی۔

کوئی غیر جانبدار مبصر مجھ سے اتفاق کرے گا کہ ان ہنگاموں کے دوران ہندوستان کے کسی بھی علاقے کے مقابلے میں پاکستان میں اقلیتوں کی بہتر دیکھ بھال ہوئی۔ آپ اتفاق کریں گے کہ پاکستان امن وامان برقرار رکھنے میں کامیاب رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اقلیتیں نہ صرف یہاں ڈھاکہ میں بلکہ پورے پاکستان میں کسی دوسرے ملک کے مقابلے میں زیادہ محفوظ اور مامون ہیں۔ ہم نے یہ بات واضح کردی ہے کہ حکومتِ پاکستان نقضِ امن کو برداشت نہیں کرے گی۔ پاکستان ہر قیمت پر امن وامان برقرار رکھے گا اور کسی بھی قسم کی ہنگامہ آرائی کی اجازت

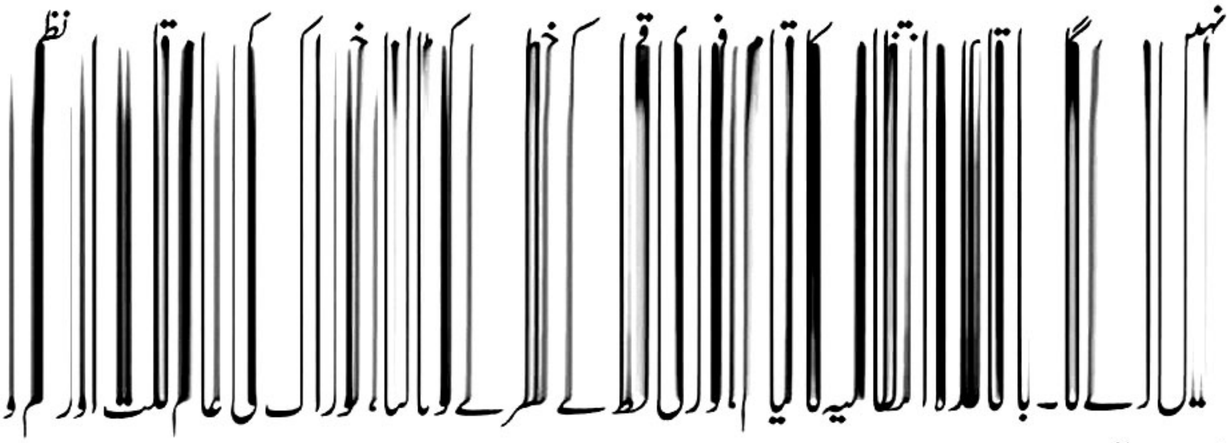

نسق کی سنگین دشواریوں کے زمانے میں اس صوبے کے چار کروڑ لوگوں کیلئے غذا کی فراہمی کا اہتمام اور امن و امان برقرار رکھنا وغیرہ جیسی باتوں کی جانب توجہ دلانا ضروری ہے کیونکہ عام رجحان یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی ان کامیابیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور سمجھ لیا جاتا ہے کہ ایسا تو ہونا ہی چاہئے تھا۔

نکتہ چینی کرنا ہمیشہ آسان ہوتا ہے۔ عیب جوئی کرتے رہنا بھی آسان ہے۔ جو کچھ بھی ان کے لئے کیا جا رہا ہو اور جو کچھ بھی کیا جانے والا ہو عوام اسے یکسر فراموش کر دیتے ہیں اور عام طور پر یہ فرض کر لیتے ہیں کہ یہ سب کچھ تو ہو ہی جانا تھا اس امر کا احساس کئے بغیر کہ قیامِ پاکستان کے وقت ہمیں کیسی کیسی آزمائشوں، مصائب، دشواریوں اور خطروں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ آپ کی انتظامیہ بے عیب ہے۔ ہرگز نہیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ اس میں اصلاح کی کوئی گنجائش نہیں۔ مَیں یہ بھی نہیں کہتا کہ سچے پاکستانیوں کی مخلصانہ تنقید کا خیر مقدم نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کا ہمیشہ خیر مقدم کیا جائے گا۔ لیکن جب مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض حلقوں میں شکایتوں اور عیب جوئی کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کام کی ستائش کی جاتی ہے جسے آپ کی حکومت یا ان کے وفادار عملے اور افسروں نے سرانجام دیا ہو جو دن رات آپ لوگوں کیلئے مصروفِ کار ہیں تو فطری طور پر مجھے دکھ ہوتا ہے۔ لہٰذا جو اچھا کام کیا جا رہا ہے اس کے لئے دو چار اچھے لفظ بھی کہہ دیجئے اور پھر شکایت اور تنقید کیجئے۔ اتنی بڑی انتظامیہ میں غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں۔ آپ یہ توقع نہ رکھیں کہ اس میں کوئی نقص نہیں ہوگا۔ دنیا کا کوئی ملک اس طرح کا نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہماری آرزو اور ہماری خواہش یہ ہے کہ ہماری انتظامیہ ممکنہ حد تک نقائص سے پاک ہو۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم اسے زیادہ مستعد، زیادہ مفید اور زیادہ سہل بنا دیں۔ حکومت کا یہ مقصد کس لئے ہے؟ حکومت کا ایک ہی مقصد، اس کی ایک ہی منزل ہو سکتی ہے یعنی عوام کی خدمت کیسے کی جائے ان کی فلاح و بہبود اور بہتری کیلئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں اس کے سوا حکومت کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے اور یاد رکھئے اب یہ آپ کے اپنے اختیار میں ہے کہ آپ کسی حکومت کو اقتدار کی کرسی پر

بٹھائیں یا اسے اتار دیں۔آپ کو یہ فن سیکھنا چاہئے اور اس نظامِ کار کی واقفیت حاصل کرنی چاہئے۔اگر آپ انتہائی غیر مطمئن ہوں تو آئین کی رو سے یہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ آپ ایک حکومت کو ہٹا دیں اور اس کی جگہ دوسری حکومت کو بٹھا دیں۔

لہٰذا یہ سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے لیکن میرا پُر زور مشورہ یہ ہے کہ آپ صبر سے کام لیں اور ان لوگوں کی حمایت کریں جن کے ہاتھ میں آپ کی حکومت کی باگ ڈور ہے۔ان کے ساتھ ہمدردی کریں اور ان کی پریشانیوں اور دشواریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔اسی طرح انہیں بھی چاہئے کہ وہ آپ کی تکالیف، شکایات اور مصائب کو سمجھنے کی کوشش کریں۔اس طرح کے تعاون، نیک جذبے اور خیر سگالی کے ساتھ ہم نہ صرف اپنا حاصل کردہ پاکستان برقرار رکھ سکیں گے بلکہ اسے دنیا کی ایک عظیم مملکت بنا دیں گے۔کیا اب آپ پاکستان کو حاصل کرنے کے بعد اپنی ہی حماقت سے اسے برباد کر دیں گے؟ کیا آپ اس کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں؟ تب اس مقصد کیلئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ ہمارے مابین مکمل اتحاد اور یکجہتی ہو۔

لیکن مَیں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں بیرونی اداروں سے مالی مدد ملتی ہے اور جو انتشار پھیلانے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ پاکستان میں افراتفری پھیلا کر اسے ناکام بنا دیں۔مَیں چاہتا ہوں کہ آپ خبردار رہیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ چوکس رہیں اور دلفریب نعروں اور وعدوں کے جال میں نہ پھنس جائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حکومتِ پاکستان اور مشرقی بنگال کی حکومت آپ کی زبان کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔کسی شخص نے بھی آج تک اتنا بڑا جھوٹ نہیں بولا۔مَیں چاہتا ہوں کہ آپ کو صاف لفظوں میں اور علانیہ طور پر آگاہ کر دوں کہ آپ کے درمیان چند اشتراکی اور دیگر ایجنٹ موجود ہیں جنہیں باہر سے مالی مدد ملتی ہے اور اگر آپ محتاط نہ رہے تو انتشار کا شکار ہو جائیں گے۔اس خیال کو کہ مشرقی بنگال کو ہندوستان میں پھر سے شامل کر دیا جائے ابھی تک ترک نہیں کیا گیا۔اب بھی ان کا مقصد یہی ہے۔مَیں پُر اعتماد ہوں۔مَیں خوف زدہ نہیں ہوں لیکن ہوشیار رہنا بہتر ہوتا ہے۔ جو لوگ مشرقی بنگال کو ہندوستان میں واپس لانے کا خواب دیکھ رہے ہیں وہ خوابوں کی دنیا میں ہی



مجھے بتایا گیا ہے کہ اس صوبے سے کچھ ہندو فرقے نے ترک وطن کیا ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ ہندوستانی اخبارات نے تارکینِ وطن کی تعداد بڑھا چڑھا کر دس لاکھ ظاہر کی ہے۔ سرکاری اندازے کے مطابق ان کی تعداد دو لاکھ سے زائد نہیں۔ بہرکیف مجھے اس بات کا اطمینان ہے کہ جتنا خروج بھی ہوا ہے وہ اقلیتی فرقوں کے ساتھ بدسلوکی کی وجہ سے نہیں ہوا۔ اس کے برعکس یہاں اقلیتوں کو زیادہ آزادی حاصل ہے اور مملکتِ ہندوستان کے کسی بھی علاقے کی اقلیتوں کے مقابلے میں ان کی فلاح و بہبود کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔

آپ کو اس ترک وطن کے اسباب ہندوستان کے بعض جنگجو رہنماؤں کی لاف زنی میں ملیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جنگ ناگزیر ہے یا اس بدسلوکی میں جو بعض ہندوستانی صوبوں میں اقلیتوں کے ساتھ روا رکھی جا رہی ہے جس کی وجہ سے یہاں کی اقلیتوں میں یہ خوف پیدا ہوا کہ ان بدسلوکیوں کا ردِعمل ہمارے خلاف ظاہر ہوگا۔ پھر علانیہ طور پر ہندوستانی صحافت کے ایک طبقے کی جانب سے ہندوؤں کو ترک وطن کرنے پر اکسایا جاتا رہا ہے اور پاکستان میں اقلیتوں کی زبوں حالی کی فرضی داستانیں بھی بیان کی جا رہی ہیں۔ اسی طرح ہندو مہا سبھا کی طرف سے بھی مہم جاری ہے۔ اقلیتوں کے ساتھ بدسلوکی کے اس پروپیگنڈے اور الزامات کو یہ حقیقت بالکل باطل ثابت کر دیتی ہے کہ ایک کروڑ بیس لاکھ غیر مسلم اس صوبے میں امن وسکون کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اور انہوں نے ترکِ وطن کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

اس موقع پر مجھے اس بات کا اعادہ کرنے کی اجازت دیجئے جو مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں یعنی ہم پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ سلوک کریں گے۔ ان کا جان و مال پاکستان میں بمقابلہ ہندوستان زیادہ محفوظ اور مامون ہے اور ہم امن وامان برقرار رکھیں گے اور پاکستان کے ہر شہری کو بلا امتیاز ذات پات، عقیدہ اور فرقہ مکمل تحفظ دیا جائے گا۔

اب مَیں اس صوبے کے حالات سے متعلق قدرے کم تسلی بخش معاملات کی طرف

رجوع کرتا ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس صوبے کے بعض حصوں میں غیر بنگالی مسلمانوں کے خلاف کچھ جذبات پائے جاتے ہیں۔ کچھ عرصے سے اس سوال پر بھی جذبات برانگیختہ ہیں کہ آیا اس صوبے اور پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہوگی کہ بنگالی۔ مَیں نے سنا ہے کہ اس ضمن میں کچھ سیاسی موقع پرستوں نے ڈھاکہ میں انتظامیہ کو پریشان کرنے کیلئے طلباء برادری کو اپنا آلۂ کار بنانے کی مذموم کوششیں بھی کیں۔

میرے نوجوان دوستو اور طالبِ علمو! مَیں ایک ایسے شخص کی حیثیت سے جس کے دل میں ہمیشہ آپ کیلئے محبت اور شفقت رہی ہے اور جس نے پورے دس سال خلوص اور وفاداری کے ساتھ آپ کی خدمت کی ہے آپ کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے کسی ایک یا دوسری سیاسی جماعت کو اپنے استحصال کا موقع دیا تو یہ آپ کی سب سے بڑی غلطی ہوگی۔ یاد رکھئے ایک انقلابی تبدیلی آ چکی ہے۔ یہ ہماری اپنی حکومت ہے۔ ہم ایک آزاد اور خودمختار مملکت ہیں۔ اب ہمارا طور طریقہ اور کام کرنے کا انداز آزاد افراد جیسا ہونا چاہئے۔ ہم کسی بیرونی حکومت کے زیرِ نگیں نہیں۔ ہم دبائے اور کچلے نہیں جا رہے۔ ہم نے وہ زنجیریں توڑ دی ہیں اور بیڑیاں اتار پھینکی ہیں۔ میرے نوجوان دوستو! مَیں تو آپ کو پاکستان کے اصلی معماروں کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا نہ تو اپنا استحصال ہونے دیں اور نہ ہی خود راستے سے بھٹکیں۔ اپنے مابین مکمل اتحاد اور یگانگت رکھئے۔ نوجوان کیا کچھ کر سکتے ہیں اسکی مثال قائم کیجئے۔ آپ کا اصل کام یہ ہے کہ آپ اپنی پڑھائی پر توجہ مرکوز رکھیں۔ یہی اپنی ذات، والدین اور مملکت کے ساتھ دیانتداری ہوگی۔ اگر آپ نے اس وقت اپنی توانائیاں ضائع کر دیں تو آپ ہمیشہ پچھتائیں گے۔ اپنی یونیورسٹیوں اور کالجوں سے فارغ ہونے کے بعد آپ اپنا کردار آزادی سے ادا کر سکتے ہیں اور اپنی بھی مدد کر سکتے ہیں اور مملکت کی بھی۔ اجازت دیجئے کہ مَیں آپ کو واضح الفاظ میں اس خطرے سے خبردار کر دوں جو پاکستان کو اور بالخصوص آپ کے صوبے کو درپیش ہے۔ پاکستان کو بننے سے روکنے میں ناکامی کے بعد اپنی شکست سے بددل اور مایوس ہو کر پاکستان کے دشمنوں نے مسلمانانِ پاکستان میں افتراق پیدا کر کے اس ملک کو تباہ کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کر دی ہے۔ ان کوششوں نے زیادہ تر

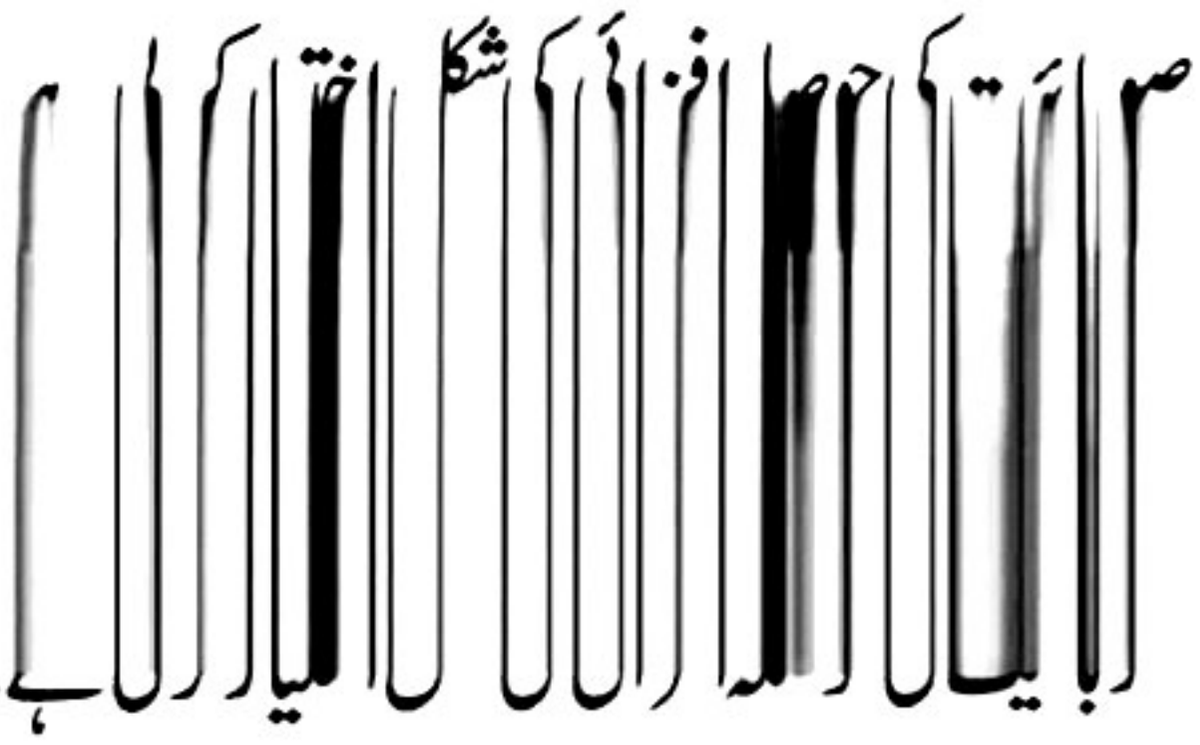

جب تک آپ اس زہر کو اپنے جسدِ سیاست سے باہر نکال نہ پھینکیں گے اس وقت تک ایک حقیقی قوم بننے کیلئے آپ یکجان اور پُر جوش نہیں ہو سکتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان وغیرہ کے حوالے سے بات نہ کریں۔ بلاشبہ یہ اجزاء ہیں۔ لیکن مَیں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے وہ سبق فراموش کر دیا ہے جو تیرہ سو سال پہلے آپ کو سکھایا گیا تھا؟ واقعہ یہ ہے کہ آپ سب لوگ یہاں باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ بنگال کے اصل باشندے کون تھے۔ وہ نہیں جو آج یہاں رہ رہے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنے کا کیا فائدہ کہ ہم بنگالی، سندھی، پٹھان یا پنجابی ہیں۔ نہیں ہم بس مسلمان ہیں۔

اسلام نے ہمیں یہی سکھایا ہے۔ میرے خیال میں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ آپ اس کے علاوہ جو بھی ہو سکتے ہیں اور جو کچھ بھی ہیں پہلے آپ مسلمان ہیں۔ اب آپ کا تعلق ایک قوم سے ہے۔ آپ نے ایک خطۂ زمین حاصل کر لیا ہے، خاصا بڑا خطہ۔ یہ سب آپ کا ہے۔ یہ کسی پنجابی یا سندھی یا پٹھان یا بنگالی کی ملکیت نہیں ہے۔ یہ آپ کا ہے۔ آپ کی ایک مرکزی حکومت ہے جس میں متعدد اکائیوں کی نمائندگی ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر آپ ایک قوم کی حیثیت سے اپنی تعمیر کرنا چاہتے ہیں تو خدا کیلئے اس صوبائیت کو ترک کر دیجئے۔ صوبائیت ایک لعنت ہے اور اسی طرح فرقہ واریت ہے — شیعہ سنی وغیرہ۔ ہماری پیش رو حکومت کو اس سے کوئی سروکار نہیں تھا اور نہ ہی اسے اس بارے میں کوئی فکر یا پریشانی تھی۔ اس کا مقصد نظم و نسق چلانا اور امن و امان برقرار رکھنا تھا تاکہ اس کی تجارت بے خوف چل سکے اور وہ ممکنہ حد تک ہندوستان کا استحصال کرتی رہے۔ لیکن اب ہمارے حالات بالکل مختلف ہیں۔ اب مَیں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ امریکہ ہی کو لیجئے جب انہوں نے برطانوی حکمرانی نکال پھینکی اور اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تو وہاں کتنی قومیں آباد تھیں؟ وہاں کئی قومیں تھیں ہسپانوی، فرانسیسی، جرمن، اطالوی، انگریز، ولندیزی اور کئی دیگر۔ جی ہاں یہ سب وہاں تھیں، انہیں کئی دشواریاں پیش آئیں اور ذہن میں رہے کہ ان کی اصل قومیں فی الواقع موجود بھی تھیں اور عظیم بھی تھیں جبکہ آپ کی پشت پر کچھ بھی نہیں تھا۔ آپ کو تو

بس ابھی پاکستان ملا ہے۔لیکن وہاں تو ایک فرانسیسی یہ کہہ سکتا تھا کہ مَیں ایک فرانسیسی ہوں اور ایک عظیم قوم سے میرا تعلق ہے وغیرہ وغیرہ۔لیکن ہوا کیا؟ انہوں نے حالات کو سمجھا اور اپنی دشواریوں کو محسوس کیا کیونکہ ان میں شعور تھا اور بہت ہی قلیل مدت میں انہوں نے اپنے مسائل حل کر لئے اور ہر قسم کی فرقہ وارایت کو مٹا دیا اور وہ جرمن یا فرانسیسی یا انگریز یا ہسپانوی کی حیثیت سے نہیں بلکہ امریکیوں کی حیثیت سے بات کرنے کے قابل ہو گئے اور اس جذبے کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں ''مَیں امریکی ہوں'' ''ہم سب امریکی ہیں'' اور اسی طرح آپ کو بھی سوچنا اور عمل کرنا چاہئے کہ آپ کا ملک پاکستان ہے اور آپ سب پاکستانی ہیں۔

آپ سے میری یہ عرض ہے کہ صوبائیت سے چھٹکارا حاصل کر لیں کیونکہ جب تک آپ پاکستان کے جسدِ سیاست میں اس زہر کو موجود رہنے دیں گے آپ کبھی ایک طاقتور قوم نہیں بن سکیں گے اور کبھی بھی وہ کچھ حاصل نہیں کر پائیں گے جس کی مجھے خواہش ہے کہ ہم حاصل کر لیں۔ براہ مہربانی یہ مت سوچئے کہ مجھے حالات کا اندازہ نہیں۔بعض اوقات خرابی ایک چکر کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جب آپ کسی بنگالی سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے ''جی ہاں آپ درست فرماتے ہیں لیکن پنجابی کس قدر مغرور ہے۔'' جب آپ کسی پنجابی یا غیر بنگالی سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے ''جی ہاں لیکن یہ لوگ نہیں چاہتے کہ ہم یہاں رہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم یہاں سے نکل جائیں۔'' گویا یہ خرابی کا ایک چکر ہے اور میرے خیال میں اس چینی پہیلی کو شاید ہی کوئی بوجھ سکے۔سوال یہ ہے کہ کون نسبتاً زیادہ باشعور، زیادہ عمل پسند اور زیادہ صاحبِ حکمت ثابت ہو کر پاکستان کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکتا ہے۔لہٰذا تہیہ کیجئے اور آج ہی سے اس تعصّب (فرقہ پرستی) کو ترک کر دیجئے۔

جیسا کہ مَیں اس سے قبل کہہ چکا ہوں کہ زبان کے مسئلے کو اٹھانے کا مقصد مسلمانوں میں انتشار پھیلانا ہے۔آپ کے وزیرِ اعظم نے اپنے ایک حالیہ بیان میں بجا طور پر اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے اور مجھے مسرت ہے کہ ان کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس صوبے کے امن و امان کو تہ و بالا کرنے کیلئے سیاسی شرپسندوں یا ان کے کارندوں کی کسی بھی کوشش کو سختی کے

ساتھ کچل دیں گے۔ آیا اس صوبے کی سرکاری زبان بنگالی ہونی چاہئے اس کا فیصلہ اس صوبے کے منتخب عوامی نمائندے کریں گے۔ مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سوال کا فیصلہ کلی طور پر اس صوبے کے عوام کی خواہشات کے مطابق مناسب وقت پر کیا جائے گا۔

مَیں انتہائی واضح الفاظ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ جہاں تک بنگالی زبان کا تعلق ہے تو اس کی وجہ سے آپ کی معمول کی زندگی پر اثر پڑے گا یا اس میں خلل پیدا ہوگا۔ لیکن آخر کار اس صوبے کے باشندوں کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ کے صوبے کی زبان کیا ہونی چاہئے۔ لیکن مجھے یہ بات بالکل واضح کر دینے کی اجازت دیجئے کہ پاکستان کی سرکاری زبان اُردو ہوگی اور کوئی زبان نہیں ہوگی۔ جو کوئی آپ کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ حقیقت میں پاکستان کا دشمن ہے۔ جب تک ایک سرکاری زبان نہ ہو کسی قوم میں بھی پائیدار اتحاد قائم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ اپنے فرائض انجام دے سکتی ہے۔ دوسرے ممالک کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے۔ لہٰذا جہاں تک سرکاری زبان کا تعلق ہے تو پاکستان کی زبان اُردو ہوگی لیکن جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اس کا فیصلہ مناسب وقت پر ہوگا۔

مَیں ایک بار پھر آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے جال میں نہ پھنسیں جو پاکستان کے دشمن ہیں۔ بدقسمتی سے آپ کے درمیان مارِ آستین موجود ہیں اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ انہیں غیر ملکیوں سے مالی مدد ملتی ہے۔ لیکن وہ بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ ہم پاکستان کے دشمنوں کو تو برداشت کر سکتے ہیں لیکن اپنی مملکت کے اندر وطن فروشوں اور مارِ آستینوں کو برداشت نہیں کر سکتے اور اگر اسے روکا نہ گیا تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی حکومت اور حکومتِ پاکستان ان لوگوں کے ساتھ بے رحمی سے نمٹنے کیلئے سخت ترین اقدامات کریں گی کیونکہ وہ زہر ہیں۔ اختلافِ رائے میرے لئے قابلِ فہم ہے۔ اکثر اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس یہ جماعت یا وہ جماعت کیوں نہیں ہو سکتی؟ مَیں آپ کو بتا دوں اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ہم نے انتھک کوشش اور جدوجہد کے نتیجے میں دس سال کے بعد بالآخر پاکستان حاصل کر لیا۔ یہ مسلم لیگ ہی تھی جس نے یہ کارنامہ انجام دیا۔ بلاشبہ

بہت سے مسلمانوں نے بے اعتنائی برتی، کچھ لوگ خوفزدہ تھے کہ ان کے وابستہ مفادات کو نقصان پہنچے گا، کچھ دشمنوں کے ہاتھ بِک کر ہمارے خلاف کام کر رہے تھے لیکن ہم نے جدوجہد جاری رکھی اور لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی اعانت سے ہم نے پاکستان قائم کر دیا جس نے ساری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

اب یہ آپ کے ہاتھ میں ایک مقدس امانت ہے یعنی مسلم لیگ۔ کیا ہم اپنے ملک و قوم کی فلاح و بہبود کی حقیقی نگران — اس مقدس امانت — کی حفاظت کریں گے یا نہیں۔ کیا گھاس پھوس کی طرح خودرو جماعتیں جن کی قیادت ماضی کے مشکوک رہنماؤں کے ہاتھ میں ہے قائم کر دی جائیں تاکہ وہ سب کچھ تباہ ہو جائے جو ہم نے انتہائی محنت سے حاصل کیا۔ مَیں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو پاکستان پر یقین ہے؟ (جی ہاں! جی ہاں! کی آوازیں) کیا آپ چاہتے ہیں کہ مشرقی بنگال یا پاکستان کا کوئی اور حصہ ہندوستان میں شامل ہو جائے؟ (نہیں نہیں) اگر آپ پاکستان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو مَیں یہ کہوں گا کہ ہر مسلمان کے سامنے دیانتداری کا کھلا راستہ یہ ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائے اور اپنی پوری صلاحیت کے ساتھ پاکستان کی خدمت کرے۔ وہ تمام برساتی جماعتیں جو اس وقت قائم کی جا رہی ہیں وہ ان کے ماضی کی بناء پر شک وشبہ کی نظر سے دیکھی جائیں گی اس لئے نہیں کہ ہمارے دل میں کوئی کینہ، عداوت یا انتقام کا جذبہ ہے۔ دیانتداری سے تبدیلی کا خیر مقدم کیا جائے گا لیکن اس وقت کے ہنگامی حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ مسلم لیگ کے پرچم تلے آ جائے جو صحیح معنوں میں پاکستان کی محافظ ہے اور پہلے اس کی تعمیر کیجئے اور اسے ایک عظیم مملکت بنا دیجئے اور پھر اپنے لئے جماعتیں قائم کرنے کا خیال دل میں لائیں جنہیں بعد میں بھی ٹھوس اور صحت مند خطوط پر بنایا جا سکتا ہے۔

صرف ایک بات اور۔ خود کو تنہا محسوس نہ کریں بہت سے لوگوں نے مجھ سے یہ بات کی ہے کہ مشرقی بنگال خود کو باقی ماندہ پاکستان سے الگ تھلگ محسوس کرتا ہے۔ بلاشبہ ایک طویل فاصلہ مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے جدا کرتا ہے۔ بلاشبہ بہت سی مشکلات ہیں لیکن مَیں آپ کو

بتادوں کہ ہمیں ڈھاکہ اور مشرقی بنگال کی اہمیت کا پوری طرح احساس ہے۔ اس مرتبہ تو مَیں صرف



ہفتے دس دن کیلئے یہاں آیا ہوں لیکن سربراہِ مملکت کی حیثیت سے اپنے فرائض کی انجام دہی کیلئے مجھے دنوں اور ہفتوں کیلئے یہاں آنا پڑے گا اور اسی طرح پاکستان کے وزراء کو گہرا رابطہ قائم کرنا چاہئے انہیں یہاں آنا چاہئے اور آپ کے رہنماؤں کو آپ کی حکومت کے اراکین کو کراچی جانا چاہئے جو پاکستان کا دارالحکومت ہے لیکن آپ کو صبر سے کام لینا ہوگا۔ ہم آپ کی اعانت اور حمایت سے پاکستان کو ایک عظیم مملکت بنادیں گے۔

آخر میں مَیں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ متحد رہیے اور قوم کے اجتماعی مفاد کی خاطر زحمتوں، مصیبتوں اور قربانیوں کو برداشت کیجئے۔ اگر آپ انفرادی یا اجتماعی طور پر اپنی قوم اور ملک کے اجتماعی مفاد کیلئے اپنا حصہ ادا کرنا چاہتے ہیں تو کوئی تکلیف، کوئی مشقت، کوئی ایثار زیادہ نہیں ہوسکتا کہ اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے آپ پاکستان کو دنیا کی پانچویں بڑی مملکت بنا سکتے ہیں نہ صرف آبادی کے اعتبار سے بلکہ طاقت کے لحاظ سے بھی تاکہ دنیا کی دیگر اقوام اسے احترام کی نظر سے دیکھیں۔ ان الفاظ کے ساتھ مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

پاکستان زندہ باد

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۶۰

۳.۱۶

ڈھاکہ میں شیڈولڈ کاسٹ فیڈریشن کے ایک وفد کو محمد علی جناح کا بیان[1]

۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

ہم اپنے ان اعلانات پر قائم ہیں کہ ہر فرقے کے ارکان سے بطور پاکستان کے شہری سلوک کیا جائے گا اور انہیں مساوی حقوق اور مراعات اور فرائض حاصل ہوں گے اور یہ کہ اقلیتوں کی نگہداشت اور حفاظت کی جائے گی۔

انہوں نے مزید کہا: ''لیکن آپ کو تھوڑا سا صبر کرنا ہوگا اور ہمیں تھوڑا وقت دینا ہوگا تا کہ ہم کوشش کر کے ان اعلانات کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ یقین کیجئے کہ خاص طور پر شیڈولڈ کاسٹ کیلئے ہمارے دلوں میں خیر خواہی کا جذبہ اور ان کی فلاح و بہبود کی فکر رہتی ہے کیونکہ صدیوں سے آپ لوگ پامال ہوتے رہے ہیں اور اسی لئے دوسرے فرقوں سے زیادہ امداد کے مستحق ہیں۔ مَیں نے ہمیشہ آپ کے مقصد کی حمایت کی ہے اور آئندہ بھی کرتا رہوں گا۔

ان کی اس تجویز پر کہ مشرقی بنگال کی وزارت میں شیڈولڈ کاسٹ کے دو وزیر شامل ہونے چاہئیں قائداعظم نے کہا: ''ایسا نہیں ہے کہ ہم وزارت میں شیڈولڈ کاسٹ کے وزیر کی شمولیت کے خلاف ہیں بلکہ اسمبلی میں شیڈولڈ کاسٹ کی موجودہ حالت یہ ہے کہ انیس میں سے آپ کے صرف پانچ ارکان ہیں۔ آخر ہم سب جمہوریت کے خطوط پر کام کر رہے ہیں اور اگر ہم ان پانچ میں سے ایک کو چن لیں تو یہ نہ صرف آپ کیلئے بلکہ مشرقی بنگال کی وزارت کیلئے بھی مناسب نہیں ہوگا کیونکہ جہاں تک ہمارا تعلق ہے یہ اعتراض فوراً کیا جائے گا کہ بنگال کے وزیرِ اعظم نے اپنا بندہ چن لیا ہے جبکہ اسے اسمبلی میں شیڈولڈ کاسٹ کے اکثریتی ارکان کا اعتماد حاصل نہیں ہے۔ ہمارے راستے میں کئی مشکلات میں سے ایک یہ بھی ہے جس کا حل ڈھونڈنے کیلئے ہم خود بہت فکرمند ہیں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۶۴

۳.۱۷

ڈھاکہ میں گزیٹڈ افسروں سے محمد علی جناح کا خطاب[۱]

۲۲ مارچ ۱۹۴۸ء

مشرقی بنگال کی حکومت کے گزیٹڈ افسروں سے اپنی قیام گاہ پر ایک غیر رسمی ملاقات میں مختصر خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا: ''اب جب کہ آزادی حاصل ہو چکی ہے تو ملک

میں ایک انقلابی اور بنیادی تبدیلی آ گئی ہے۔"

مسٹر جناح نے مزید کہا کہ انہیں یعنی افسروں کو اس بات کا مکمل احساس ہو جانا چاہئے کہ اب وہ کسی بیرونی طاقت کے ماتحت نہیں ہیں اور یہ کہ اب وہ ملک کے عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ پاکستان سے افسر شاہی کا دور ہمیشہ کیلئے ختم ہو چکا ہے اور اس عظیم تبدیلی کا اظہار اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ بطور ایک خادم برتاؤ کیا جائے۔ یہ کافی نہیں ہے کہ وہ انصاف سے کام کریں بلکہ خود لوگوں کو یہ احساس ہو کہ ان کے ساتھ انصاف کیا گیا ہے۔ قائد نے ان سے استدعا کی کہ وہ اپنی ملاقاتوں اور لوگوں کے معاملات طے کرتے ہوئے اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔

قائداعظم نے مکمل غیر جانبداری کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ سرکاری افسروں کو چاہئے کہ وہ خود کو سیاست سے دور رکھیں۔ یہ نہ تو ان کا کام ہے اور نہ ہی انہیں کسی ایک جماعت سے منسلک ہونا چاہئے۔ چاہے کوئی سیاسی جماعت اقتدار میں ہو انہیں وفاداری اور بے لوثی سے خدمت انجام دینی چاہئے۔

خطاب کے آخر میں انہوں نے کہا کہ کسی نکتے کی وضاحت کیلئے وہ سوالات کا جواب دینے کیلئے تیار ہیں اور جب کوئی سوال نہیں کیا گیا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا "لگتا ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کرتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔"

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۶۷

۳.۱۸

ڈھاکہ یونیورسٹی کے جلسۂ تقسیمِ اسناد سے محمد علی جناح کے خطاب کا مسوّدہ[1]

[۲۴] مارچ ۱۹۴۸ء

جناب چانسلر، خواتین و حضرات!

جب آپ کے وائس چانسلر اس درخواست کے ساتھ میرے پاس آئے کہ مَیں

جلسۂ تقسیم اسناد سے خطاب کروں تو مَیں نے ان پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ میری مصروفیات اس قدر زیادہ ہیں کہ میرے لئے یہ ممکن نہیں ہوگا کہ مَیں فنونِ لطیفہ، ادب، سائنس، فلسفہ اور قانون کے درسی معیار پر ایک رسمی خطبۂ تقسیمِ اسناد تیار کر سکوں۔ البتہ مَیں نے یہ وعدہ ضرور کیا تھا کہ مَیں اس موقع پر طلباء سے چند باتیں کہوں گا اور اس وعدے کو پورا کرتے ہوئے مَیں اس وقت آپ سے مخاطب ہوں۔

اس وعدے کا پاس کرتے ہوئے مَیں آپ کو فوراً یہ بھی بتا دوں کہ مَیں یہاں آپ سے سربراہِ مملکت کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک دوست اور ایک ایسے شخص کی حیثیت سے خطاب کر رہا ہوں جس نے ہمیشہ آپ سے محبت کی ہے۔ آپ میں سے بہت سوں نے اپنی تعلیم مکمل کر لی ہے اور اب زندگی کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ اپنے پیش روؤں کے برعکس خوش قسمتی سے آپ یونیورسٹی سے رخصت ہو کر اپنی ایک خودمختار اور آزاد مملکت کے تحت زندگی میں قدم رکھ رہے ہیں۔ یہ از حد ضروری ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھی طلباء پاکستان کے قیام سے پیدا ہونے والی انقلابی تبدیلی کے مضمرات کو بخوبی سمجھ لیں۔ ہم نے غلامی کی زنجیریں توڑ دی ہیں اب ہم ایک آزاد قوم ہیں۔ ہماری مملکت ہماری اپنی مملکت ہے، ہماری حکومت ہماری اپنی حکومت ہے نہ کہ کسی بیرونی طاقت کی گماشتہ بلکہ یہ عوام کی حکومت ہے اور اس مملکت کے عوام کو جوابدہ ہے اور اس مملکت کی بہتری کیلئے کام کر رہی ہے۔ تاہم آزادی کا مطلب بے لگامی نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مملکت کے دوسرے لوگوں کے مفاد کا خیال کئے بغیر جو رویہ چاہے اختیار کر لیں جو جی میں آئے کر گزریں کیونکہ اب آپ پر ایک عظیم ذمہ داری عائد ہو گئی ہے۔ اس کے برعکس اب ہمارے لئے پہلے کی نسبت یہ ضروری ہے کہ ہم ایک متحد اور منظّم قوم کی طرح کام کریں۔ ہمیں اس وقت جس چیز کی ضرورت ہے وہ تعمیری جذبہ ہے نہ کہ وہ جذبۂ جہاد جو اپنی جدوجہدِ آزادی کے زمانے میں ہوا کرتا تھا۔

مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں آپ کو ان مشکلات کے متعلق کچھ بتاؤں جن پر ہم نے قابو پا لیا ہے اور وہ خطرات جن کا ہمیں ابھی سامنا ہے۔ قیامِ پاکستان کو روکنے میں ناکامی کے بعد

ہمارے دشمنوں نے اپنی توجہ یہ معلوم کرنے پر مرکوز کر دی ہے کہ وہ کن ذریعوں اور کن طریقوں

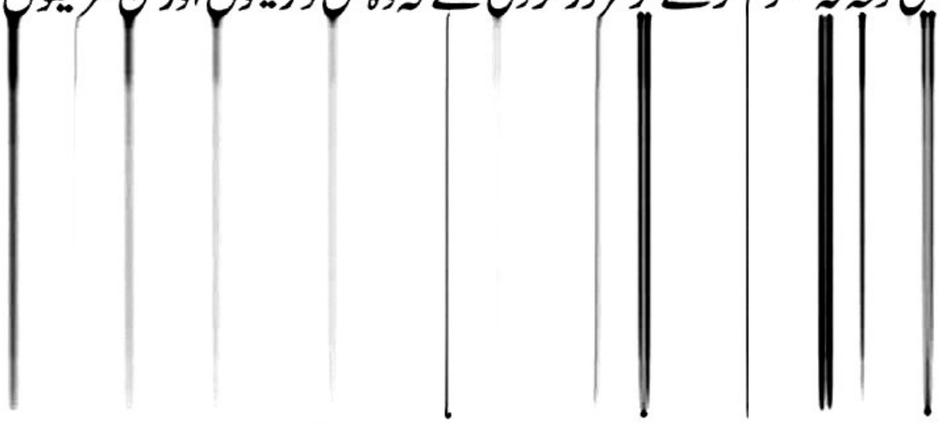

سے ہم کو کمزور کر کے تباہ کر سکتے ہیں۔ ابھی ہماری نئی مملکت قائم ہی ہوئی تھی کہ پنجاب اور دہلی میں قتلِ عام شروع ہو گیا۔ ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے بے رحمی سے تہہ تیغ کر دیئے گئے اور لاکھوں کو بے گھر کر دیا گیا۔ ان میں سے پچاس لاکھ سے زائد افراد چند ہفتوں کے اندر اندر پنجاب پہنچ گئے۔ جسمانی اور روحانی طور پر ان مجروح بدنصیب مہاجروں کی نگہداشت اور بحالی نے جو مسائل پیدا کئے وہ دنیا کے مستحکم ممالک کو بھی متزلزل کرنے کیلئے کافی تھے۔ لیکن ہمارے ان دشمنوں کو جنہیں پاکستان کو آغاز ہی سے ختم کرنے کی آس تھی بالآخر مایوس ہونا پڑا۔ نہ صرف یہ کہ پاکستان نے اس بحران کے دھچکے کو برداشت کر لیا بلکہ وہ زیادہ مضبوط، زیادہ پاکیزہ اور پہلے کی نسبت زیادہ مستعد ہو کر ابھرا۔

اس سے پہلے لگاتار مزید مشکلات بھی آئیں مثلاً ہندوستان نے ہمارے نقد بقایا جات اور فوجی ساز و سامان میں ہمارے حصے کی ترسیل روک دی اور آخر میں آپ کے صوبے کی مکمل اقتصادی ناکہ بندی کر دی۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ مملکتِ ہندوستان کے صائب الرائے لوگ ان واقعات کی مذمت کریں گے اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ وہ ذہنیت بھی بدل جائے گی جو ان حرکات کی ذمہ دار ہے۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ آپ ان واقعات کو دھیان میں لائیں۔ یہ واقعات ہمارے مسلسل مستعد رہنے کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ کچھ عرصے سے بالخصوص آپ کے صوبے پر حملے میں ایک مکارانہ طریقہ آ گیا ہے۔ ہمارے دشمن، اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، جن میں اب بھی بعض مسلمان شامل ہیں اس امید پر بڑی سرگرمی سے صوبائیت کو ہوا دے رہے ہیں کہ اس طرح پاکستان کمزور ہو جائیگا۔ جو لوگ یہ کھیل کھیل رہے ہیں وہ احمقوں کی جنت میں بس رہے ہیں لیکن یہ حقیقت انہیں کوشش کرنے سے باز نہیں رکھتی۔ اس مملکت کے مسلمانوں کی یکجہتی کو زک پہنچانے اور لوگوں کو قانون شکنی پر اکسانے کیلئے روزانہ جھوٹے پروپیگنڈے کا ایک سیلِ رواں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مجھے یہ جان کر دکھ ہوا ہے کہ حالیہ لسانی تنازعے میں آپ کے وزیراعظم کی وضاحت کے باوجود آپ میں سے کچھ لوگ اس میں ملوث ہو گئے۔ دراصل یہ ایک لطیف

طریقہ ہے جس کے ذریعے صوبہ پرستی کا زہر اس صوبے میں داخل کیا جا رہا ہے۔ کیا آپ کو یہ بات عجیب نظر نہیں آتی کہ ہندوستانی اخبارات کے بعض طبقے جن کو پاکستان کے نام ہی سے چڑ ہے لسانی تنازعے میں ''آپ کے جائز حق'' کے علمبردار بن گئے ہیں۔ کیا یہ بات معنی خیز نہیں کہ وہ لوگ جو ماضی میں مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے یا پاکستان کے خلاف جنگ کرتے رہے جو بہر نوع آپ کے بنیادی حق خودارادیت کا مظہر ہے اب اچانک آپ کے ''جائز حق'' کے محافظ بن گئے ہیں اور زبان کے سوال پر آپ کو اپنی حکومت کی خلاف ورزی پر اکسا رہے ہیں؟ مَیں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ آپ ان غداروں سے خبردار رہیں۔

اجازت دیجئے کہ مَیں پاکستان کی سرکاری زبان کے مسئلے پر اپنے خیالات کا دوبارہ اظہار کروں۔ اس صوبے میں سرکاری استعمال کیلئے صوبے کے لوگ جو زبان چاہیں پسند کر لیں۔ اس سوال کا فیصلہ صرف اس صوبے کے لوگوں کی خواہشات کے مطابق ان کے منتخب نمائندے اپنی رائے سے پورے غور وخوض کے بعد مناسب وقت پر کریں گے۔ البتہ قومی زبان صرف ایک ہو سکتی ہے جو مملکت کے مختلف صوبوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہو اور وہ زبان اُردو ہونی چاہئے۔

ظاہر ہے کہ پاکستان کی سرکاری زبان اُردو ہی ہونی چاہئے کیونکہ یہ وہ زبان ہے جسے برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے پروان چڑھایا ہے اور اس زبان کو پاکستان کے طول وعرض میں سمجھا جاتا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ کسی اور صوبائی زبان کے مقابلے میں اُردو ہی اسلامی ثقافت اور مسلم روایات کی بہترین مظہر ہے اور ان زبانوں کے قریب ترین ہے جو دیگر اسلامی ممالک میں بولی جاتی ہیں۔ یہ بات بھی اہمیت سے خالی نہیں کہ اُردو کو ہندوستانی مملکت سے نکال دیا گیا ہے اور اُردو رسم الخط کے سرکاری استعمال کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ ان حقائق کا ان لوگوں کو بخوبی علم ہے جو ہنگامہ آرائی کی خاطر لسانی تنازعے سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مظاہروں کا کوئی جواز نہیں تھا لیکن اس کا اعتراف ان کے مقصد کیلئے موزوں نہیں تھا۔ اس تنازعے کو ہوا دینے کا صرف ایک ہی مقصد تھا یعنی اس صوبے کے مسلمانوں میں نفاق ڈالنا اور فی الحقیقت انہوں نے غیر بنگالی مسلمانوں کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارنے میں اپنی کوششوں کو راز

میں بھی نہیں رکھا۔ جب آپ کے وزیر اعظم نے کراچی سے واپسی پر اپنے بیان میں اس صوبے کی

لوگوں کا یہ حق تسلیم کر لیا کہ اگر وہ پسند کریں تو اس صوبے کی سرکاری زبان بنگالی ہو سکتی ہے تو ان لوگوں نے یہ دیکھ کر کہ اب مظاہروں کی کوئی گنجائش باقی نہیں اپنے حربے تبدیل کر دیے۔ انہوں نے یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ پاکستان کے مرکز کی زبان بنگالی ہونی چاہئے اور چونکہ وہ اُردو کے اس واضح دعوے کو نظر انداز نہیں کر سکتے تھے کہ اسے ایک مسلم مملکت کی سرکاری زبان ہونی چاہئے لہٰذا انہوں نے اب یہ مطالبہ پیش کیا کہ بنگالی اور اُردو دونوں زبانوں کو پاکستان کی سرکاری زبان ہونا چاہئے۔ آپ اس ضمن میں غلطی نہ کیجئے۔ اگر اس مملکت کے تمام حصوں کو قدم سے قدم ملا کر آگے بڑھنا ہے تو پھر ایک ہی سرکاری زبان ہو سکتی ہے اور میرے خیال میں وہ اُردو ہے۔

مَیں نے اس موضوع پر خاصی تفصیل سے بات کی ہے تا کہ آپ کو خبردار کر سکوں کہ دشمنانِ پاکستان اور بعض موقع پرست سیاستداں اس مملکت کو توڑنے یا حکومت کو رسوا کرنے کیلئے کس کس طرح کے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ آپ میں سے جو لوگ عملی زندگی میں داخل ہونے والے ہیں ان لوگوں سے خبردار رہیں۔ آپ میں سے جن کا سلسلۂ تعلیم ابھی کچھ عرصے جاری رہے گا خود کو کسی سیاسی جماعت یا مفاد پرست سیاستدان کا آلۂ کار نہ بننے دیں اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے کہ آپ کا اصل کام یہ ہے کہ آپ اپنی توجہ اپنی پڑھائی کیلئے وقف کر دیں۔ یہ آپ کا اپنے ساتھ انصاف ہوگا اپنے والدین کے ساتھ انصاف ہوگا اور اپنی مملکت کے ساتھ انصاف ہو گا۔ صرف اسی طرح آپ خود کو کشمکشِ حیات کیلئے تیار کر سکیں گے جو آپ کی منتظر ہے۔ صرف اسی طرح آپ اپنی مملکت کا اثاثہ، اس کی قوت کا سرچشمہ اس کا سرمایۂ افتخار بن سکتے ہیں۔ صرف اسی طرح آپ اس مملکت کو درپیش معاشرتی اور معاشی مسائل حل کرنے میں مدد دے سکیں گے اور اسے دنیا کی سب سے زیادہ ترقی پسند اور مستحکم ترین اقوام کی صف میں شامل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۸۴

۳.۱۹

چٹاگانگ میں گزیٹڈ افسروں سے محمد علی جناح کا خطاب[۱]

۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء

مَیں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اجتماعی ملاقات کا موقع فراہم کیا۔ میرے پاس بہت محدود وقت تھا اس لئے یہ ممکن نہ تھا کہ مَیں آپ سے فرداً فرداً ملاقات کرتا۔ مجھے آپ سے دو باتیں کہنی ہیں۔ مجھے گزیٹڈ افسروں سے جو کچھ کہنا تھا مَیں پہلے ہی ڈھاکہ میں کہہ چکا ہوں۔[۲] مجھے امید ہے کہ مَیں نے جو کچھ وہاں کہا تھا اس کی تفصیل آپ نے اخبارات میں پڑھ لی ہوگی۔ اگر آپ نے نہیں پڑھا ہے تو مَیں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ پڑھنے کی زحمت فرمائیں کہ مَیں نے وہاں کیا کہا تھا۔ ہر روز کوئی نئی بات نہیں کہہ سکتا۔ مَیں اتنی تقریریں کر رہا ہوں اور یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ میں سے ہر شخص اب تک میرے خیالات سے آگاہ ہو گیا ہوگا۔

خواتین و حضرات! مَیں چاہتا ہوں کہ جو انقلابی تبدیلی رونما ہوئی ہے آپ اس کے گہرے مضمرات کا پوری طرح اندازہ کریں۔ آپ کسی بھی فرقے، ذات پات یا مسلک سے تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں اب آپ پاکستان کے خادم ہیں۔ خدمتگار صرف خدمت کے ذریعے سے اپنے فرائضِ منصبی اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ وہ دن گئے جب ملک پر افسر شاہی کا حکم چلتا تھا۔ یہ عوام کی حکومت ہے جو عوام کے سامنے جمہوری خطوط اور پارلیمانی طرز پر جوابدہ ہے۔ ان بنیادی تبدیلیوں کے تحت مَیں دو باتیں آپ کے غور و خوض کے لئے پیش کروں گا:

آپ کو اپنا فرض منصبی خادموں کی طرح انجام دینا ہے۔ آپ کو اس سیاسی جماعت یا اُس سیاسی جماعت سے کوئی سروکار نہیں۔ آپ کو اس تردد میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سیاست دانوں کا کام ہے کہ وہ موجودہ آئین یا آئندہ تشکیل پانے والے آئین کے تحت اپنے موقف کیلئے لڑیں۔ لہٰذا آپ کا نہ اس سیاسی جماعت سے کوئی تعلق ہے نہ اُس سیاسی جماعت سے۔ آپ سرکاری ملازم ہیں۔ جس جماعت کو اکثریت حاصل ہوگی وہ حکومت بنائے گی اور آپ کا فرض ہے کہ وقتی طور پر آپ اس

حکومت کی خدمت ملازمین کی طرح کریں۔ یہ آپ کیسے کریں گے؟ وقتی طور پر اقتدار

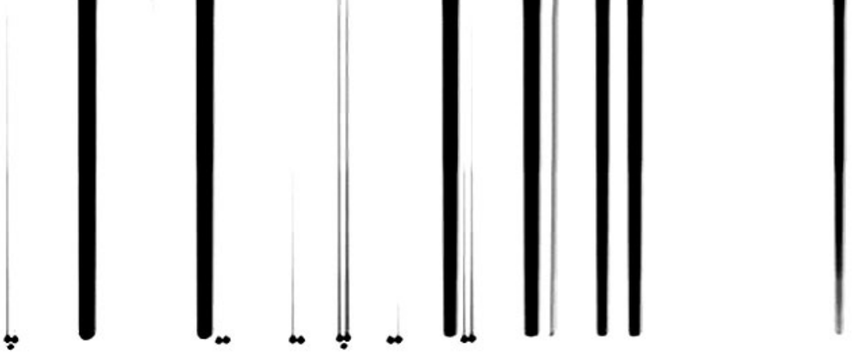

میں آنے والی حکومت کو بھی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا اور سمجھنا چاہئے کہ آپ کو اس جماعت یا اس جماعت کیلئے استعمال نہ کیا جائے۔ مجھے علم ہے کہ ہم پر پرانے ورثے، پرانی ذہنیت اور پرانی سوچ کا غلبہ ہے اور یہ سائے کی طرح ہمارا پیچھا کرتا ہے۔ لیکن اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ عوام کے سچے خادموں کی طرح کام کریں اور اس خطرے کے باوجود کہ کوئی وزیر یا وزارت آپ کے بحیثیت سرکاری ملازم فرائض کی بجا آوری میں مداخلت کرے۔ مجھے امید ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہوا بھی تو مَیں آپ سے مستعدی سے کام کرنے کی توقع کرتا ہوں۔ یقیناً ہم نظر رکھیں گے کہ آپ محفوظ و مامون رہیں۔ اگر ہم نے یہ دیکھا کہ کسی طرح بھی آپ کے مفادات کو خطرہ لاحق ہے تو ہم آپ کے تحفظ کیلئے تدابیر اختیار کریں گے۔ یقیناً آپ کو برسر اقتدار حکومت کا وفادار رہنا چاہئے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جن محکموں میں آپ کام کر رہے ہیں۔ وہاں عام لوگوں کے ساتھ آپ کا رویہ اور برتاؤ کیسا ہے۔ پرانے تاثر کو دھو ڈالیے۔ آپ حاکم نہیں ہیں۔ حکمراں طبقے سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ آپ کا تعلق خدمت گاروں سے ہے۔ عوام میں یہ احساس پیدا کر دیجئے کہ آپ ان کے خادم اور دوست ہیں اور اپنے وقار، دیانتداری، عدل اور انصاف کی اعلیٰ ترین روایات قائم رکھیئے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو لوگوں کو آپ پر اعتماد اور اعتبار ہوگا اور وہ آپ کو اپنا دوست اور بہی خواہ تصور کریں گے۔ مَیں ماضی کی ہر چیز کی مذمت کرنا نہیں چاہتا۔ ایسے لوگ بھی تھے جو ملازمت کے جس شعبے میں بھی تعینات ہوئے اپنے فرائض منصبی اپنی صوابدید کے مطابق انجام دیتے رہے۔ منتظمین کی حیثیت سے انہوں نے بہت سے معاملات میں انصاف بھی کیا لیکن عوام نے یہ محسوس نہیں کیا کہ خود ان کے ساتھ انصاف کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ بالادستی کا زمانہ تھا اور انہیں فاصلے پر رکھا جاتا تھا۔ اور جب انہیں سرکاری

عہدہ داروں سے کام پڑتا تو وہ گرم جوشی نہیں پاتے تھے بلکہ انہیں سرد مہری کے ماحول کا احساس ہوتا تھا۔اب وہ سرد مہری کا ماحول ختم ہو جانا چاہئے۔تکبر کے اس احساس کو ختم ہو جانا چاہئے۔ یہ تاثر کہ آپ حاکم ہیں زائل ہو جانا چاہئے اور آپ کو پورے اخلاق کے ساتھ اپنی بہترین کوشش کرنی چاہئے اور لوگوں کو سمجھنے کی سعی کرنی چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ کبھی آپ یہ محسوس کریں کہ یہ ایک صبر آزما اور اشتعال انگیز بات ہے جب ایک شخص بولتا چلا جارہا ہے اور بار بار ایک ہی بات کی رٹ لگا رہا ہے لیکن آپ صبر سے کام لیں اور تحمل کا مظاہرہ کریں اور انہیں احساس دلائیں کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جارہا ہے۔

اس کے بعد جو باتیں مَیں آپ کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں:

مجھے ایسی عرضیاں اور تحریریں موصول ہوتی رہتی ہیں جن میں مختلف امور کے بارے میں لوگوں کی شکایتیں درج ہوتی ہیں۔ممکن ہے کہ ان کا کوئی جواز نہ ہو اور ممکن ہے کہ ان کی کوئی بنیاد نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ ان کا تاثر غلط ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہیں گمراہ کیا گیا ہو لیکن ان تمام معاملات میں مَیں نے برسوں سے یہ طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے کہ خواہ مَیں کسی سے اتفاق کروں یا نہ کروں خواہ مَیں یہ خیال کروں کہ اس کی تمام شکایات خیالی ہیں، خواہ مَیں یہ سوچوں کہ یہ بات نہیں سمجھتا لیکن مَیں ہمیشہ تحمل کا اظہار کرتا ہوں۔اگر آپ بھی کسی فرد یا انجمن یا تنظیم کے ساتھ یہی برتاؤ کریں گے تو بالآخر آپ فائدے میں رہیں گے۔آپ کے پاس سے لوگوں کو یہ اثر لے کر نہیں جانا چاہئے کہ آپ نخوت کرنے والے درشت مزاج ہیں یا آپ نے ان کی ہتک کی ہے یا آپ ان سے بدمزاجی سے پیش آئے ہیں۔ کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ ہو جس کا رابطہ آپ سے ہوا ہو اور وہ اس قسم کا تاثر لے کر جائے۔ہوسکتا ہے کہ آپ اس سے متفق نہ ہوں لیکن اس کو اس احساس کے ساتھ جانے نہ دیں کہ آپ مغرور اور بدمزاج ہیں۔اگر آپ اس اصول پر چلیں گے تو یقین کیجئے کہ لوگوں کی نظر میں عزت پائیں گے۔

ان گذارشات کے ساتھ مَیں اختتام کرتا ہوں۔مَیں آپ کا بے حد شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ مَیں یہ چند الفاظ آپ سے کہہ سکوں اور اگر آپ اس میں سے جو

اچھی چیزیں پائیں تو اس پر عمل کریں اور اگر ان میں کوئی اچھی چیز نہ ملے تو اس پر عمل نہ کریں

آپ کا بہت بہت شکریہ۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۹۱

۲۔ دستاویز نمبر ۳.۱۷

۳.۲۰

پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کیلئے محمد علی جناح کا پیغام[1]

ڈھاکہ

۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء

مَیں نے یہ خبر نہایت دلچسپی سے سنی کہ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن تشکیل پا گئی ہے اور ہفتہ ۲۷ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ میں اس کا افتتاح ہونے والا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ ایسوسی ایشن پاکستان میں طبی پیشے کو مستعدی سے ایسی اعلیٰ سطح پر منظّم کرے گی جو اپنے ملک کے شایانِ شان ہو۔ اگر یہ بخوبی منظّم اور کارگزار ہو جائے تو متعدد سہولتیں فراہم کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر یہ طبی امداد کی فوری رسائی میں مدد دے سکتی ہے جس کی ہمیں اس وقت سخت ضرورت ہے۔ دنیا کے دوسرے حصوں میں موجود ہم پیشہ اداروں سے طبی اور سماجی رابطہ قائم کر سکتی ہے تا کہ ان سے تبادلۂ خیال کے ذریعے ایسے طبی مسائل کا حل تلاش کر سکے جو مختلف ممالک اور پاکستان سے مخصوص ہیں۔

مَیں پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۹۹

۳.۲۱

چٹاگانگ میں ایک عام استقبالیے سے محمد علی جناح کے خطاب پر رپورٹ[۱]

۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء

''آج ہماری مملکت تقریباً آٹھ ماہ کی ہوگئی۔ لیکن اگر ہم اپنی قومی زندگی کے اس مختصر عرصے پر نظر ڈالیں اور اس کا جائزہ لیں تو ہمیں واضح طور پر عظیم معاشرتی نظریات اور انسانوں کے درمیان متوازن تعلقات کا بتدریج ارتقاء نظر آئے گا۔'' گھنے جنگلات سے ڈھکی پہاڑیوں کے درمیان پولیس گراؤنڈ میں چٹاگانگ اور مضافاتی دیہاتوں کے پچاس ہزار لوگوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے اس طرح اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ایک پہاڑی پر خصوصی طور سے بنائے گئے چبوترے پر سے قائداعظم نے اپنی تقریر جاری رکھی:

''کوئی غیر جانبدار مبصر یہ ضرور تسلیم کرے گا — بلکہ اس امر کا اعتراف پہلے ہی کیا جا چکا ہے — کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ کسی اور جگہ کے مقابلے میں بہتر سلوک کیا جا رہا ہے۔ ہمارے درمیان یہ لوگ نہ صرف امن و امان سے ہیں بلکہ ان کو اپنا حق جتانے کی بھی مکمل آزادی ہے۔ یہ تو ہمارے لوگوں کا شعور آڑے آ گیا ورنہ ان میں سے بعض نے ایسی نزاعی بحثیں چھیڑ دی تھیں جن سے اس سنگین ہنگامی زمانے میں پاکستان کی بنیاد پر زد پڑتی تھی۔

ہماری اس واحد اور عظیم ترین کامیابی سے اُس سمت کی نشاندہی ہو جاتی ہے جس کی جانب ہم گامزن ہیں۔ اس بات کا اس سے بہتر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ہم نے مساوات اور معاشرتی انصاف کے اصولوں پر مملکت کی تشکیل کا عزم کر رکھا ہے۔ اگر ہم دوسروں کے ساتھ جائز اور منصفانہ سلوک کر سکتے ہیں تو اس میں کیا شک ہے کہ ہم اپنے مابین بھی منصفانہ طرزِ عمل، عدل و انصاف قائم رکھ سکیں گے۔''

چٹاگانگ کے عوام کی جانب سے مسٹر ابوالقاسم خاں نے جو سپاسنامہ پہلے پیش کیا

تھا اس کا جواب دیتے ہوئے قائد اعظم نے کہا:



''اس شہر میں جس کا مقدر پاکستان کے بڑے شہروں کی صف میں شامل ہونا ہے پہلی بار آمد کے موقع پر میرا جس گرم جوشی سے استقبال کیا گیا ہے اس کیلئے مَیں آپ سب کا ممنون ہوں۔ اپنے طور پر مجھے خوشی ہے کہ مَیں آپ لوگوں کے درمیان موجود ہوں اور مجھے آپ کو یہ یقین دلانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ نہ صرف آپ کے مسائل سے باقاعدہ طور پر اور بتدریج نمٹا جا رہا ہے بلکہ ہم نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ مشکلات اور رکاوٹوں کی پروانہ کی جائے۔ آئندہ چند سالوں میں جب چٹاگانگ کا شمار دنیا کی بہترین بندرگاہوں میں ہونے لگے گا تو صدیوں کی محرومی کا ازالہ بھی ہو جائے گا۔''

''آپ میرے ہی نہیں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی قطعی اساس معاشرتی انصاف اور اسلامی سوشلزم پر استوار ہونی چاہئے (کوئی اور ازم نہیں) جو مساوات اور انسانی اخوت پر زور دیتا ہے۔ اسی طرح آپ میرے ہی خیالات کی ترجمانی کر رہے ہوتے ہیں جب آپ سب کیلئے مساوی مواقع طلب کرتے ہیں۔ ترقی کے یہ اہداف پاکستان میں متنازعہ نہیں ہیں کیونکہ ہم نے اسی کیلئے پاکستان کا مطالبہ کیا، اسی کیلئے جدوجہد کی اور اسے حاصل کیا تاکہ مادی طور پر اور روحانی طور پر ہم آزادی کے ساتھ اپنی روایات اور طرز فکر کے مطابق اپنے معاملات چلا سکیں۔ انسانی اخوت، مساوات اور بھائی چارہ ہمارے مذہب، ثقافت اور تہذیب کے بنیادی نکات ہیں۔ اور ہم نے پاکستان کیلئے جدوجہد اس لئے کی کہ اس برصغیر میں ان انسانی حقوق کے عدم حصول کا خطرہ لاحق تھا۔ ہم نے ان عظیم تصورات کی تمنا اس لئے کی کیونکہ ہم صدیوں سے دوہرے غلبے کے زیرِ اثر تھے یعنی ایک بیرونی حکمرانوں کا اور دوسرا ذات پات کے اسیر معاشرتی نظام کا۔ یہ تسلط دو سو برس سے زیادہ جاری رہا حتٰی کہ ہم نے محسوس کیا کہ اس کا بالآخر مطلب یہ ہوگا کہ مسلمان انفرادی اعتبار سے بطور انسان اور اجتماعی حیثیت سے بطور ایک قوم معدوم ہو جائیں گے۔''

''الغرض پاکستان کی کہانی، اس کی جدوجہد اور اس کا حصول دراصل انسان کے عظیم تصورات کی عظیم کہانی ہے جو رکاوٹوں اور مشکلات کے باوجود اپنی بقاء کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

یہ سب سے بڑی مسلم مملکت ۱۵ اگست کو وجود میں آئی۔ یہ ہماری تاریخ کا ایک عظیم دن تھا۔ لیکن اس عظیم دن محض ایک حکومت ہی وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کا مطلب تھا ایک عظیم مملکت اور ایک عظیم قوم کا قیام جو ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم اور ایک دوسرے کی خاطر زندہ رہیں۔ ہم میں سے کچھ لوگوں کی مجبوریوں کو مَیں سمجھتا اور سراہتا ہوں جن کے ذہن اس تیزی سے کام نہ کر سکے کہ انہیں یہ احساس ہوتا کہ ۱۵ اگست کو ایک ایسی مملکت اور ایک ایسی قوم وجود میں آئی ہے۔ بعض لوگوں کیلئے صرف حکومت کی حد تک سوچنا ایک فطری امر ہے لیکن جس قدر جلد ہم نئی قوتوں سے ہم آہنگ ہوں گے اتنی ہی جلد ہماری چشم تصور افق کے اس پار اپنی مملکت اور ملت کے بے حد وحساب امکانات کو دیکھ سکے گی اور اتنا ہی پاکستان کیلئے بہتر ہوگا۔ اس وقت اور صرف اسی وقت ہم میں سے ہر فرد انسانی ترقی، معاشرتی انصاف، مساوات اور بھائی چارے کے عظیم تصورات کو محسوس کرے گا جو ایک طرف تو قیامِ پاکستان کے بنیادی اسباب ہیں اور دوسری طرف ہماری مملکت میں مثالی معاشرتی نظام کی تشکیل کے لامحدود امکانات کا مظہر ہیں۔ مَیں پُر زور طریقے سے اس امر کا اعادہ کرتا ہوں کہ پاکستان کا قیام اس لئے ممکن ہوسکا کہ ذات پات کی اساس پر مبنی معاشرے میں انسانی روح کے یکسر معدوم ہو جانے کا خطرہ موجود تھا۔ اب جبکہ وہ روح زندہ رہنے اور اپنی حسرتیں پوری کرنے کیلئے آزاد ہے اسے نہ صرف مملکت بلکہ ملت کو ابھارنے کی بھی سعی کرنا ہے۔"

"اس قسم کی ذہنی اور روحانی تبدیلیاں راتوں رات نہیں ہوا کرتیں اور نہ ہی انہیں کوئی فرد انسانی تعلقات کے نظام کو بدلے بغیر مسلط کر سکتا ہے۔"

"آپ نے جو سپاسنامہ ابھی پیش کیا ہے وہ تعمیر وترقی کیلئے آپ کے جذبے کا آئینہ دار ہے۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ پاکستان کے لوگوں کو اپنی مملکت کے عظیم امکانات کا ادراک ہے۔ تاہم مجھے آپ کو خبردار کر دینا چاہئے کہ بے صبری اتنی ہی خطرناک ہے جتنا جذبے کا فقدان۔ چٹاگانگ کو عظمت حاصل ہونا اس کا مقدر ہے اور اس کے شہریوں کی حیثیت سے اس کی عظمت اور خوشحالی میں آپ کی شراکت لازمی ہے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مرکزی اور صوبائی حکومتیں پوری کوشش کر رہی ہیں کہ برسوں کی لاتعلقی اور بے توجہی کا ازالہ کر دیا جائے۔ آپ کی مرکزی

حکومت نے مغربی پاکستان میں درپیش سنگین اور فوری مسائل اور ہندوستان سے لٹ پٹ کر آنے

والے آپ کے لاکھوں بھائیوں کو بسانے اور ان کی بحالی اور آبادکاری کی ذمہ داری جیسی بدیہی مصروفیات کے باوجود چٹاگانگ کو ترقی دینے کے خاکے تیار کروائے ہیں۔ اس امکانی عظیم بندرگاہ کو پاکستان کے اسی طرح کے دوسرے علاقوں کی طرح صدیوں سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اور آپ تو جانتے ہیں کہ یہی بے توجہی اور لاتعلقی ہمارے مطالبۂ پاکستان کا واحد اہم ترین جواز بن گئی۔ اب جبکہ ہم اپنے مستقبل کی تشکیل کیلئے آزاد ہیں ہم اس کے ساتھ بے توجہی نہیں برتیں گے۔ ہمیں ماضی کی بے توجہی پر ہاتھ ملنے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہمیں جس چیز کی از حد ضرورت ہے وہ ہے حوصلہ اور اپنے مستقبل پر یقین اور مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ گذشتہ آٹھ ماہ کے دوران اس یقین میں کبھی کمی نہیں پائی گئی۔''

''مجھے آپ کو یہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ اہل پاکستان کے عزم اور آپ کی حکومت کی کوششوں سے چٹاگانگ بحیثیت ایک بندرگاہ اپنا مقام حاصل کر رہا ہے۔ گذشتہ چند مہینوں میں مختلف ممالک کے جہاز آپ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوئے جن کے رنگ برنگ کے پھریرے آج اپنی شاہراہوں پر لہراتے دیکھ رہے ہیں۔ ان جہازوں میں سے کچھ تاریخ میں پہلی بار یہاں وارد ہوئے ہیں تاکہ آپ کے خام مال کو مصنوعات تیار کرنے کیلئے اپنے ملکوں میں لے جائیں۔ آپ کی برآمدی اور درآمدی تجارت کافی حد تک چٹاگانگ سے ہو رہی ہے۔ یہ اس لئے ممکن ہو سکا کہ ہم سب نے دوسروں پر اپنا انحصار کم کرنے کیلئے کوششیں کیں۔''

''اتنی قلیل مدت میں اس کامیابی سے یہ ظاہر ہو گیا کہ انسانی ارادہ کیا کچھ کر سکتا ہے۔ بلاشبہ ترقی کیلئے سرمایہ لازمی چیز ہے لیکن قومی نشو ونما اور اس کے احیاء کیلئے صرف سرمائے پر ہی انحصار نہیں ہوا کرتا۔ محنت اور مشقت کی بدولت ہی کوئی قوم خوشحالی سے ہم کنار ہوتی ہے اور مجھے کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں ایک ایسی قوم بستی ہے جس کے افراد جفاکش اور پُرعزم ہیں اور جس کی ماضی کی روایات نے انہیں انسانی کارناموں کے میدان میں ممتاز مقام عطا کیا ہے۔''

''مَیں نے صاف اور واضح طور پر خود کو آپ کی امنگوں سے وابستہ کیا ہے کہ اس شہر کو

جس پر آپ کو فخر ہے ترقی دی جائے۔ ترقی کیلئے آپ کی لگن اور آپ کی حکومت کی منزل تک پہنچنے کی کوششیں جلد ہی بڑے بڑے منصوبوں کی شکل میں نمایاں ہوں گی اور مجھے اطمینان ہے ان پر سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ سب سے اہم منصوبہ جس کا آپ سے گہرا تعلق ہے اور جس پر آج کل غور ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے خوبصورت دریائے کرنافلی پر اس طرح قابو پایا جائے کہ سیلابوں اور تہہ میں مٹی کے جماؤ سے نجات ملے، کھیتوں کی آبیاری ہو سکے اور سستی پن بجلی کو ترقی دی جا سکے۔ ضروری ابتدائی کام جلد مکمل کیا جا رہا ہے اور یہ منصوبہ ہماری ترجیحی فہرست میں شامل ہے۔ مَیں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ اس مرحلے پر جبکہ مغربی پاکستان نہایت بحرانی دور سے گذر رہا ہے مَیں نے کن وجوہات کی بناء پر مشرقی پاکستان آنے کا ارادہ کیا۔ ان میں ایک وجہ یہ تھی کہ مَیں بذاتِ خود مشاہدہ کر سکوں کہ آپ کے شہر کو جو اب عظیم بحری اہمیت کے مستقبل کی توقع کر سکتا ہے ترقی دینے کا کام کتنا آگے بڑھا ہے۔"

"چٹاگانگ میں اپنے قیام کے دوران مَیں نے اپنا بیشتر وقت بندرگاہ کی ترقی کے امکانات کا مطالعہ کرنے پر گذارا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ برسوں میں چٹاگانگ نہ صرف مشرقی پاکستان کے حجاج کی آمدورفت کیلئے ایک بندرگاہ ہوگا بلکہ برآمدی و درآمدی تجارت کا مرکز بھی بن جائے گا۔ جہاں سے ہم اپنی فاضل اشیاء دنیا کو بھیج سکیں گے۔ مشرق کی زبردست ملکہ اور بابِ پاکستان بننا چٹاگانگ کا مقدر بن چکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے ترقی کرنے کے ارادے، محنت اور کام اور حکومت کی طرف سے ترقی کے اہداف مکمل کرنے کی کوششوں سے یہ منزل حاصل ہو جائے گی۔"

"قدرت نے آپ کو نہایت فیاضی سے نوازا ہے۔ آپ کی سرزمین چمنستان ہے جہاں سمندر، دریا اور پہاڑ ہیں اور چاروں طرف خوبصورت مناظر۔ اب چٹاگانگ میں یہ انسان کا کام ہے کہ وہ اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کرے اور چٹاگانگ کو ترقی کی ان بلندیوں تک پہنچا دے جو اس کا مقدر ہیں۔ پس مَیں آپ کی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔"

قائداعظم ریلیف فنڈ میں دو لاکھ پچیس ہزار روپے کی رقم پیش کرنے پر قائداعظم نے اپنی تقریر کے شروع میں کہا: قائداعظم ریلیف فنڈ میں اس شاندار عطیے پر مَیں چٹاگانگ کے عوام کا

انتہائی شکر گذار ہوں۔ مَیں واقعی تہہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ چٹا گانگ

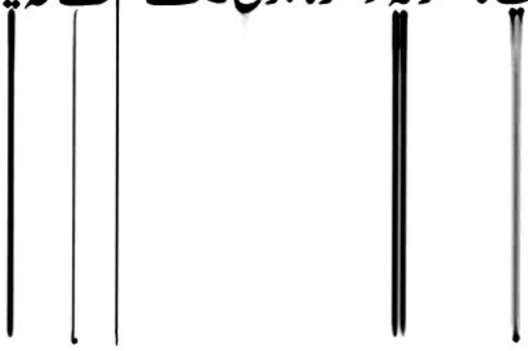

نے شدید سیلابوں کی مصیبتیں جھیلی ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ کو یاد ہوگا کہ لاکھوں بے گھر مہاجرین کے شدید سانحے کے دوران بھی ہم نے چٹا گانگ کو فراموش نہیں کیا اور انسانیت کے نام پر مصیبت زدہ لوگوں کی بحالی کیلئے دو لاکھ روپے بھیجے۔ بیشک مغربی پاکستان کے مسائل انتہائی شدید ہیں۔ لاکھوں انسان بے گھر ہو چکے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال کرنی ہے، ان کے لئے خوراک، پوشاک اور رہائش کا بندوبست کرنا ہے اور اس کے علاوہ انہیں اس طرح بحال کرنا ہے کہ وہ مغربی پاکستان کی سماجی زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ انشاء اللہ ہم یہ انتظام کر لیں گے۔ یہ میرے خطاب کا حصہ نہیں تھا اس لئے مجھے اس غیر متوقع مگر خوشگوار تحفے پر کچھ حیرانی سی ہوئی۔ اس نے میرے یقین کو محکم اور حوصلے کو بلند کر دیا کہ پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اسلام کی روح جاری وساری ہے۔ اس کیلئے مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔''

آج کے عوامی جلسے میں شہر کی استقبالیہ کمیٹی نے چٹا گانگ کے حال اور مستقبل کی علامت کے طور پر قائداعظم کو بحری جہاز کا چاندی سے بنا ایک نمونہ پیش کیا جو پوری تقریب کے درمیان چبوترے پر رکھا ہوا تھا۔

یہ اس دو لاکھ پچیس ہزار روپے کی رقم کے علاوہ تھا جو قائداعظم ریلیف فنڈ کیلئے اس مقام پر پیش کی گئی تھی۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۰۲

۳.۲۲

محمد علی جناح کی نشری تقریر[۱]

ڈھاکہ

۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء

آپ کے صوبے میں گذشتہ نو دن کے دوران مَیں آپ کے مقامی حالات اور مشرقی

بنگال کو درپیش بعض مسائل کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ آج رات اپنی روانگی سے قبل مَیں اپنے کچھ تاثرات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں خلوصِ دل سے آپ کا شکریہ ادا کروں کہ اپنے قیام کے دوران مَیں جہاں کہیں بھی گیا آپ نے بڑی گرم جوشی اور محبت کے ساتھ مجھے خوش آمدید کہا۔

انتظامی نقطۂ نظر سے تقسیم کے نتیجے میں مشرقی بنگال کو پاکستان کے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں غالباً زیادہ دشوار مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۵ اگست سے پہلے اس کا وجود کلکتہ کے عقبی علاقے جیسا تھا جس کی خوشحالی میں تو اس کا بڑا ہاتھ تھا لیکن اس (خوشحالی) میں اس کا اپنا کوئی حصہ نہیں تھا۔ ۱۵ اگست کو ڈھاکہ محض ایک مفصلاتی قصبہ تھا جس میں وہ متعدد سہولتیں اور آسائشیں موجود نہیں تھیں جو ایک جدید حکومت کے دارالحکومت کیلئے لازمی ہوتی ہیں۔ مزید یہ کہ تقسیم کی وجہ سے صوبے کے نقل و حمل کا نظام مکمل طور پر درہم برہم ہو گیا تھا اور انتظامیہ ایسے وقت میں بے نظمی کا شکار ہو گئی تھی جب ملک کو خوراک کی شدید قلت کا سامنا تھا۔ مشرقی بنگال کا نیا صوبہ ایسے ناموافق حالات میں وجود میں آیا جو کم ہمت اور غیر محکم لوگوں کیلئے بہ آسانی ہلاکت کا باعث بن جاتے۔ پھر بھی انتظامیہ نے نہ صرف اپنا وجود قائم رکھا بلکہ وہ چٹاگانگ کے طوفان جیسے دھچکوں سے زیادہ طاقتور بن کر ابھری۔ یہ عوام کے مضبوط کردار اور صوبائی حکومت کے ناقابلِ فراموش جذبے کیلئے ایک واضح خراجِ تحسین ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ ابتدائی دشواریوں پر کافی حد تک قابو پا لیا گیا ہے اور اگرچہ آسودہ خاطر ہو کر بیٹھ جانے کی کوئی گنجائش نہیں لیکن ایسے اسباب موجود ہیں جن کی بناء پر مستقبل کے بارے میں مکمل اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس وقت مشرقی بنگال غیر ترقی یافتہ ہے لیکن خام مال اور پن بجلی کی پیداوار کی بے پناہ صلاحیتوں کا حامل ہے۔ چٹاگانگ میں آپ کو ایک اعلیٰ درجے کی بندرگاہ حاصل ہو جانے کی گنجائش موجود ہے جس کا آگے چل کر دنیا کی بہترین بندرگاہوں میں شمار ہوگا۔ حالات پُرسکون رہے اور لوگوں کے تمام طبقوں کی طرف سے مکمل تعاون حاصل رہا تو ہم اس صوبے کو پاکستان بھر میں آسودہ بنا دیں گے۔ یہ امر قابلِ مبارکباد ہے کہ تقسیم کے فوراً ہی بعد مملکتِ ہندوستان میں مہینوں تک مسلمانوں کا قتلِ عام اور

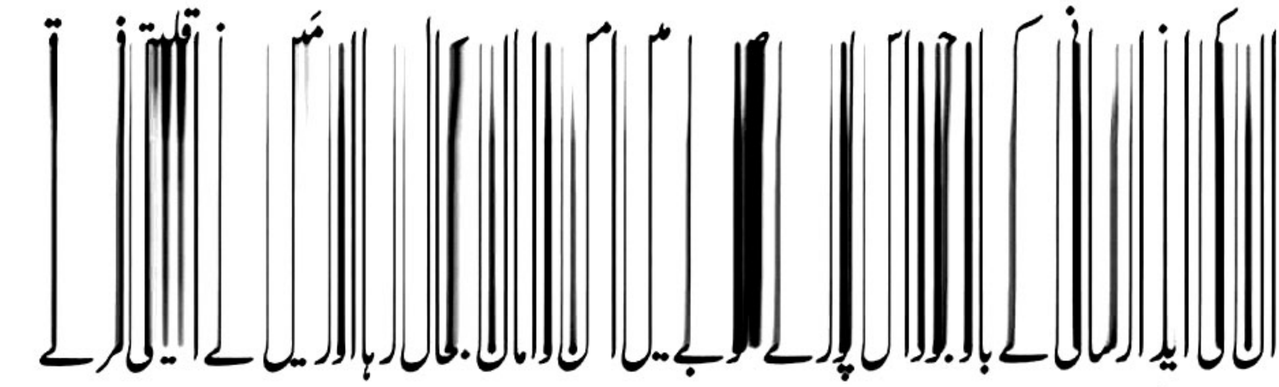

کے افراد کو مکمل احساسِ تحفظ کے ساتھ اپنے روزمرہ کے معمولات میں مصروف دیکھا ہے۔ بدقسمتی سے بعض ہندو ترکِ وطن کر کے مملکتِ ہندوستان چلے گئے اگرچہ ان کی تعداد کے بارے میں ہندوستانی اخبارات کے پیش کردہ اعداد و شمار سراسر مضحکہ خیز ہیں۔ بہرکیف مَیں اس لحاظ سے مطمئن ہوں کہ جو تھوڑی بہت نقل مکانی ہوئی وہ یہاں ان کے ساتھ کیے گئے سلوک کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ موجودہ حالات میں جو سلوک ان کے ساتھ روا رکھا گیا وہ مثالی تھا۔ البتہ اس کی وجوہ کچھ تو نفسیاتی تھیں اور کچھ خارجی دباؤ تھا۔ ہندوستانی رہنماؤں اور ہندوستانی اخبارات نے کھلم کھلا پاکستان کے خلاف جنگ چھیڑنے کی باتیں کیں۔ ہندو مہاسبھا جیسی جماعتوں نے آبادی کے تبادلے کے حق میں مسلسل زہریلا پروپیگنڈا کیا۔ پھر ہندوستان میں رونما ہونے والے ہنگاموں میں جس طرح مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھایا گیا اس سے اقلیتوں کے دلوں میں ان خدشات کا پیدا ہونا کوئی غیر فطری بات نہیں تھی کہ کہیں ان کا ناخوشگوار ردِعمل مشرقی بنگال میں نہ ہو۔ اگرچہ ان خدشات کی بھی کوئی بنیاد نہیں تھی کیونکہ اصل حقائق اس کے خلاف تھے۔ ان حقائق کے علاوہ ہندوستان کا حال ہی میں پاکستان کو کسٹم اور دیگر امور میں ایک غیر ملک قرار دینے کے اعلان سے بھی تاجر پیشہ ہندو آبادی سنگین مشکلات سے دوچار ہوگئی اور بہت سے ہندو تاجروں پر یہ دباؤ پڑا کہ وہ اپنا کاروبار ہندوستان منتقل کر دیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ صوبائی حکومت نے انہیں بار بار یقین دلایا اور اقلیتی فرقے کے تحفظ اور ان کی فلاح و بہبود کیلئے وقتاً فوقتاً ہر ممکنہ اقدام کیے اور انہیں مشرقی بنگال میں اپنے آبائی گھر بار چھوڑ کر ہندوستان میں ایک انجانے مستقبل کی طرف کوچ کرنے سے باز رکھنے کیلئے انتہائی کوششیں کیں۔

اب مَیں اس صوبے کے عوام سے نصیحتاً ایک بات کرنا چاہوں گا۔ مَیں لوگوں کے ایک طبقے میں یہ قابلِ تاسف رجحان پاتا ہوں کہ وہ اپنی تازہ حاصل شدہ آزادی کو ان معنوں میں نہیں لیتے کہ اس آزادی نے ان کیلئے کتنے وسیع مواقع وا کر دیے ہیں اور کتنی بھاری ذمہ داریاں عائد کر دی ہیں بلکہ وہ اسے بے لگامی کی اجازت گردانتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ غیر ملکی تسلط سے نجات

حاصل کر کے عوام خود اپنی تقدیر کے مالک بن گئے ہیں۔ انہیں اس بات کی مکمل آزادی ہے کہ آئینی ذرائع سے اپنی پسند کی حکومت قائم کریں۔ بہرحال اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی گروہ اب یہ کوشش کرے کہ غیر قانونی طریقوں سے عوام کی منتخب کردہ حکومتِ وقت پر اپنی مرضی مسلط کر دے۔ حکومت اور اس کی حکمتِ عملی کو صوبائی اسمبلی کے منتخب نمائندوں کے ووٹوں کے ذریعے ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ کوئی حکومت، جو واقعی حکومت کہلانے کی مستحق ہو، ایک پل کیلئے بھی بے عنان اور غیر ذمہ دار لوگوں کی طرف سے اس طرح غنڈہ گردی اور ہنگامہ آرائی کو برداشت نہیں کر سکتی بلکہ اپنے تمام ذرائع بروئے کار لاتے ہوئے پوری قوت سے اس طرح کی کارروائیوں سے نمٹتی ہے۔ مَیں خاص طور پر لسانی تنازعے کے بارے میں سوچ رہا ہوں جس کی وجہ سے صوبے کے بعض حلقوں میں غیر ضروری جوش و خروش اور انتشار پیدا ہوا اور اگر اسے روکا نہ گیا تو اس کے خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اس صوبے کی سرکاری زبان کیا ہونی چاہئے اس کا فیصلہ کرنا آپ کے نمائندوں کا کام ہے۔

لیکن یہ لسانی تنازعہ دراصل ایک زیادہ بڑے مسئلے یعنی صوبائی عصبیت کا ایک پہلو ہے مجھے یقین ہے کہ آپ کو اس امر کا احساس ہوگا کہ پاکستان جیسی نوزائیدہ مملکت میں جو دو علیحدہ حصوں پر مشتمل ہے اس کے تمام باشندوں کے درمیان ان کے علاقائی پس منظر سے قطع نظر مکمل اتحاد اور یکجہتی ہونی چاہئے جو نہ صرف اس کی ترقی بلکہ اس کی بقا کیلئے بھی ناگزیر ہے۔ پاکستان مسلمان قوم کے اتحاد کا مظہر ہے اور اسے اسی طرح رہنا چاہئے۔ سچے مسلمانوں کی طرح ہمیں اس اتحاد کی غیر معمولی طور پر حفاظت کرنی چاہئے اور اسے برقرار رکھنا چاہئے۔ اگر ہم خود کو بنگالی، پنجابی، سندھی، وغیرہ پہلے سمجھیں گے اور مسلمان اور پاکستانی محض اتفاقاً تو پاکستان کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ یہ نہ سمجھئے کہ یہ کوئی پیچیدہ بات ہے۔ ہمارے دشمن ان امکانات کیلئے مستعد ہیں بلکہ مَیں آپ کو خبردار کر دوں کہ وہ پہلے ہی سے اس کا ناجائز فائدہ اٹھانے میں مصروف ہیں۔ مَیں آپ سے صاف طور پر پوچھتا ہوں کہ کیا یہ محض مکاری نہیں کہ وہ سیاسی ادارے اور ہندوستانی اخبارات جنہوں نے قیام پاکستان کو روکنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا اب اچانک مشرقی بنگال کے

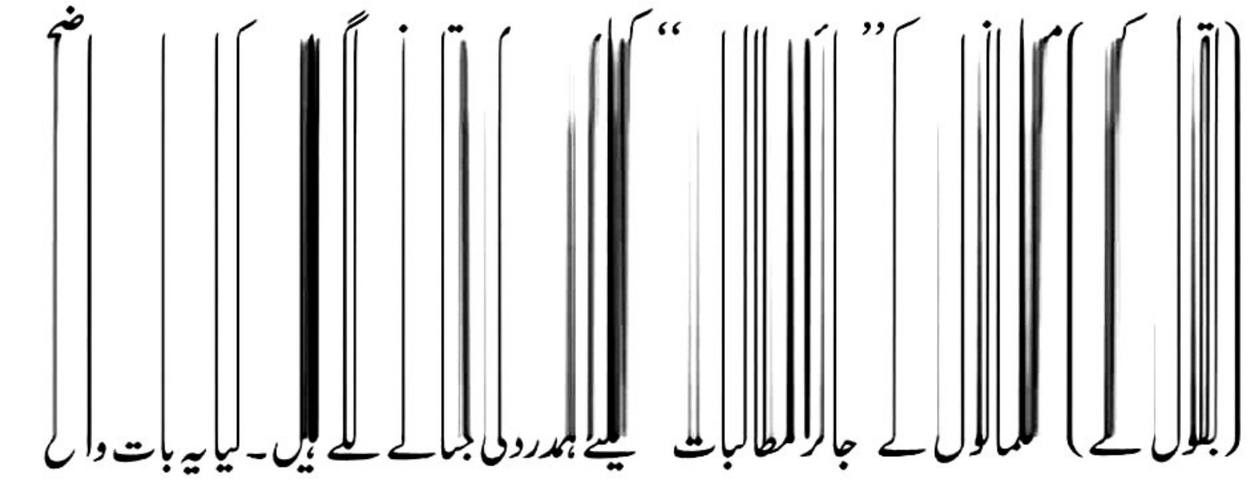

نہیں کہ مسلمانوں کو حصول پاکستان سے باز رکھنے میں ناکامی کے بعد یہ ادارے اب گمراہ کن پروپیگنڈے کے ذریعے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی کے خلاف بھڑکا کر پاکستان کو اندر سے توڑنے کی کوشش میں مصروف ہیں؟ اسی وجہ سے مَیں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ صوبائیت کے اس زہر سے خبردار رہیں جو ہمارے دشمن ہماری مملکت میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دینے ہیں اور بہت سے خطرات پر قابو پانا ہے۔ قابو تو ہم پالیں گے لیکن یہ کام اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہماری یکجہتی سلامت رہے اور ایک متحد قوم کی طرح آگے بڑھنے کا عزم غیر متزلزل رہے یہ وہ واحد طریقہ ہے جس کے ذریعے ہم پاکستان کو تیزی سے اور یقینی طور پر اقوام عالم کی صف میں اس کے صحیح مقام تک لے جاسکیں گے۔

یہاں مَیں مشرقی پاکستان کی خواتین سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ قوم کی تعمیر میں اور اس کی یکجہتی برقرار رکھنے کے عظیم کام میں خواتین کو انتہائی اہم کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ نوجوان جو قوم کی ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہیں، ان کے کردار کے اصلی معمار کی حیثیت سے خواتین کو نہ صرف اپنے گھروں میں بلکہ باہر اپنی کم خوش نصیب بہنوں کا ہاتھ بٹاتے ہوئے یہ عظیم کام سرانجام دینا ہے۔ مجھے علم ہے کہ حصولِ پاکستان کی طویل جدوجہد میں مسلم خواتین اپنے مردوں کے ساتھ مضبوطی سے ڈٹی رہیں۔ اب ہمیں تعمیرِ پاکستان میں اس سے زیادہ بڑی جدوجہد کا سامنا ہے لہٰذا کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ دیجئے کہ پاکستان کی خواتین کسی سے پیچھے رہ گئیں یا اپنے فرض کی ادائیگی میں ناکام ہوگئیں۔

آخر میں مَیں مرکزی اور صوبائی سرکاری ملازموں سے ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں یعنی ان سے جن میں سے بہت سے اس صوبے میں بڑے مشکل حالات میں کام کر رہے ہیں۔ آپ کی بہت اہم ذمہ داری ہے۔ آپ کو حتمی طور پر اس صوبے کو نہ صرف معمول کی خدمات فراہم کرنی ہیں جو آپ کو لازمی طور پر انجام دینی ہیں بلکہ اپنی مملکت کو وہ کچھ بھی دینا ہے جو آپ اپنی بے لوث مساعی سے دینے کے قابل ہیں۔ اس مملکت کی تعمیر کے عظیم کام کیلئے آپ کو ایک شاندار موقع میسر آیا ہے۔ آپ مستقبل کا سامنا اور اپنے فریضے کی ادائیگی اسی جرأت، اعتماد اور عزم کے

ساتھ کرتے رہیں جس کا آپ نے اب تک مظاہرہ کیا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ خود کو شرانگیز پروپیگنڈا کرنے والوں اور مفاد پرست فتنہ پردازوں کا آلۂ کار نہ بننے دیں جو آپ کو اور نوزائیدہ مملکت کو بدیہی طور پر درپیش مشکلات سے ناجائز فائدہ اٹھانے پر تلے ہوئے ہیں۔ حکومتِ پاکستان اور صوبائی حکومت جلد سے جلد ایسے طریقے تلاش کر رہی ہے جن کے ذریعے آپ کی رہائش اور دیگر مشکلات پر قابو پا لیا جائے گا جو تیز رفتار عبوری دور میں ناگزیر تھیں اور مجھے بھروسہ ہے کہ یہ دشواریاں بہت جلد دور ہو جائیں گی۔ اس عظیم مملکت کی طرف سے جس کے ساتھ آپ کا تعلق ہے اور ان لوگوں کی طرف سے جن کی آپ خدمت کر رہے ہیں بلکہ خود آپ کی اپنی طرف سے آپ پر یہ لازم آتا ہے کہ آپ کسی دشواری کو خاطر میں نہ لائیں بلکہ پوری دلجمعی، مسلسل کوشش اور لگن کے ساتھ آگے بڑھتے جائیں۔ پاکستان کے سامنے ایک شاندار مستقبل ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ قدرت نے جو کچھ ہمیں اس فیاضی سے عطا کیا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں اور ایک عظیم الشان اور جلیل القدر مملکت تعمیر کر ڈالیں۔ پاکستان زندہ باد

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۰۸

۳.۲۳
محمد علی جناح کی یادداشتیں
(نوٹس)

گورنمنٹ ہاؤس،
ڈھاکہ
(بلا تاریخ) مارچ ۱۹۴۸ء

۱۔ اپنے درمیان موجود وطن فروشوں سے خبردار رہیں۔
۲۔ ایسے خودغرض لوگوں سے ہوشیار رہیں جن کا واحد مقصد آپ سے ناجائز فائدہ اٹھا

کر اپنا کام نکالنا ہے۔

۳۔ یہ اندازہ لگانا سیکھیں کہ مملکت کا کون سا ملازم واقعی سچا اور واقعی بے غرض ہے جو دل و جان سے عوام کی خدمت کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔

۴۔ مسلم لیگ کی جماعت کو مستحکم کیجئے جو واقعتاً ایک عظیم اور شاندار پاکستان کی تعمیر اور اس کی خدمت کرے گی۔

۵۔ مسلم لیگ نے پاکستان جیتا اور قائم کیا ہے اور اب یہ مسلم لیگ کا فرض ہے کہ اس مقدس ورثے کے نگراں کے طور پر پاکستان کی تعمیر کرے۔

۶۔ ایسے بہت سے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے ہماری مدد کیلئے اپنی انگلی تک کو حرکت نہیں دی بلکہ ہماری مخالفت کی اور ہماری عظیم جدوجہد میں علانیہ روڑے اٹکائے اور کچھ ایسے بھی تھے جو دشمنوں سے مل کر ہمارے خلاف کام کرتے رہے جواب آگے بڑھ کر اپنے نظریات اور منصوبے آپ کے سامنے پیش کریں گے۔ لیکن انہیں اس تبدیلی کی صداقت ثابت کرنے کیلئے مسلم لیگ میں شامل ہو کر اس کی اعانت اور اس کے لئے کام کرنا ہوگا نہ کہ اس انتہائی سنگین ہنگامی مرحلے پر وہ گھاس پھوس کی طرح خودرو جماعتیں بنانی شروع کر دیں جبکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہمیں اب بھی بیرونی خطرات کا سامنا ہے اور سات کروڑ لوگوں پر اثر انداز ہونے والے دوررس اور پیچیدہ داخلی مسائل سے نمٹنا ہے۔

۷۔ اس وقت پاکستان میں آپ کیلئے نئی راہیں اور نئے میدان کثرت سے کھلے ہوئے ہیں اور آپ کے چاروں طرف یہ تیزی سے کشادہ ہوتے جا رہے ہیں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۲۵

۳۲۴

پاکستان کے نئے سکّے اور کرنسی نوٹ کی پیش کش پر محمد علی جناح کا بیان[1]

کراچی

یکم اپریل ۱۹۴۸ء

جناب وزیرِ خزانہ![2] آج آپ نے پاکستان کے سب سے پہلے سکے اور نوٹ مجھے پیش کر کے جو عزت بخشی اس پر مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے اور آپ کی وزارت نے ہماری نوزائیدہ مملکت کے مالیاتی امور کو جس طریقے سے چلایا اور انہیں جس انتھک انہماک سے محکم بنیاد پر استوار کیا اس کیلئے مَیں اس موقع پر پاکستان کی حکومت اور اس کے عوام کی جانب سے علانیہ تحسین و آفرین پیش کرتا ہوں۔ جب ہم نے پہلی بار خودمختار اور آزاد مملکتِ پاکستان کا مطالبہ کیا تو ایسے جھوٹے کاہنوں کی کوئی کمی نہ تھی جنہوں نے یہ کہہ کر کہ پاکستان اقتصادی طور پر قابلِ عمل نہیں ہوگا ہمیں اپنی منزلِ مقصود سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے ہماری مملکت کے مستقبل اور اس کے مالیاتی اور اقتصادی استحکام کی انتہائی تاریک تصویر کھینچی۔ آپ کے پیش کردہ پہلے بجٹ نے ان جھوٹے کاہنوں کو ضرور صدمہ پہنچایا ہوگا۔ اس (بجٹ) سے پہلے ہی پاکستان کے مالیاتی استحکام اور حکومت کی طرف سے اسے مزید مستحکم اور مضبوط بنانے کے عزم کا اظہار ہوگیا ہے۔ اگرچہ اس کے نتیجے میں ہمیں اپنے اخراجات میں کسی قدر کمی کرنی پڑی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے عوام اپنی مملکت کو مستقبل قریب میں ایک مضبوط اور مستحکم مملکت بنانے کیلئے قربانیوں سے دریغ نہیں کریں گے تاکہ ہم اپنے منصوبے بالخصوص عوام کی فلاح و بہبود کے کام کو سہولت سے اور زیادہ مؤثر طریقے سے چلا سکیں۔ مجھے اس امر میں کوئی شک نہیں کہ جب ہم اپنی افرادی قوت اور خام مال کے وسیع ذرائع کو بھرپور طریقے سے بروئے کار لائیں گے تو ایک درخشندہ مستقبل پاکستان کا منتظر ہوگا۔ وہ راہ جس پر ہمیں قدم رکھنا ہے ممکن ہے فی الوقت کچھ کٹھن محسوس ہو لیکن حوصلے اور عزم کے ساتھ ہم اپنا مقصد حاصل کر کے رہیں گے وہ مقصد جو مستحکم اور خوشحال

پاکستان کی تعمیر کا ضامن ہے۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۳۰

۲۔ غلام محمد

۳.۲۵

اسلامیہ کالج پشاور کے سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر[1]

پشاور

۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء

جناب صدر، خواتین و حضرات۔ مجھے درحقیقت بڑی مسرت ہو رہی ہے کہ مَیں آج یہاں موجود ہوں اور اس عظیم دارالعلوم کے طلبا سے خطاب کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں جو پاکستان کے مستقبل کے معمار ہیں۔

اس موقع پر جو چیز فطری طور پر میرے ذہن میں مقدم ہے وہ طلبا اور بالخصوص اس صوبے کے طلبا کی حمایت اور اعانت ہے جو حصولِ پاکستان کی تحریک کو حاصل تھی۔ مَیں یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس صوبے کے لوگوں نے پاکستان میں شمولیت کیلئے جو واضح اور درست فیصلہ گذشتہ سال کے استصواب رائے کے ذریعے کیا تھا اس میں طلبا نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ مجھے اس بات پر خاص طور پر فخر ہے کہ اس صوبے کے لوگ جدوجہدِ آزادی اور حصولِ پاکستان کی تحریک میں کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

اب جبکہ ہم نے اپنی قومی منزل حاصل کر لی ہے آپ مجھ سے اس مشورے کی توقع رکھیں گے کہ ہم کس طریقے سے اپنی نوزائیدہ مملکت کو اپنی خواہش کے مطابق دنیا کی عظیم ترین مملکت میں بدلنے کے بے حد مشکل اور اہم کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کو یہ شعور ہونا چاہئے کہ آج جو مسائل درپیش ہیں انہیں حل کرنے اور آزادی کی جدوجہد کے دوران

جن مسائل کا ہمین سامنا تھا ان سے نمٹنے کے انداز میں کیا فرق ہے۔ حصولِ پاکستان کی جدوجہد کے دوران ہم حکومت پر تنقید کیا کرتے تھے جو ایک بیرونی حکومت تھی اور جس کی جگہ ہم اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔ ایسا کرنے کیلئے ہمیں بہت ساری چیزوں کی قربانی دینی پڑی جن میں ہماری نوجوان نسل کی تعلیم بھی شامل ہے۔ مَیں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ نے اپنا کردار شاندار طریقے سے ادا کیا۔ اب جبکہ آپ نے اپنی منزل حاصل کر لی ہے یعنی آپ کی اپنی حکومت اور آپ کا اپنا ایک ملک جس میں آپ آزاد انسانوں کی طرح زندگی بسر کر سکتے ہیں لہٰذا اب آپ کی ذمہ داریوں اور سیاسی، معاشرتی اور معاشی مسائل سے نمٹنے کا اسلوب بھی بدل جانا چاہئے۔ اب آپ کے فرائض کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ کو نظم وضبط کا پختہ شعور، پختہ کردار، آگے بڑھنے کا جذبہ اور ٹھوس تعلیمی بنیاد مہیا ہو جائے۔ آپ کو چاہئے کہ پوری دلجمعی سے خود کو پڑھائی کیلئے وقف کر دیں کیونکہ یہ آپ کی اپنی ذات، آپ کے والدین اور آپ کی مملکت کیلئے آپ کی اولین ذمہ داری ہے آپ اطاعت شعاری سیکھئے کیونکہ اسی صورت میں آپ حکم دینا سیکھ سکتے ہیں۔ حکومت پر تنقید کرتے ہوئے آپ کو تعمیری انداز اختیار کرنا چاہئے۔ حکومت تعمیری تنقید کا خیر مقدم کرتی ہے۔ جس وقت کچھ لوگ اپنے ذاتی اور خودغرضانہ مفاد کیلئے انتشار اور اختلاف کے راستے اختیار کریں اس وقت آپ یگانگت اور اتحاد کی فضا پیدا کرنے میں بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ آپ کی حکومت آپ کے چمن کی مانند ہے۔ جس طریقے سے آپ اس کی نگہداشت کریں گے اور اس کی نشوونما پر جتنی کوشش آپ صرف کریں گے اتنا ہی آپ کا چمن پھلے پھولے گا اسی طرح حکومت کی بہتری کیلئے آپ کی وطن پرستانہ، دیانتدارانہ اور تعمیری مساعی سے آپ کی حکومت پھل پھول سکتی ہے۔

مَیں خصوصیت سے آپ کے حوالے سے بات نہیں کر رہا ہوں لیکن اب جب کہ مجھے آپ سے خطاب کرنے کا موقع میسر ہے تو آپ کو بھی خبردار کرتا چلوں کہ آپ کے عمل اور سرگرمیوں کی اساس غیر مصدقہ اطلاعات اور نعروں پر قائم نہیں ہونی چاہئے۔ ایسی باتوں کو نہ تو دل میں جگہ دیں اور نہ توتے کی طرح اس کی رٹ لگائیں۔ اس وقت کا فائدہ اٹھایئے جب یہ ادارہ

آپ کو تربیت اور آئندہ نسل کی قیادت سنبھالنے کیلئے تیار کر رہا ہے۔ طلباء میں عام طور پر ایک خامی پائی جاتی ہے جس کے بارے میں آپ کو خبردار کرنا چاہتا ہوں۔ طلبا کو یہ زعم ہوتا ہے کہ کوئی شخص انہیں ایسی بات نہیں بتا سکتا جس کا انہیں پہلے سے علم نہ ہو۔ یہ ذہنیت نقصان دہ ہے اور اکثر بڑے فتنے کا سبب بنتی ہے۔ اگر آپ اپنے بزرگوں کے تجربے سے استفادہ کرنے کے بجائے اپنے ہی تجربوں سے سیکھنا چاہیں گے تو مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ جیسے جیسے آپ کی عمر گذرتی جائے گی آپ کے حاصل کئے ہوئے مہنگے تجربے اور زندگی میں لگی ہوئی ٹھوکریں آپ کیلئے کسی اور سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوں گی۔

مَیں قدرتی طور پر آپ کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ آپ صوبہ پرستی پر یقین نہیں رکھتے۔ آپ اپنے صوبے سے محبت اور مجموعی طور پر اپنی مملکت سے محبت اور اس کے فرائض کے درمیان تمیز کرنا سیکھیں۔ ہماری مملکت کے فرائض ہمیں صوبائیت سے ایک منزل آگے لے جاتے ہیں۔ یہ وسعتِ نظر اور عظیم تر جذبۂ حب الوطنی کا تقاضہ ہے۔ مملکت کے فرائض ہم سے تقاضہ کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے ذاتی اور صوبائی مفادات کو مشترکہ فلاح کی خاطر مشترکہ مقصد میں ضم کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے۔ مملکت کے فرائض کو اولیت حاصل ہے۔ اس کے بعد اپنے صوبے، اپنے ضلع، اپنے قصبے، اپنے گاؤں اور اپنی ذات کے فرائض کی باری آتی ہے۔ یاد رکھئے کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تعمیر کر رہے ہیں جو پورے عالمِ اسلام کی تقدیر سازی میں بھرپور کردار ادا کرے گی۔ اس لئے ہمیں وسیع النظر ہونے کی ضرورت ہے یعنی ایسی نظر جو صوبوں، محدود قوم پرستی اور نسل پرستی کی سرحدوں کو عبور کر جائے۔ ہمیں حب الوطنی کا ایسا شعور پیدا کرنا ہوگا جو ہمیں ایک متحد اور مضبوط قوم بنا دے۔ یہی وہ واحد طریقہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنی منزل پا سکتے ہیں ہماری جدوجہد کی وہ منزل جس کیلئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنا سب کچھ لٹا دیا اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

آپ نے خیبر یونیورسٹی کے قیام کا حوالہ دیا ہے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ میرے لئے پشاور جیسے مقام پر ایک عظیم مرکز ثقافت اور درس و تدریس کے قیام سے زیادہ عزیز

کوئی اور شے نہیں ہوسکتی یعنی ایک ایسا مرکز جہاں سے علم اور ثقافت کی شعاعیں پھوٹیں اور سارے مشرقِ وسطیٰ اور وسط ایشیا میں پھیل جائیں۔ لہٰذا مجھے اس بارے میں آپ کی امنگوں سے پوری ہمدردی ہے اور اگر اس سلسلے میں آپ درست طریقۂ کار اختیار کریں گے تو شاید آپ کو یہ یونیورسٹی آپ کے اندازے سے پہلے ہی مل جائے۔

آخر میں مَیں آپ کو یہ مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ عوام کے بے لوث اور سچے سپاہی اور پاکستان کے ساتھ مکمل وفاداری سے پوری متانت اور انکساری کے ساتھ فکر و عمل کی راہ پر گامزن ہو جائیں۔

یاد رکھئے آپ کو صبر سے کام لینا چاہئے۔ روم ایک دن میں تعمیر نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا وقت کا عنصر مدِّ نظر رکھنا ضروری ہے۔ آپ کو اپنی حکومت پر اعتماد ہونا چاہئے اور مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اُسے لوگوں کی ضرورتوں کو پورا ادراک ہے اور خاص طور پر عوام کی جو خصوصی توجہ کے محتاج ہیں۔ اپنی حکومت کو پورا وقت اور موقع فراہم کیجئے۔ ہماری کامرانیوں کا تمام تر انحصار اتحاد، نظم و ضبط اور ایمان پر ہے نہ صرف اپنی ذات پر بلکہ اللہ تعالیٰ پر جو افراد اور اقوام کا تقدیر ساز ہے۔

مَیں ایک بار پھر اس اعزاز کیلئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کی مسرت اور کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔

ایک اور بات ہے جس کا مجھے افسوس ہے کہ مَیں اپنی لکھی ہوئی تقریر میں تذکرہ نہ کر سکا۔ میرے نوجوان دوستو! آپ کو اس اہم اور بنیادی تبدیلی کا پورا احساس ہو جانا چاہئے جو رونما ہو چکی ہے۔ اب آپ کو سرکاری ملازمت اختیار کرنے پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے جس کی آپ میں سے اکثر تمنا کیا کرتے تھے۔ اب آپ کو یہ جان لینا چاہئے کہ آپ کے لئے نئے شعبے، ذرائع اور مواقع کے دروازے کھل رہے ہیں۔ اب آپ کو اپنی توجہ سائنس، تجارت و بنکاری، بیمہ اور فنی تعلیم پر مرکوز کر دینی چاہئے۔

آپ یقیناً اخبارات میں پڑھ رہے ہوں گے کہ پاکستان میں کس تیز رفتاری سے مختلف قسم کے ایسے ادارے قائم کئے جا رہے ہیں جن کا مَیں نے تذکرہ کیا ہے۔ آپ میں سے

اکثر کو اس کا علم نہیں ہوگا کہ یہ سب کچھ کس تیزی کے ساتھ ہو رہا ہے لیکن یہ واقعی بہت تیزی سے ہو رہا ہے اور جیسے جیسے ہم آگے بڑھیں گے ان اداروں میں مسلسل اضافہ ہوتا جائے گا۔ یہی وہ راہیں، یہی وہ ذرائع ہیں جن کے باعث آپ کا بھی بھلا ہوگا اور آپ کلرکوں سے بہتر قوم کی خدمت کر سکیں گے۔ مَیں یہ بات ان لوگوں کے ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہوں جو ہمارے نوجوانوں کی تعلیم کے ذمہ دار ہیں تا کہ وہ اپنی تمام تر توجہ اور توانائیاں اس جہت پر مرکوز کر دیں۔

آپ کو پتہ نہیں کہ کیا کچھ آپ کا منتظر ہے۔ مَیں اس کی وضاحت کیلئے ایک مثال دیتا ہوں۔ مَیں ایک نوجوان کو جانتا ہوں جس نے اپنی یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حسبِ معمول سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ وہ بی کام تھا اور تجارت کے شعبے میں تھوڑی سی تربیت حاصل کر چکا تھا۔ وہ ایک سرکاری محکمے میں ڈیڑھ سو روپے ماہانہ کی نوکری پا کر بیحد خوش تھا کیونکہ ایک بی اے پاس کو اتنا بھی نہیں ملتا جتنا ایک تانگے والا اور ایک ٹیکسی والا کما لیتا ہے۔ وہ بہت خوش تھا۔ اسے ۲۵ سال کی ملازمت کے بعد بھی چند سو روپوں سے زیادہ نہ ملتے۔ لیکن اچانک کسی کی نظرِ انتخاب اس پر پڑی اور اسے اپنے بینک میں پانچ سو روپے ماہوار پر ملازم رکھ لیا۔ آج یعنی چار سال بعد مَیں آپ کو بتاؤں کہ وہ پندرہ سو روپے مہینہ کما رہا ہے۔ پندرہ سو روپے ماہانہ اسے مرتے دم تک کبھی نہ ملتے۔ اس لئے مَیں ایک بار پھر یہ بات آپ کے ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے ذہنوں کو ان ذرائع کی طرف لگائیں۔

ایک اور بات مَیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ اس طرح کا تاثر پایا جاتا ہے کہ عوام کو مجھ سے دور رکھا جاتا ہے۔ اسے آپ حکومت کا انتظام کہہ سکتے ہیں یا میرے سرکاری دورے کا تقاضا۔ مَیں اس تاثر کو زائل کر دینا چاہتا ہوں۔ مَیں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ عوام کو پوری آزادی ہے کہ وہ جو چاہیں سو کریں بشرطیکہ وہ نظم و ضبط برقرار رکھیں جبکہ عوام میری محبت میں اس قدر جوش میں آ جاتے ہیں کہ وہ ہر قاعدے اور انتظام کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ لیکن اس سے کسی کا بھلا نہیں ہوتا اور یہ خطرے کی بات بھی ہے۔ اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ ہر فرد عوام کو اور بالخصوص میرے نوجوان دوستوں کو یہ بات ذہن نشین کرا دے کہ اگر وہ مجھ سے ملنا چاہیں تو قطار بنائیں اور نظم و ضبط برقرار رکھیں تا کہ وہ مقصد پورا ہو سکے کہ مَیں آپ کو دیکھوں اور آپ مجھے دیکھیں۔

جنابِ صدر، خواتین وحضرات! مَیں دوبارہ اس اعزاز کیلئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آج آپ نے مجھے بخشا ہے۔

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۵۸

۳.۲۶

پہلے پاکستان اولمپک کھیلوں کیلئے محمد علی جناح کا پیغام

۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء

صحت مند ذہنوں کیلئے ہمیں صحت مند جسموں کی ضرورت ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں قومیں تن سازی اور جسمانی ورزش کو اس درجہ اہمیت دیتی ہیں۔ پاکستان کے پہلے اولمپک کھیلوں سے اہل پاکستان کو یہ ترغیب ملنی چاہئے کہ وہ اولمپک نصب العین ''تیز تر، بلند تر اور مضبوط تر'' کو اپنا لیں۔ مَیں ان کھیلوں کے منتظمین اور مقابلے میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کی کامیابی کیلئے دعا کرتا ہوں۔ پاکستان کو ''بلند تر، مستحکم تر اور مضبوط تر'' بنائیں۔

محمد علی جناح

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۵۹

۳.۲۷

رائل پاکستان ائیر فورس کے افسروں اور جوانوں سے محمد علی جناح کا خطاب[1]

رسالپور

۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء

رائل پاکستان ائیر فورس کے ایک یونٹ کے پہلے دورے سے مجھے بے حد مسرت حاصل ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مضبوط فضائی فوج کے بغیر کوئی بھی ملک جارح کے رحم و

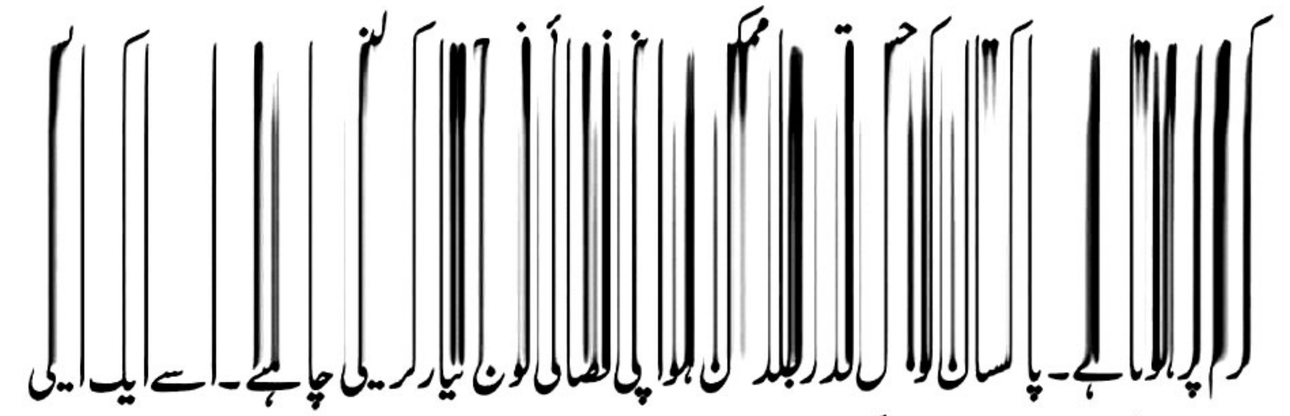

مستعد فضائی فوج ہونا چاہئے جو کسی سے کم تر نہ ہو اور پاکستان کے دفاع کو یقینی بنانے میں بری اور بحری افواج کی صف میں اپنا صحیح مقام حاصل کرے۔

دوسرے ممالک میں جو فضائی ترقیاں ہوئی ہیں مَیں ان سے پوری طرح واقف ہوں اور میری حکومت نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ رائل پاکستان ایئر فورس کسی سے پیچھے نہیں رہے گی۔

جب رائل پاکستان ایئر فورس کی ابتداء ہوئی تو سوائے وفاداری اور کامیابی حاصل کرنے کے عزم کے اس کے پاس بہت ہی کم اثاثے تھے۔ لیکن رائل پاکستان ایئر فورس کی ہیئت بننی شروع ہوگئی ہے۔ یہ اسکول جو صرف سات ماہ پہلے قائم ہوا تھا اس کی ایک عمدہ مثال ہے۔

مجھے علم ہے کہ آپ کو عملے کی قلت کا سامنا ہے لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ بھرتی کا کام تیزی سے ہو رہا ہے اور اچھے لوگ آگے آ رہے ہیں۔ اس دوران میں رائل پاکستان ایئر فورس کے رضا کاروں نے اپنی خدمات پیش کی ہیں اور ان کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ آپ کو ہوائی جہازوں اور ساز و سامان کی کمی کا بھی سامنا ہے لیکن ضروری ساز و سامان کے حصول کیلئے کوششیں کی جا رہی ہیں اور جدید جہازوں کے لئے آرڈر دیدیے گئے ہیں۔

تاہم ہوائی جہازوں اور عملے کی تعداد خواہ کتنی بھی ہو بے سود ہے جب تک کہ ہوائی فوج میں باہم مل جل کر کام کرنے کا جذبہ اور نظم و ضبط کا شدید احساس نہ ہو۔ مَیں آپ کو یہ یاد رکھنے کی تاکید کرتا ہوں کہ نظم و ضبط اور خود اعتمادی سے سرشار رائل پاکستان ایئر فورس ہی پاکستان کے شایانِ شان ہو سکتی ہے۔

اس اسکول کی ترقی کے بارے میں جان کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے اور ایئر کمانڈر اور آپ کی خواہش کے مطابق مَیں آج سے اسے ''دی پاکستان ایئر فورس کالج'' کے نام سے موسوم

کرتا ہوں۔ مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے اسکول اور آپ سب کی جملہ کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۶۳

۳.۲۸

تیسرے آرمرڈ برگیڈ کے افسروں اور جوانوں سے محمد علی جناح کا خطاب[1]

رسالپور

۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء

آج مجھے آپ کے صدر دفتر آ کر خوشی ہوئی۔ جیسا کہ اس کا نام ''رسالپور'' ظاہر کرتا ہے یہ طویل عرصے سے گھڑ سوار رسالے کا مسکن رہا ہے۔ صدیوں تک گھڑ سوار دستے کو ہر قوم میں جیشِ اعلیٰ کا درجہ حاصل رہا ہے۔ اگرچہ آپ نے اپنے مرکب کو ان دہشت ناک مشینوں یعنی ٹینکوں سے تبدیل کر لیا ہے تاہم آپ کی مستقل مزاجی، صبر و تحمل اور بردباری جس کا ایک گھڑ سوار کو مظاہرہ کرنا ہوتا ہے اب بھی آپ کیلئے مشعلِ راہ ہونی چاہئے۔

آپ کا برگیڈ نہ صرف پاکستان کی فوج میں بلکہ پورے عالمِ اسلام میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد ہے۔ یہ طرہ امتیاز جو آپ کے پاس ہے سب سے بڑی مسلم مملکت کی ستائش کا مناسب اظہار ہے۔

دوسری عالم گیر جنگ میں آپ کی فتوحات اور کامیابیاں مشہور ہیں اور مجھے انہیں یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ۱۴ویں فوج کی منی پور سے رنگون تک پیش قدمی کے دوران آپ کے برگیڈ نے ہمیشہ ہراول دستے کا کردار ادا کیا اور مشہور ۱۴ویں فوج کا نشان جس کو بدستور سجانے کا حق آپ کو ابھی تک حاصل ہے وہ آپ کے کارہائے نمایاں کیلئے موزوں ہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد اس برگیڈ کی کم و بیش ہر یونٹ کی دوبارہ تشکیل ہوئی ہے اور اس

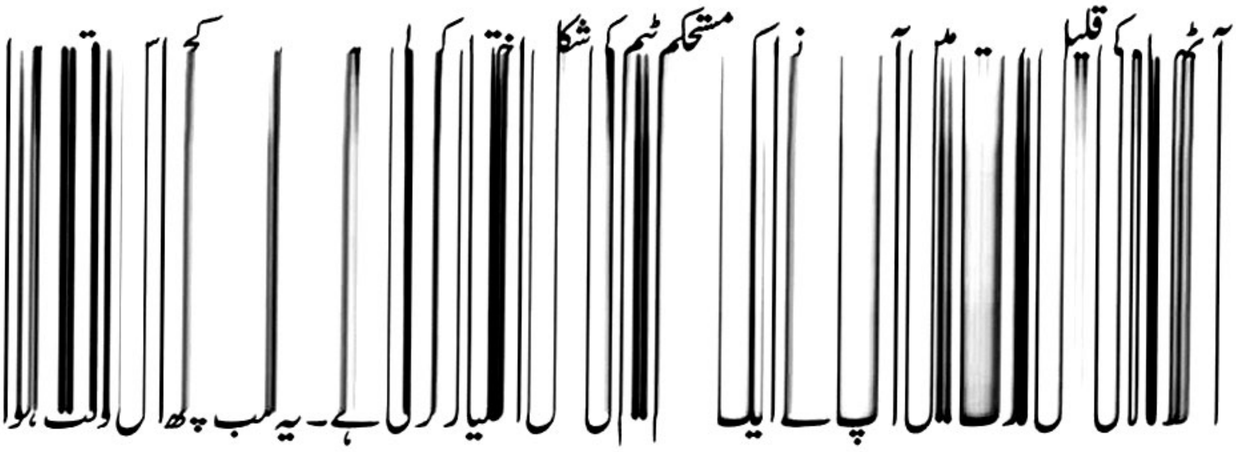

جب آپ کو مسلسل طور پر مشرقی پنجاب اور دیگر ریاستوں کے لاکھوں بے کس مسلمانوں کے انخلاء اور اپنی سرحدوں کے اندر امن و امان برقرار رکھنے کیلئے گونا گوں فرائض سے عہدہ برآ ہونے کیلئے کہا جاتا رہا۔ بذاتِ خود یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور اس کو عالی حوصلگی، دیانت، ادائیگیِ فرض سے بے لوث لگن اور وفاداری ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ مجھے کوئی شک نہیں کہ آپ ہر اس مشکل ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے تیار ملیں گے جس کے لئے آپ کو طلب کیا جائے گا۔

آخر میں مَیں اس بات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس جدید اور تازہ ترین ساز و سامان اور تربیت سے مزین دستے کو دیکھ کر کس قدر مسرت ہوئی ہے۔ اس سے آپ کی قوم کا دنیا کی بڑی قوموں کی صف میں مساوی مقام حاصل کرنے کی صلاحیت کا اظہار ہوتا ہے۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۶۴

۳۲۹

پاکستان آرمرڈ کور مرکز کے افسروں اور جوانوں سے محمد علی جناح کا خطاب[۱]

نوشہرہ

۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء

افسرو اور جوانو! جیسا کہ آپ جانتے ہیں تقسیم کے وقت آرمرڈ کور کے تربیتی ادارے ہندوستان میں تھے۔ ہمارے پاس آرمرڈ کور کی تربیت کا کوئی ادارہ نہیں تھا۔ حقیقتاً ہمیں پاکستان میں تہی دستی سے کام شروع کرنا پڑا اور یہ انتہائی ضروری تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے پاکستان میں تربیتی ادارہ قائم کرنے کے لئے اقدام کئے جائیں تا کہ (الف) رنگروٹوں کی بھرتی کا کام رکنے نہ پائے (ب) ان کی تربیت جاری رہنے میں کم سے کم وقفہ آئے اور (ج) فوجی دستوں کیلئے تربیتی نصاب جاری رہے۔ لیکن بدقسمتی سے اکتوبر تک ہندوستان سے پاکستان کا ساز و سامان نکال کر لانے میں

کافی تاخیر ہوگئی اور مجھے یہ کہتے ہوئے بڑی خوشی ہورہی ہے کہ آپ سب کی انتھک کوششوں کی بدولت اتنے قلیل عرصے میں اب اس مرکز کے تمام شعبوں میں مکمل طور پر کام ہورہا ہے۔

رسالہ ہمیشہ سے فوج کا ہراول دستہ رہا ہے یہ بات آج کے مشینی دور میں بھی اتنی ہی درست ہے جتنی گھوڑوں کے زمانے میں تھی۔ اپنا کردار ادا کرنے کیلئے رسالے میں بہترین افسر اور جوان ہونے چاہئیں۔ آیا وہ اپنا یہ مقام حاصل کرسکیں گے اس کا بڑی حد تک انحصار خود انہی پر ہے آپ کو ایک رنگروٹ ملتا ہے اور آپ اسے ایک تربیت یافتہ فوجی بنا دیتے ہیں۔ آپ افسروں اور جوانوں کو اپنے شعبے کی جملہ اور تازہ ترین ترقیوں کے بارے میں تربیت دیتے ہیں۔ اسی تربیت اور تدریس پر آرمرڈ کور کی مجموعی صلاحیت کا دارومدار ہوتا ہے۔

آپ میں سے جو لوگ مرکز کے تدریسی عملے میں شامل ہیں انہیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اصلاح کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے اور بہت کچھ آپ کی مساعی پر منحصر ہوتا ہے۔

آپ میں سے جو لوگ زیرِ تربیت ہیں وہ یہاں موجود مواقع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کیلئے اپنی بہترین کارکردگی دکھانے کا عزم کرلیں۔

آپ میں سے بہت سے لوگ ایسے بھی اس پریڈ میں موجود ہیں جو پنشن پر جانے یا سبکدوش ہونے سے قبل یہاں آئے ہیں۔ آپ کی فوجی ملازمت کی میعاد مکمل ہوچکی ہے اور آپ نے اپنی زندگی کے بہترین سال اپنے ملک کی خدمت میں صرف کردیے۔ آپ کا ملک آپ کا ممنون ہے۔ آپ میں سے اکثر کی یہ خواہش ہوگی کہ وہ فوج کو خیرباد نہ کہیں لیکن یہ ناگزیر بات ہے۔ تمام عظیم جنگوں کے بعد فوج کو زمانہ امن کی سطح پر لانے کیلئے تخفیف ضروری ہوتی ہے اور پھر سب (ہمیشہ کیلئے) تو نہیں رہ سکتے۔

یاد رکھئے کہ آپ نے فوج میں رہ کر دنیا کے بارے میں اور ایک اچھے شہری کے فرائض کے متعلق بہت کچھ سیکھا ہے۔ آپ اپنے علم کو گھروں میں پھیلا کر اور اپنی زندگی کی مثال قائم کر کے ملک کی خدمت جاری رکھ سکتے ہیں۔

آپ میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ہندوستان سے ہجرت کر کے یہاں آئے

ہیں۔آپ اپنے اور اپنے کنبوں کے مستقبل کے بارے میں تذبذب کا شکار ہیں۔مَیں آپ کو

یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اس مسئلے پر بھرپور اور مخلصانہ توجہ دے رہی ہے اور آپ لوگوں کی آبادکاری کے انتظام میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے گا۔

مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ اس مرکز نے ۴۵۱۶ روپے کا عطیہ قائداعظم ریلیف فنڈ میں دیا ہے جو مہاجرین کے کام میں کافی مدد دے رہا ہے۔

اپنے دستے کے جذبۂ اتحاد کو فراموش نہ کیجئے یعنی اپنی رجمنٹ پر فخر، اپنی کور پر مجموعی طور پر فخر اور اپنے ملک پاکستان پر فخر اور اس سے عقیدت، پاکستان آپ پر انحصار کرتا ہے اور اپنے ملک کے دفاع کرنے والوں کی حیثیت سے آپ پر یقین رکھتا ہے۔آپ خود کو اس کا اہل ثابت کریں۔اس فوج کا وقار آپ کے آباواجداد کی لگن اور بہادری سے بنا ہے۔اب آپ ان کی باخلف اولاد بن کر دکھائیں۔

آپ نے اپنی ابتدا بہت اچھی کی ہے اور بہت کچھ حاصل کرلیا ہے۔اسی طرح اپنا کام جاری رکھیں اور پاکستان آرمرڈ کور کے سب کام ٹھیک رہیں گے۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۲۶۵

۳۰۔۳

گورنمنٹ ہاؤس میں سرکاری افسروں سے محمد علی جناح کا خطاب[1]

پشاور

۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء

میری آپ سے ملاقات کا سبب یہ ہے کہ مَیں آپ سے جو اس صوبے میں پاکستان کی انتظامیہ کے اہم عہدوں پر فائز ہیں دو چار باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات جو مَیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کو کسی سیاسی جماعت یا کسی

سیاستدان کے سیاسی دباؤ میں نہیں آنا چاہئے۔ اگر آپ پاکستان کے وقار اور عظمت کو اونچا رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو کسی دباؤ کا شکار نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنا فرض عوام اور ملک کے خادم کے طور پر بے خوفی اور دیانتداری کے ساتھ سرانجام دینا چاہئے۔ عمالِ حکومت ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہیں۔ حکومتیں بنتی اور ٹوٹتی رہتی ہیں۔ وزرائے اعظم اور وزراء آتے جاتے رہتے ہیں لیکن آپ برقرار رہتے ہیں اور اس لئے آپ کے کاندھوں پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس سیاسی جماعت یا اس سیاسی جماعت، اس سیاسی رہنما یا اس سیاسی رہنما کی تائید میں آپ کی شرکت نہیں ہونی چاہئے۔ یہ آپ کا کام نہیں ہے۔ آئین کے تحت جو بھی حکومت بنتی ہے اور جو کوئی بھی معمول کے مطابق آئینی ذریعے سے وزیراعظم یا وزیر بن کر آتا ہے آپ کا فرض نہ صرف یہ ہے کہ آپ حکومت کی فرمانبرداری اور وفاداری سے خدمت کرتے رہیں بلکہ اس کے ساتھ اپنی اعلیٰ شہرت اپنے وقار، اپنی عزت اور اپنی ملازمت کی نیک نامی کو بھی برقرار رکھیں۔ اگر آپ اپنے کام کا آغاز اس عزم کے ساتھ کریں گے تو آپ ہمارے تخیل اور ہمارے خوابوں کے مطابق پاکستان کی تعمیر میں اہم کردار ادا کر سکیں گے یعنی ایک پُرشکوہ مملکت کی اور دنیا کی عظیم ترین قوموں میں سے ایک قوم کی تعمیر۔

جہاں یہ بات مَیں آپ کے گوش گذار کر رہا ہوں وہیں مَیں آپ کی جانب سے اپنے رہنماؤں اور سیاستدانوں کو بھی یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ کبھی آپ کے سرکاری کام میں دخل دینے کی کوشش کریں گے اور آپ پر سیاسی دباؤ ڈالیں گے تو اس کا نتیجہ بدعنوانی، رشوت ستانی اور اقربا پروری کی شکل میں برآمد ہوگا جو کہ ایک خطرناک مرض ہے اور جس کی وجہ سے نہ صرف آپ کا صوبہ بلکہ دوسرے بھی نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اگر وہ اس طرح کی کوشش کرتے ہیں اور آپ کے کام میں مداخلت کرتے ہیں تو مَیں کہوں گا کہ وہ پاکستان کی کوئی خدمت نہیں کر رہے۔

مجھے توقع ہے کہ آپ میں سے ہر ایک اپنے اپنے دائرہ کار اور ذمہ داری کو سمجھے گا اور دوسروں کے ساتھ ہم آہنگی اور مکمل تعاون کے ساتھ کام کرے گا اور یہ بات ذہن میں رکھے گا کہ

ہر شخص کو اپنی حدود میں رہ کر فرض سرانجام دینا ہے۔ اگر آپ اپنی طرف سے اس عزم اور جذبے

سے کام شروع کریں گے تو مجھے امید ہے کہ دوسرے فریق خود ہی اس امر کا احساس کر لیں گے کہ وہ اس محکمے یا اس محکمے، اس افسر یا اس افسر پر اثر انداز ہو کر کتنا بڑا فتنہ اٹھا رہے ہیں اور اس سے سرکاری ملازموں کے حوصلے کس درجہ پست ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے عزم پر مضبوطی کے ساتھ ڈٹے رہیں گے تو گویا آپ اپنی قوم کی عظیم خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ سرکاری افسروں کو اپنے دباؤ یا اثر میں لانے کی علت سیاستدانوں اور سیاسی جماعتوں میں عام ہے۔ لیکن مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ ابھی بلکہ آج ہی سے میرے اس حقیر مشورے پر کاربند رہنے کا عزم کر لیں گے۔

ممکن ہے کہ آپ میں سے کچھ لوگوں کو صرف اس وجہ سے عتاب کا شکار ہونا پڑے کہ آپ وزراء کی مرضی کے مطابق کام نہ کر سکے۔ مجھے امید ہے کہ ایسا نہیں ہوگا تاہم اس بات کا امکان ہے کہ آپ کو مصیبت میں پھنسا دیا جائے کہ آپ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ آپ ٹھیک کام کر رہے تھے۔ خود کو داؤں پر تو لگانا ہوگا اور مَیں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ ضرورت پڑے تو آگے بڑھیں اور قربانی پیش کریں اور اس صورت حال کا مقابلہ کریں کہ آپ کا نام سیاہ فہرست میں درج ہوگا یا دوسرے طریقوں سے آپ کو پریشان کیا جائے گا یا اذیت پہنچائی جائے گی۔ اگر آپ اپنی قربانیوں کی مثالیں مجھے دے سکیں تو یقین کیجئے کہ آپ میں سے کچھ لوگوں کا مداوا ہم بہت جلد تلاش کر لیں گے۔ مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر آپ اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریاں دیانتداری، خلوص اور مملکت کے ساتھ وفاداری سے سرانجام دیتے رہیں تو آپ سیاہ فہرست میں نہیں رہیں گے۔ آپ ہی لوگ ہیں جو ہمیں یہ موقع فراہم کر سکتے ہیں کہ ہم ایک ایسا مضبوط ادارہ تخلیق کر دیں جو آپ کے مکمل احساسِ تحفظ کی ضمانت ہو۔

ہر شخص کو یہ شعور ہونا چاہئے کہ پوری حکومت اور آئین میں جس کے تحت ہم کام کر رہے ہیں بنیادی اور اہم تبدیلی آ چکی ہے۔ اب آپ کو ایک ایسا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ایسے جذبے سے کام کرنا چاہئے کہ ہر شخص کے ساتھ عادلانہ سلوک ہو اور ہر شخص کے

ساتھ انصاف کیا جائے اور نہ صرف یہ کہ منصفانہ کارروائی ہو بلکہ لوگ یہ محسوس کریں کہ ان کے ساتھ انصاف کیا گیا ہے۔ کچھ لوگ خودغرض بھی ہوتے ہیں — اور مجھے معلوم ہے کہ آپ کا طبقہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں — جو فوری فوائد کی فکر میں رہتے ہیں اور اپنے لئے بہتر مواقع اور ترقیوں کے حصول کیلئے کام کرتے ہیں اور اس طرح کچھ عرصے کیلئے دشواریاں پیدا کرتے ہیں اور ایسے لوگ کبھی خود کو صوبے کا خیرخواہ ظاہر کرتے ہیں اور کبھی پردیسیوں مثلاً پنجابی، سندھی یا پٹھانوں کے خلاف نعرہ بازی شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں عوام کو ابھارنے اور انہیں ایک متحد عظیم قوم بنانے کے کام میں مزاحمتیں اور رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔ بلاشبہ یہ آپ کا صوبہ ہے اگر آپ کے پاس ایسے افراد موجود ہیں جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے اہل ہیں تو وہ ہماری نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکتے۔ آپ ہمیں متوجہ کریں اور ہمیں بتائیں کہ یہ اہل شخص ہے تو نہ صرف یہ کہ ہم اس بات پر بہت خوش ہوں گے کہ وہ اس صوبے میں پھلے پھولے اور ترقی کرے بلکہ ہم تو اس بات کا بھی اہتمام کریں گے کہ اسے پاکستان میں اس کے مرتبے کے مطابق مقام دیا جائے۔ ہمیں ایسے افراد کی ضرورت ہے جو اعلیٰ عہدوں کیلئے موزوں ہوں اور بعض اوقات صحیح قسم کے لوگ ڈھونڈنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس وقت بہت سے کام بیک وقت جاری ہیں اور مجھے صحیح عہدے کیلئے صحیح آدمی کی تلاش میں کافی دقت پیش آتی ہے۔ یہ بہت دشوار کام ہے۔ مَیں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں کہ مجھے صحیح لوگ مل جائیں۔ اگر آپ مجھے تھوڑی سی مہلت، اپنی حمایت اور اپنا تعاون پیش کریں تو یقین کیجئے کہ آپ کا دائرہ ملازمت صرف آپ کے صوبے تک ہی محدود نہیں رہے گا بلکہ اسے پورے پاکستان تک وسیع کر دیا جائے گا۔ یہ کام فوراً نہیں ہوسکتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی اور عوام کی اعانت، تعاون اور حمایت سے ہم نہایت تیزی سے ترقی کر سکیں گے۔

آخر میں مَیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اب تک آپ نے اچھا کام کیا ہے۔ وہ پُرخطر حالات جن میں ہم نے برطانوی حکومت سے اقتدار لیا تھا گزر چکے ہیں۔ یہ بہت بڑا کام تھا اور ہماری راہ میں مشکلات بھی پیدا کر دی گئی تھیں۔ مجھے ان کی تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت نہیں لیکن آپ کو علم ہے کہ ہم نے کس طرح پاکستان کو کچلنے اور ٹکڑے کرنے کی منظّم سازش کا

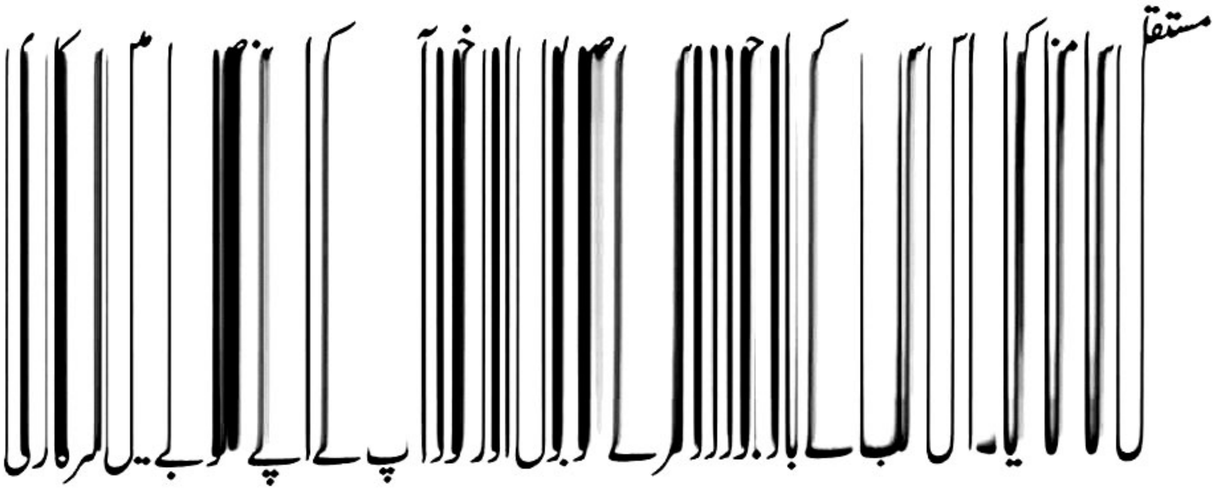

عہدہ داروں نے خوب کام کیا۔ ہم نے تمام سازشوں سے پہلو بچایا اور ان کا مقابلہ کیا اور اس معاملے میں آپ کا صوبہ بھی کسی سے پیچھے نہیں رہا۔ لہٰذا مَیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ یہاں کا نظم ونسق چلایا۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ اسی جذبے کے ساتھ کام کرتے رہیں گے۔ ابھی اصلاح کی کافی گنجائش موجود ہے۔ ہمیں بہت کچھ سیکھنا ہے اور خود کو نئی صورتِ حال اور درپیش نئے مسائل سے نمٹنے کیلئے تیار کرنا ہے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ آپ اپنا کردار بطریقِ احسن ادا کریں گے۔

مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہ چند باتیں کہنے کا موقع دیا۔ مَیں آپ کی کاوشوں کی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۷۲

۳۳۱

۲/۱۵ پنجاب مشین گن رجمنٹ کو پرچم پیش کرنے کی تقریب سے محمد علی جناح کا خطاب[۱]

پشاور

۱۵ اپریل ۱۹۴۸ء

مجھے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ آپ کی رجمنٹ کو پرچم پیش کرنے کی تقریب کے اس موقع پر مَیں بے حد فخر محسوس کر رہا ہوں۔ آپ کی رجمنٹ جیسے ادارے کی تشکیل کیلئے نظم و ضبط کا بے پناہ شعور، فرمانبرداری، بے لوث لگن اور جسمانی برداشت جیسے اعلیٰ اوصاف درکار ہوتے ہیں۔ تاہم کوئی شخص بھی اعلیٰ اوصاف کے متعلق ہر وقت سوچ میں ڈوبا نہیں رہ سکتا اور فی الحقیقت ایسا شخص ایک سادہ لوح آدمی ہی ہوگا جو اوصاف کے تجزیے میں گم ہو کر رہ جائے۔ لیکن مَیں اس

بات کومختصر الفاظ میں واضح کر دیتا ہوں۔ یہ تمام اوصاف ایک مختصر جملے میں سموئے ہوئے ہیں۔ یعنی ''اپنی رجمنٹ سے وفادری'' اور آپ کا پرچم اس بات کی علامت اور یاددہانی ہے کہ آپ کی رجمنٹ کی ذمہ داریاں بھی اسی طرح ہیں جس طرح اپنی قوم کیلئے آپ کی ذمہ داریاں ہیں۔آپ نے جو جنگیں لڑی ہیں ان میں مجھے آپ کی کارکردگی کی ستائش کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تاریخی حقائق ہیں تاہم مَیں اتنا ضرور کہوں گا کہ مَیں نے آپ کے مجاہدانہ کارناموں کے تذکرے بڑی دلچسپی اور فخر سے سنے ہیں لیکن ایک رجمنٹ کو میدانِ جنگ میں گولیوں کی باڑ کے آگے کھڑا رہنے کے علاوہ بھی بہت کچھ کرنا پڑتا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ کے سامنے آئندہ کیلئے جنگ کی نسبت امن کے ایام زیادہ ہوں گے۔

آپ ہمیشہ ان اصولوں کے پابند رہیں جن کا آپ نے ابھی ازسرِنو عہد کیا ہے۔یعنی پاکستان کی خدمت، کمزوروں کی حفاظت میں اپنا کردار ادا کیجئے اور اپنے رفقاء کی شاندار یادوں کیلئے بھی اور یوں اسلام کی شان کو مزید بلند کیجئے۔

الفاظ سے زیادہ عمل کی اہمیت ہوتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب آپ کو اپنے ملک کے دفاع اور قوم کی سلامتی اور تحفظ کیلئے پکارا جائے تو آپ اپنی روایات کو قائم رکھیں گے۔ مجھے اعتماد ہے کہ آپ پاکستان کے پرچم کو سربلند اور ایک عظیم قوم کی حیثیت سے اس کی عزت اور وقار کو برقرار رکھیں گے۔

آپ کو بتاتا چلوں کہ آپ کے نئے سفر میں میری بہترین خواہشات آپ کے ساتھ ہوں گی۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۲۷۸

۳۳۲

مختلف قبائلی جرگوں کے سپاسناموں کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر[1]

پشاور

۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء

مَیں ایک عرصے سے آپ لوگوں سے ملاقات کا متمنی تھا۔ آپ شمال مغربی سرحدی قبائل کے نمائندے ہیں اور آج مَیں آپ سے ملاقات کر کے بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ مَیں آپ کے اپنے علاقوں میں آپ سے ملاقات کیلئے نہ آ سکا لیکن مجھے امید ہے کہ مَیں آئندہ کسی وقت آ سکوں گا۔

آپ نے جو میرا خیر مقدم کیا اور میری ذات کے بارے میں جو باتیں کیں مَیں ان کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مَیں نے جو کچھ کیا اسلام کے ایک خادم کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کیا ہے اور حتی الامکان اپنی قوم کی مدد کرنے کی کوشش کی ہے۔

مَیں اس بات کیلئے ہمیشہ کوشاں رہا ہوں کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر دیا جائے اور مجھے امید ہے کہ پاکستان کو عظیم اور عالی شان مملکت بنانے کے اس اہم مرحلے میں آپ کو یہ احساس ہوگا کہ اس وقت اتحاد کی اس سے کہیں زیادہ ضرورت ہے جتنی کہ حصولِ پاکستان کے مرحلے میں تھی جسے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے ہی حاصل کر چکے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کام میں مجھے آپ کی مکمل حمایت حاصل ہوگی۔

مَیں چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان اپنی پوری کوشش کرے اور مسلمانوں میں مکمل اتحاد قائم کرنے میں میری مدد اور حمایت کرے۔ مجھے اعتماد ہے کہ آپ اس کام میں کسی فرد یا پاکستان کے کسی علاقے سے پیچھے نہیں رہیں گے۔

ہم مسلمان ایک خدا، ایک کتاب یعنی قرآنِ حکیم اور ایک رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے بھی متحد ہو کے رہنا چاہئے۔ آپ کو اس پرانی کہاوت کا علم ہوگا کہ اتحاد میں قوت ہے، یکجہتی میں ہماری بقاء اور انتشار میں ہماری فنا ہے۔

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے پاکستان کے ساتھ اپنی وفاداری کا عہد کیا ہے اور یہ کہ آپ اپنے تمام وسائل اور اہلیت کے ساتھ پاکستان کی مدد کریں گے۔ آپ نے جس عہد کا آج اعلان کیا ہے مَیں اس کی تعریف کرتا ہوں۔ قیامِ پاکستان کے سلسلے میں آپ نے پہلے ہی جو کردار ادا کیا ہے مجھے اس کا بخوبی علم ہے اور مَیں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں میرے ساتھ ہمدردی اور حمایت کی ہے۔

آپ کی وفاداری، اعانت، یقین دہانیوں اور اعلانات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایک پائیدار اور حتمی علامت کے طور پر ہم نے وزیرستان سے فوجیں واپس بلانے کا حکم جاری کر دیا ہے کیونکہ ہم آپ پر سرحد کی دوسری جانب رہنے والے مسلمان بھائیوں کی حیثیت سے پورا اعتماد اور اعتبار کرتے ہیں۔

مجھے اس امر پر بھی خوشی ہے کہ آپ کو اس کا بھی پورا شعور ہے کہ اب حالات بالکل مختلف ہو چکے ہیں۔ اب یہ کوئی غیر ملکی حکومت نہیں ہے جیسی کہ پہلے تھی بلکہ اب یہ ایک مسلم حکومت ہے اور اس عظیم آزاد، خودمختار مملکتِ پاکستان کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے۔

اب یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ آپ کا بھی اور میرا بھی اور ہر پاکستانی کا کہ ہم نے جو مملکت قائم کی ہے اسے زندگی کے ہر شعبے میں تقویت بخشی جائے اور اسے سب لوگوں بالخصوص حاجت مندوں کیلئے خوشحال اور شادمان بنا دیا جائے۔

پاکستان کی یہ بالکل خواہش نہیں ہے کہ وہ آپ کی داخلی آزادی میں بے جا مداخلت کرے اس کے برخلاف پاکستان چاہتا ہے کہ خود انحصاری اور خود کفالت میں حتی الامکان آپ کی مدد کرے اور آپ کی تعلیمی، معاشرتی اور معاشی ترقی میں آپ کی اعانت کرے اور جیسا کہ اب تک طریقہ رہا ہے آپ کو سالانہ وظائف کے رحم و کرم پر نہ چھوڑا جائے جس کا مطلب ہے کہ جب سال ختم ہو تو پرانی حالت واپس آ جائے یعنی وظائف اور ممکن ہو سکے تو ان میں کچھ اضافے کی مانگ۔

ہم چاہتے ہیں کہ آپ باعزت شہریوں کی طرح اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں

اورآپ کو پوری ترقی کے مواقع حاصل ہوں تا کہ آپ اپنی اور اپنے خطے کی بہترین صلاحیت کے مطابق پیداوار حاصل کرسکیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ صوبہ سرحد خسارے کا صوبہ ہے لیکن اس کی ہمیں زیادہ پریشانی نہیں۔ سرحد پار اپنے قبائلی بھائیوں کی معاشی اور معاشرتی زندگی کی تعمیر کیلئے پاکستان کو مالی یا کسی اور قسم کی امداد دینے میں ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی۔

مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ تعلیم از حد ضروری ہے اور مجھے خوشی ہے کہ آپ اس کی اہمیت کی قدر کرتے ہیں۔ یہ میرے لئے اور میری حکومت کیلئے بھی مستقل اطمینان کی بات ہوگی کہ آپ کے بچوں کی تعلیم میں آپ کی مدد کی جائے اور آپ کے تعاون اور مدد سے ہم بہت جلد اس سمت میں پیش قدمی کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

پاکستان کی فوجی اور سول ملازمتوں میں آپ کی شمولیت کی خواہش پر مَیں اور میری حکومت پوری طرح غور کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ اس معاملے میں بھی غیر ضروری تاخیر کے بغیر کچھ نہ کچھ پیش رفت ہوسکے گی۔

آپ نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا ہے کہ ماضی میں آپ کو جو فوائد مثلاً وظائف اور خاصہ داری حاصل تھے وہ بدستور ملتے رہیں گے۔ میری حکومت یا میری ایسی کوئی خواہش نہیں کہ جب تک آپ پاکستان کے فرمانبردار اور وفادار رہیں موجودہ انتظام میں آپ سے مشورہ کیے بغیر کوئی ردوبدل کیا جائے۔

مجھے علم ہے کہ غلّے، کپڑے اور چینی کی قلت ہے۔ آپ کو احساس ہونا چاہئے کہ ساری دنیا مشکل وقت سے گذر رہی ہے اور پاکستان اس سے مستثنیٰ نہیں درحقیقت دنیا بھر کو مشکلات کا سامنا ہے لیکن یہ نہیں کہ ہمیں اس مسئلے کا احساس نہیں۔ ہم اپنی بھرپور صلاحیت کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں بلوچستان اور صوبہ سرحد کا خاص خیال ہے اور اس ضمن میں آپ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ ضروری اشیاء آپ کو بروقت اور کافی مقدار میں پہنچ جائیں۔ مَیں امید کرتا ہوں اور اس وقت کا منتظر ہوں جب حالات زیادہ معمول پر آجائیں گے تا کہ جہاں تک خوراک، کپڑے، مکان اور دیگر اشیائے صرف کا تعلق ہے ہم زیادہ آرام اور

آسائش سے رہ سکیں۔

آخر میں مَیں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے پاکستان کی حمایت کیلئے پوری دلجمعی سے یقین دہانی کرائی اور اپنی وفاداری کا واشگاف اعلان کیا تا کہ مملکتِ پاکستان اسلام کی سطوت وشکوہ کی بلندیوں کو پا سکے اور ایک عظیم اور جلیل القدر قوم کی حیثیت سے دیگر اقوامِ عالم کی صف میں اپنا مقام حاصل کر سکے۔

پاکستان زندہ باد

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۸۹

۳۴۳

ایڈورڈز کالج کے سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر کی رپورٹ[1]

پشاور

۱۸ اپریل ۱۹۴۸ء

۱۸ اپریل کو پشاور میں گورنر جنرل پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے ایڈورڈز کالج کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اپنی حکومت کی تعریف کیجئے جب وہ خدمت کرے، تنقید کیجئے جب وہ خدمت نہ کرے لیکن ہر وقت تنقید نہ کرتے رہیے اور نہ ہی تخریبی تنقید میں مصروف رہیے اور نہ وزارت یا عہدہ داروں کی مذمت کرنے میں لطف اٹھایئے۔''

''یہ کوئی غیر ملکی حکومت نہیں ہے کہ آپ مبالغہ آرائی کر کے محظوظ ہوں۔ یہ آپ کی حکومت ہے۔ لہٰذا جب کوئی اچھا کام ہو تو اسے سراہیے۔ بیشک جب کوئی غلط کام کیا جائے تو بے خوفی سے اس پر تنقید کیجئے۔ مَیں تنقید کا خیر مقدم کرتا ہوں بشرطیکہ وہ دیانتدارانہ اور تعمیری ہو۔''

قائداعظم نے زور دے کر کہا کہ ملک کے شہریوں کو چاہئے کہ وہ اپنے نقطہ نظر کا از سرِ نو تعین کریں تا کہ ماضی کے ان ورثوں میں انقلابی تبدیلی لائی جائے جو ان کیلئے مصیبت بنے ہوئے

ہیں یعنی ذہنیت، کردار اور فرسودہ رواج جن کے وہ ایک صدی سے زیادہ غلامی کے دور میں اسیر رہے ہیں۔

قائداعظم نے ملک میں سائنسی اور فنی تعلیم کی ضرورت پر زور دیا کیونکہ اس طرح ملک کو اس وقت جو مختلف النوع مسائل درپیش ہیں ان کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔

انہوں نے کہا کہ مَیں اس ادارے کیلئے اجنبی نہیں ہوں۔ جیسا کہ آپ کے سپاسنامے میں بجا طور پر مذکور ہے مَیں ۱۹۳۶ء میں یہاں آیا تھا۔ شاید آپ میں سے اکثر کو اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ اس وقت کیا واقعہ ہوا تھا۔ لیکن جناب پرنسپل اس وقت آپ کے ادارے نے مجھ سے جس ہمدردی اور مہربانی کا سلوک کیا تھا اسے مَیں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ ایک جملے میں اگر بیان کروں تو کہوں گا کہ مجھے ۱۹۳۷ء میں اس صوبے سے لغوی معنوں میں نکال باہر کر دیا گیا تھا۔ لیکن مَیں اس سے دل شکستہ نہیں ہوا مَیں گذشتہ انتخابات کے موقع پر ۱۹۴۵ء یا ۱۹۴۶ء میں ایک دفعہ پھر آیا تھا۔ اس وقت مَیں نے محسوس کیا کہ بہت بڑی تبدیلی آ چکی ہے لیکن بدقسمتی سے اس موقع پر بھی ہمیں شکست ہوئی۔ تاہم مَیں آپ کو ناگوار باتیں یاد نہیں دلانا چاہتا۔

میرے نوجوان دوستو، خواتین و حضرات! مَیں صرف ایک بات کہوں گا اور وہ یہ کہ آپ کے صوبے کو بہت سی تکالیف اور پریشانیوں سے گذرنا پڑا لیکن خدا کے فضل و کرم سے بالآخر یہ بچ گیا۔ آج مَیں یہاں بہتر حالات دیکھ کر خوش ہوں کسی کو اس سے زیادہ اور کیا توقع ہو سکتی ہے کہ اب یہ شاندار خطۂ ارض ایک آزاد اور خودمختار اسلامی حکومت کے تحت آ گیا ہے۔

جناب پرنسپل! پچھلی بار جب مَیں یہاں آیا تو آپ کے ادارے نے مجھ پر لطف و کرم کیا اور آج آپ نے ازراہِ عنایت مجھے اعلیٰ ترین خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ مَیں آپ کا، آپ کے عملے کا اور اپنے نوجوان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کے سپاسنامے سے اس ادارے کی ترقی کا حال جان کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ آپ کے کالج کی تاریخ ایسی ہے جس پر ہر طالب علم فخر کر سکتا ہے۔ صوبۂ سرحد کے لوگوں میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھنے میں آپ کی متعدد سرگرمیوں کا حال باعثِ مسرت ہے۔

جناب پرنسپل! آپ نے اپنے سپاسنامے میں ایسے امور کا تذکرہ کیا ہے جو خود میری توجہ کا مرکز ہیں۔ مجھے مکمل اتفاق ہے کہ محض کلرک اور سرکاری اہلکار تیار کرنے کے بجائے اب آپ کا کالج طلباء کو ایسے موزوں مضامین پیش کر رہا ہے جو انہیں تجارت، کاروبار، صنعت، بنکاری اور بیمے کے شعبوں میں عہدے سنبھالنے کے لائق بنا دیں گے۔

جناب پرنسپل یہ بات بہت خوش آئند ہے جو مَیں نے آپ کے سپاسنامے میں دیکھی اور جو شاذ و نادر نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنی حاجات آپ کی خدمت میں پیش کرنا نہیں چاہتے کیونکہ عزت مآب وزیر اعظم خان عبدالقیوم خان نہایت عمدگی سے ہماری خبر گیری کر رہے ہیں اور وہ ہمارے وجدان کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ یہ بات جیسا کہ مَیں نے کہا بہت غیر معمولی ہے۔ عام طور پر ہر جماعت، ہر ادارہ، ہر فرد ایک طریقۂ کار کا عادی ہوتا ہے۔ یا تو یہ تعریفوں اور خوشامد سے پُر ہوتا ہے جو حوصلہ شکن بات ہے یا شکایات اور شکووں سے بھرا ہوتا ہے۔ زیادہ تر سپاسنامے گذارشوں اور التجاؤں کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔

خواتین و حضرات! مَیں آپ کو الزام نہیں دیتا۔ یہ تو اس نظام کی خامی ہے جس کے تحت ہم کام کر رہے ہیں اور جس نے ہماری قوم کے حوصلے پست کر دیئے ہیں۔ وہ نہ تو یہ دیکھتے ہیں اور نہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ کس قدر انقلابی اور بنیادی تبدیلی رونما ہو چکی ہے۔ آپ کو گذارشات اور التجائیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ حکومت آپ کی حکومت ہے۔ لیکن ہر حکومت اپنی حکمتِ عملی اور اپنے پروگرام کے ضمن میں سنبھل کر قدم اٹھاتی ہے۔ انتظامیہ کے کام کرنے کا ایک خاص انداز ہوتا ہے اور اس کا اطلاق ہر خود مختار اور آزاد حکومت پر ہوتا ہے۔ بلاشبہ مَیں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ ہماری انتظامیہ ایک مثالی انتظامیہ ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ مَیں یہ بات بھی نہیں کہتا کہ گذشتہ چند ماہ کے دوران جب سے ہم نے اقتدار سنبھالا ہے ہماری انتظامیہ ہمیشہ ہی درست رہی ہے۔ جو لوگ ہماری انتظامیہ میں ہیں اور جو لوگ حکومت کے نگراں ہیں یعنی مجھ سمیت صوبوں اور مرکز کے وزراء درحقیقت ہم سب روزانہ کچھ نہ کچھ سیکھتے رہتے ہیں۔ لیکن

اب مَیں چاہتا ہوں کہ آپ ایک آزاد اور خود مختار مملکت کے شہریوں کی حیثیت سے اپنی گردن اونچی رکھیں۔''

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۹۵

۳۳۴

پشاور میں جلسۂ عام سے محمد علی جناح کا خطاب[۱،۲]

کننگھم پارک
پشاور
۲۰ اپریل ۱۹۴۸ء

اس عظیم الشان اور قابلِ تعریف اجتماع سے خطاب کرنے کا موقع فراہم کرنے پر مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس صوبے کے لوگ سب سے زیادہ مہربان ہیں اور یہاں پر میرے دس روزہ قیام کے دوران آپ نے میرے ساتھ جس عنایت اور شفقت کا سلوک کیا ہے مَیں اس کا انتہائی شکر گذار ہوں۔ مَیں اس خاص موقع کو ساری زندگی نہیں بھولوں گا۔ اب آپ نے اپنے صوبے میں اصل صورتِ حال کو جانچ لیا ہے۔

پاکستان قائم کرنے پر آپ نے میری کافی تعریف کی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ کام مَیں کر سکتا تھا مَیں نے کیا۔ مَیں اس صوبے میں تین مرتبہ آیا ہوں۔ مَیں پہلی مرتبہ ۱۹۳۶ء میں پھر ۱۹۴۶ء میں اور اب تیسری مرتبہ اس صوبے میں آیا ہوں۔ مَیں ۱۹۲۴ء سے آپ کے صوبے کیلئے لڑ رہا ہوں لیکن بدقسمتی سے یہ کوششیں انفرادی تھیں۔

آپ کے صوبے کو جعلی دعویداروں اور بیرونی سرمائے نے مکمل طور پر گمراہ کر رکھا تھا۔ آپ پر مدہوشی طاری تھی اور مسلم لیگ کو آپ کی آنکھیں کھولنے میں پورے سات سال لگ گئے

اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ نے استصوابِ رائے کا معرکہ جیت لیا۔

آپ کے صوبے سمیت اس عظیم الشان خطۂ ارض کی ہم کو دوبارہ تعمیر کرنی ہے۔ مجھے کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور آپ کی اعانت اور تعاون سے اور صحیح روش اور صحیح راستہ اختیار کرنے سے ہم پاکستان کو دنیا کی عظیم ترین مملکتوں میں سے ایک مملکت بنانے کی منزل کی جانب گامزن رہیں گے۔ لیکن ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔

آپ خطرے سے باہر نہیں ہیں۔ مَیں آپ کو بتاتا چلوں کہ اس وقت قوم داخلی اور خارجی اعتبار سے سنگین ہنگامی صورتِ حال سے دوچار ہے۔ گمراہ نہ ہوں۔ آپ نے جان لیا ہے کہ یہ مسلم لیگ اور صرف مسلم لیگ ہی ہے جس نے صوبہ سرحد کو ہندو راج کے چنگل میں پھنسنے سے بچا لیا۔ اس جماعت نے قربانیاں دی ہیں اور حصولِ پاکستان کیلئے ہزاروں نے اپنی جان قربان کی ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مسلم لیگ آپ کی صحیح رہنمائی کرے گی یا وہ جو ہمارے مخالف تھے اور دشمن کے ساتھ تھے کیا انہیں پاکستان کی خبر گیری کا حق ہے یا ہمیں؟

اب جب کہ پاکستان قائم ہو چکا ہے بلاشبہ ایسے لوگ بھی نکل آئیں گے جو پاکستان سے مکمل وفاداری کے دعویدار ہوں گے اور جو کہیں گے کہ ہم پاکستان کی خاطر جینے مرنے کیلئے تیار ہیں۔ ایسے بہت سے لوگ ہوں گے جو اس طرح کے پُر جوش جذبات کا دعویٰ کریں گے۔ ان لوگوں پر فوراً اعتبار نہ کیجئے۔ قوم کی ہنگامی حالت کا خیال کیجئے۔ اس وقت ہمیں صرف ایک جماعت درکار ہے۔ موسمی خودرو گروہوں اور جماعتوں سے گریز کیجئے۔ اپنی توانائیاں معمولی تنازعوں اور گھریلو جھگڑوں میں ضائع کرنے سے گریز کیجئے۔ گروہ بندیوں اور صوبہ پرستی سے اجتناب کیجئے اور ایک قوم کی مانند متحد ہو کر رہیے۔ اپنی حکومت کی اعانت اور حمایت کیجئے۔ اپنی حکومت کو ایک موقع فراہم کیجئے۔

میرا اس کے علاوہ اور کیا مقصد ہو سکتا ہے کہ مَیں اپنی پوری صلاحیت اور بصیرت کے مطابق اپنی قوم کی خدمت کروں۔

اب یہ ایک مختلف حکومت ہے۔ آپ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اس حکومت کا اس شخص یا اس شخص سے تعلق نہیں ہے۔ یہ آپ کی حکومت ہے۔

بلا شبہ ہم میں خود غرض لوگ بھی ہیں۔ مجھے علم ہے کہ ہمارے پاس ایسے لوگ بھی ہیں جو دلالی، رشوت ستانی اور اقربا پروری کے قصوروار ہیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ حکومت بالکل بے عیب ہے۔ لیکن اب جبکہ عنانِ حکومت ہمارے ہاتھ میں آئی ہے، یقین کیجئے کہ ہم پوری طرح چوکس ہیں۔ ہم آپ کی حکومت، آپ کے صوبے، آپ کی وزارت اور آپ کی سول سروس پر پوری نظر رکھ رہے ہیں اور اس صوبے کے عام معمولات بھی ہماری نظر میں ہیں۔ یہ سب ہماری سرچ لائٹ کے اندر ہیں اور بلا شبہ ہم بہت جلد اس کا جائزہ لے کر اپنی سیاست سے اس زہر کو نکال پھینکیں گے لیکن آپ لوگ ذرا تحمل سے کام لیں اور ہمیں موقع اور مناسب وقت دیں۔

آپ لوگوں کو بُری عادتیں پڑ گئی ہیں جو تقریباً ایک صدی پرانی ہیں۔ پاکستان صرف آٹھ مہینے پہلے وجود میں آیا ہے۔ آپ کسی انسان سے یہ توقع نہیں کر سکتے کہ وہ ایک ہفتے کے اندر ساری برائیوں کو دور کر دے۔

لہٰذا مَیں آپ سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ مل جل کر رہیں، متحد رہیں اور مسلم لیگ کا ساتھ دیں کیونکہ مسلم لیگ ہی نے پاکستان حاصل کیا ہے۔ اسی طرح یکجا رہیں جیسے آپ پاکستان حاصل کرنے کے وقت متحد تھے۔ مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ بعض اوقات غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں اور جب آپ بھی دیکھ رہے ہوں کہ غلط کام ہو رہا ہے تو کوشش کیجئے کہ ان غلطیوں کا ازالہ ہو جائے مگر نہ تو معاندانہ طور پر نہ ہی اختلاف پیدا کرنے کیلئے اور نہ ہی انتشار پھیلانے کی خاطر بلکہ برادرانہ جذبے سے۔

جس طرح ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی سے گفتگو کرتا ہے اسی طرح آپ بھی انہیں غلطی کا احساس دلائیں، انہیں قائل کرنے کی کوشش کریں انہیں اونچ نیچ سمجھائیں اور اَکڑ اور گستاخی سے باز رہیں۔ قطع تعلق کرنا بہت آسان ہے لیکن رشتہ جوڑنا بہت

مشکل ہے۔

اگر آپ میرے ناچیز مشورے پر عمل کرتے رہیں تو مجھے کوئی شک نہیں کہ آپ کا یہ حسین خطۂ ارض صحیح معنوں میں ایک خوشحال پھلتا پھولتا اور مضبوط صوبہ بن جائے گا۔ مجھے اس صوبے کی صلاحیتوں کا کافی اندازہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر چیز عطا کی ہے۔ آپ کو اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہونا ہے اور ہل چلا کر زمین کے خزانوں کو باہر نکالنا ہے۔

اگر آپ واقعی مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میرا لحاظ اور احترام کرتے ہیں تو مَیں آپ سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان اجتماع میں آپ یہ عزم کرلیں کہ مَیں نے آج اور دیگر دوسری تقریروں میں جو ناچیز مشورہ دیا ہے اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۰۰

۲۔ شروع میں سید بادشاہ گل نے صوبۂ سرحد اور قبائلی علاقوں کے لوگوں کی جانب سے قائداعظم کو خیر مقدمی سپاسنامہ پیش کیا تھا جس میں انہیں یقین دلایا گیا تھا کہ وہ ''اپنے خون سے پاکستان کی آبیاری کریں گے۔''

۳۳۵

پہلے پاکستان اولمپک کھیلوں کی افتتاحی تقریب سے محمد علی جناح کا خطاب[1]

کراچی

۲۳ اپریل ۱۹۴۸ء

پیر الٰہی بخش، جناب احمد جعفر، انتظامی اور دوسری کمیٹیوں کے ارکان اور خواتین و حضرات! آج مجھے پاکستان کے پہلے اولمپک کھیلوں کا افتتاح کرنے کی غرض سے یہاں آنے پر بہت خوشی ہوئی ہے۔ مَیں نے پاکستان اولمپک ایسوسی ایشن کا سرپرستِ اعلیٰ بننا صرف اس خیال

کے پیشِ نظر منظور کیا کہ زندگی کے جملہ میدانوں میں ہماری قوم کا انحصار صحت مند دماغ کی پرورش پر ہے جو ''صحت مند جسموں'' کا قدرتی لازمہ ہیں۔ مَیں قوم کے کھلاڑیوں اور نوجوانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ان کیلئے میرا پیغام یہ ہے: جسمانی طاقت کی نشوونما کیجئے مگر جارحیت اور جنگجوئی کیلئے نہیں بلکہ اپنی پوری زندگی میں ہمہ وقت چست و چاق رہنے کیلئے خود اپنے لئے اور اپنی قوم کیلئے۔ چاہے آپ جہاں کہیں بھی ہوں امن، بین الاقوامی ہم آہنگی اور خیر سگالی کی قوت بن کر رہیے۔ ان کھیلوں کے بعد آپ لندن کے ومبلے اسٹیڈیم میں عالمی اولمپک میں شرکت کے لئے جائیں گے جہاں آپ ہمارے خیر سگالی اور نیک خواہشات کے سفیروں کی حیثیت سے ہماری نمائندگی کریں گے۔ یاد رکھئے کہ جیتنا کوئی بات نہیں اصل اہمیت کوشش کی ہے اور اس جذبے کی جو اس کوشش کے پیچھے کارفرما ہوتا ہے۔

اولمپک کھیلوں کے منتظمین کو شاباشی دیتا ہوں کہ انہوں نے اتنی قلیل سی مدت میں کامیابی کے ساتھ ان مقابلوں کیلئے تیاریاں مکمل کرلیں۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کو ایک اسٹیڈیم کی ضرورت ہے کیونکہ ۱۹۵۰ء میں پان اسلامک اولمپک مقابلوں کے انعقاد کا منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ کی یہ آرزو پوری ہوجائے گی۔ یہ سب کچھ آپ پر منحصر ہے۔ آپ کا یہ مطالبہ، کہ فزیکل کلچر اور فزیکل تعلیم کا ایک سرکاری محکمہ ہونا چاہئے، حکومت پاکستان کی توجہ کا طلب گار ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہمیں درپیش بہت سے تعلیمی مسائل سے نمٹتے وقت معاملے کے اس پہلو کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔

آخر میں مَیں اس پُرتپاک خیر مقدم کیلئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۱۱

۳۳۶

ایوانِ تجارت کے سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر[1]

کراچی

۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء

جناب چیئرمین، اراکین کراچی ایوانِ تجارت، خواتین وحضرات!

جناب چیئرمین! آج صبح آپ کے ۸۸ ویں سالانہ عمومی اجلاس میں آپ سب کے ساتھ اپنی موجودگی پر مجھے بڑی خوشی محسوس ہورہی ہے۔ آیا یہ محض ایک اتفاق ہے لیکن برمحل ضرور ہے کہ یہ اجلاس کراچی کاٹن ایسوسی ایشن کی عمارت میں منعقد ہورہا ہے۔ ویسے یہ خاصی مشکل بات ہے کہ کوئی شخص کراچی کو تجارت سے اور اس علاقے کی تجارت کو کپاس سے الگ کر سکے۔

جناب چیئرمین! آپ کا سپاسنامہ پاکستان کی خودمختاری اور آزاد مملکت کے قیام سے لے کر اس طویل وعریض ملک میں یہاں وہاں چھوٹے اہلکاروں کے ہاتھوں چھوٹے چھوٹے اختیارات کے غصب کرنے اور کپاس کی تجارت کی باریکیوں سے لے کر تاخیر کے روزمرہ واقعات تک ایک وسیع دائرے پر پھیلا ہوا ہے۔ تاہم آپ مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں کہ مَیں اپنے جواب میں اسی تفصیل کے ساتھ آپ کی پیروی کروں۔ لیکن آپ نے جو موقع آج مجھے فراہم کیا ہے اسے آپ کے سپاسنامے میں اٹھائے گئے چند نکات کی طرف توجہ مبذول کرا کے رائیگاں بھی نہیں جانے دوں گا۔

جناب چیئرمین! آپ نے میری حکومت اور میری قوم کو قیام پاکستان کی جلو میں ہونے والے افسوسناک واقعات کا ہمت وحوصلے سے سامنا کرنے پر جو خراج تحسین پیش کیا ہے مَیں سب سے پہلے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ ایک ناگزیر بات تھی کہ بہت سے باشعور لوگوں نے پاکستان کا خیر مقدم ایک بے مانگے اور ناقابلِ برداشت بچے کی طرح کیا جس کو ان کی ناپسندیدگی کے باعث جلد ہی دم توڑ دینا تھا۔ آپ نے درست کہا کہ ان لوگوں کی غلطی یہ تھی کہ تصورِ پاکستان چونکہ ان کیلئے نیا اور نامانوس تھا اس لئے وہ سمجھ بیٹھے کہ پاکستان کی زندگی چند روزہ ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کے بقول اب اس بات میں کسے شبہ ہوسکتا ہے کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو

اقوام عالم کی صف میں ایک نئی طاقت کا ظہور ہوا ہے۔ جن دشواریوں اور مشکلات سے پاکستان گزرا ہے انہوں نے نوزائیدہ مملکت کو تقویت بخشی اور اسے فولادی عزم دیا جواب صحیح معنوں میں مستقبل کے سمندروں کی اَن دیکھی راہوں پر رواں دواں ہونے کیلئے بالکل تیار ہے۔ وہ لوگ جنہیں اپنی مساعی کے باعث تمسخر اور بے یقینی کی فضا میں بے پناہ سیاسی مخالفت کے باوجود جداگانہ آزادی حاصل ہوئی اب اپنی آزادی کے استحکام کی خاطر اضافی سعی کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اور مجھے یہ بات واضح کر لینے دیجئے کہ جو لوگ ابھی تک کسی خام خیالی یا مغالطے میں مبتلا ہیں کہ پاکستان ہندوستان کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گا یا مرکزی حکومت سے الحاق کی درخواست کرے گا اپنے اس گمان کو جس قدر جلد ترک کر دیں اتنا ہی دونوں مملکتوں کے امن اور خوشحالی کیلئے بہتر ہوگا اور خیر سگالی اور ہمسائیگی کے نیک احساسات پیدا کرنے میں اتنا ہی زیادہ ممد و معاون ثابت ہوگا۔

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ تقسیم کے لازمی نتیجے کے طور پر آپ ہندوستان کے ایسوسی ایٹڈ چیمبرز آف کامرس سے قطع تعلق کر کے پاکستان چیمبرز آف کامرس کی انجمن تشکیل دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ نے کاروبار اور امور تجارت کے تذکرے میں کپاس کو بجا طور پر مقدم رکھا ہے۔ مجھے آپ کے اس اعتراف پر خوشی ہوئی کہ کپاس کے بارے میں حکومتِ پاکستان کی حکمتِ عملی نہ اس سے زیادہ فراخدلانہ ہو سکتی تھی اور نہ اس سے کم پابندیوں والی تا آنکہ ہندوستان کا کپڑے پر سے کنٹرول ہٹا لینے اور کپاس کے تبادلے کے سوا کپڑا نہ دینے کے فیصلے نے ہمیں قواعد و ضوابط عائد کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس پر بھی جن مقامی اور بیرونی تاجروں نے ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء سے پہلے معاہدے کئے تھے انہیں پورا کیا گیا۔ یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ کپاس کی تجارت نے بدلتے ہوئے حالات سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت کا قابلِ تعریف مظاہرہ کیا ہے۔ جس انداز سے تاجروں نے کپاس کو بندرگاہ تک اور بندرگاہ سے عالمی منڈیوں تک پہنچایا ہے اس پر مَیں حکومتِ پاکستان کی ستائش کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے حکومتِ پاکستان کی درآمدی حکمتِ عملی اور اندرونِ ملک نافذ کنٹرول پر بھی تفصیل کے ساتھ اظہارِ خیال کیا ہے اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ کاروبار پر جس قدر کم پابندیاں عائد ہوں گی اتنا ہی بہتر ہوگا۔ قاعدے ضابطے اور پابندیاں جن کی جلو میں انتظامی برائیاں بھی آتی ہیں صرف اس وقت عائد کی جاتی ہیں جب حالات مجبور کر دیتے ہیں۔ آپ اس بارے میں وقتاً فوقتاً جو اظہارِ رائے کریں گے اس پر میری وزارت غور وخوض کرے گی۔ مَیں حکومتِ پاکستان کی جانب سے آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ان کا منشاء اور پالیسی یہ ہے کہ آزاد تجارت کو جتنا ممکن ہو آزادی کے ساتھ چلنے دیا جائے۔ جہاں تک اشیاء ضرورت پر داخلی پابندیوں کا تعلق ہے میری حکومت نے پہلے ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ صوبوں کے ساتھ ایک کانفرنس میں اس معاملے پر غور کیا جائے گا کہ ان پابندیوں کو حالات کے مطابق کتنا نرم کیا جا سکتا ہے یا سرے سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک بیرونی تجارت کا تعلق ہے دولتِ مشترکہ کے پاؤنڈ سے وابستہ ممالک سے درآمد ہونے والی متعدد اشیاء پر سے درآمدی لائسنس حاصل کرنے کی شرط ہٹا دی گئی ہے اور انہیں اوپن جنرل لائسنس کے زمرے میں شمار کر لیا گیا ہے۔ یہ فہرست اضافے کے خیال سے مستقل زیرِ غور رہے گی اور سہل الحصول کرنسی والے ممالک سے درآمدات کو اس فہرست میں شامل کرنے کا معاملہ آج کل وزارتِ تجارت کے زیرِ غور ہے۔ ڈالر اور دیگر مستحکم کرنسی کے بدلے درآمد کا معاملہ یقیناً بہت مشکل ہے اور ادائیگیوں کے توازن کے تحفظ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے لائسنسوں کا اجراء ہونا چاہئے۔ اس شعبے میں بھی آپ ڈالر اور مستحکم کرنسی کے ممالک میں اپنی برآمدات بڑھا کر ہماری اعانت کر سکتے ہیں۔ خوش قسمتی سے پاکستان کے اہم خام مال کے بارے میں یہ کوئی مشکل کام نہیں اور جناب چیئرمین! اس معاملے میں آپ کی اعانت پر مَیں نظر رکھتا رہوں گا۔ ان علاقوں میں برآمدات کی سہولت کیلئے پابندیاں ہٹانے میں حکومت جو کچھ کر سکتی ہے وہ کرے گی۔ حضرات! مجھے اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اس جہت میں آپ کی کوششیں کامیاب ہوں گی کیونکہ ہم کپاس، پٹ سن، کھالیں، چمڑے، اور اون جیسی اشیاء میں مالا مال ہیں جن کی دنیا کو بے حد ضرورت ہے۔ آپ نے یہ بھی درخواست کی ہے کہ تجارت کے مفاد میں حکومت کو اپنی درآمدی پالیسی کا بروقت

اعلان کر دینا چاہئے۔حکومتِ پاکستان اس خیال کو پوری طرح سراہتی ہے اور جتنی جلد حالات اجازت دیں گے حکومت درآمدی پالیسی کا اعلان کر دے گی۔حکومت کو امید ہے کہ وہ غیر یقینی حالات جن کے باعث ان کی پالیسی کے اعلان میں تاخیر ہوئی مستقبل میں دوبارہ واقع نہیں ہوں گے۔

مغربی پنجاب میں بینکاری اور اقتصادی ڈھانچے کا بالکل ٹوٹ پھوٹ جانا ایک ایسا معاملہ ہے جس کا تدارک صرف سرکاری اقدام کے ذریعے ممکن نہیں۔ہم حالات کو ممکنہ حد تک ساز گار بنا سکتے ہیں لیکن کل پرزے درست کرنا بینکاروں ہی کا کام ہے۔یہ ہمارا غیر متزلزل عزم ہے کہ ہم امن وامان برقرار رکھیں گے اور اپنی کارکردگی پر عوام کا اعتماد حاصل کریں گے اور اسے بحال رکھیں گے۔اس ضمن میں اگر آپ کی خوشنودی حاصل رہی تو ہمارے کاروبار اور تجارت کی تجدید اور بحالی کا کام تیزی سے شروع ہو جائے گا۔حضرات! آج مَیں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ کمر بستہ ہو کر سعیِ مسلسل کے ذریعے ہماری مدد کیجئے تا کہ ہم آپ کی مدد کر سکیں۔

جناب چیئرمین! ایک معاملہ جس کا آپ نے نہایت سرسری سا ذکر کیا ہے وہ پاکستان کی صنعتی پالیسی پر میری حکومت کا بیان ہے۔یہ بیان اس درجہ دوررس نوعیت کا ہے کہ مَیں آپ سے کہوں گا کہ کاروباری طبقے کی حیثیت سے آپ اس پر اسی احتیاط اور توجہ سے غور کریں جس کی یہ متقاضی ہے تا کہ اس کی اہمیت اور آپ کی فلاح و بہبود پر اس کے اثرات ظاہر ہو سکیں۔میری حکومت نے اپنی پالیسی مرتب کرنے سے پہلے اس معاملے پر جو ملک کے مستقبل کیلئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے غور وخوض کرنے میں جو وقت صرف کیا اس سے مایوسی کا احساس پیدا نہیں ہونا چاہئے۔کیونکہ اس وقت مجھے ایک عقلمند شخص فرانسس بیکن[۲] (Francis Bacon) کا قول یاد آ رہا ہے کہ ''بہتر ہوگا کہ تمام عظیم افعال کا آغاز سو آنکھوں والے آرگس[۳] (Argus) پر چھوڑ دیا جائے اور ان کا اختتام تین سو ہاتھوں والے برائیرس[۴] (Briareus) کے حوالے کر دیا جائے۔ پہلے غور کرنے کیلئے پھر سرعت تکمیل کے لئے۔'' اگر چہ مَیں یہاں اس بیان کو دہرانا نہیں چاہتا تاہم مَیں آپ کی توجہ خصوصاً حکومتِ پاکستان کی اس خواہش کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ

صنعت کاری کے ہر مرحلے میں انفرادی کوششوں اور نجی شعبے کو شامل کیا جائے۔ حکومت نے جن صنعتوں کو اپنے زیرِ انتظام رکھنے کا فیصلہ کیا ہے وہ حربی اسلحہ اور گولہ بارود، پن بجلی کی پیداوار، ریل کے ڈبے، ٹیلیفون، تار برقی اور لاسلکی آلات کی صنعتوں پر مشتمل ہیں۔ باقی تمام صنعتوں میں نجی شعبے کو کھلی آزادی ہوگی اور حکومت صنعت کے قیام اور ترقی کیلئے جو بھی سہولت دے سکتی ہے وہ مہیا کر دی جائیگی۔ پاکستان کے وسیع معدنی ذخائر کا جائزہ لے کر ملک کے آبی و برقی وسائل کو ترقی دینے کے منصوبے تیار کر کے ذرائع نقل و حمل کی بہتری اور بندرگاہوں اور انڈسٹریل فنانس کارپوریشن کے قیام کا منصوبہ مرتب کر کے حکومت ایسے حالات پیدا کر دے گی جس میں صنعت اور تجارت فروغ پا سکیں۔ پاکستان جس طرح براعظم ایشیا میں زرعی اعتبار سے زیادہ ترقی یافتہ ملک ہے جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے مجھے بھروسہ ہے کہ اگر یہ اپنی صنعتوں کی تعمیر میں اپنے وسیع تر زرعی سرمائے کا بھرپور اور بہترین استعمال کرے، ہنرمندی اور کاریگری کی روایات کو جن میں اس کے باشندوں کو بہت شہرت حاصل ہے ان میں اور نئے اصولِ فن اپنانے کی صلاحیت کو کام میں لائے تو یہ ملک بہت جلد صنعت کے میدان میں بھی اپنا مقام پیدا کر لے گا۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ وزیر خزانہ نے نئے صنعتی اداروں کو انکم ٹیکس اور فرسودگی کے معاملات میں جن مراعات کا اعلان کیا ہے ان سے آپ متاثر ہوئے ہیں اور یہ کہ آپ سمجھتے ہیں کہ اس بیان سے بہ نسبت حکومتِ ہندوستان کے اس بارے میں پالیسی اعلان سے نئی صنعتوں کی زیادہ حوصلہ افزائی ہوگی۔ آپ کو اس پالیسی کے کسی پہلو کی وضاحت درکار ہو تو میری حکومت بخوشی یہ وضاحت پیش کر دے گی۔

خوش قسمتی سے کراچی کی بندرگاہ پر نہ صرف مغربی پاکستان سے تجارت بلکہ بوقتِ ضرورت افغانستان اور مملکتِ ہندوستان کے ملحقہ علاقوں کی تجارت کیلئے بھی سہولتیں موجود ہیں۔ یہاں ان وجوہات کا ذکر کرنا بیکار ہے جن سے تقسیم کے بعد اس تجارت کو نقصان پہنچا۔ مجھے امید ہے کہ آپ سب کے مفاد کیلئے کراچی کی حیثیت کو بحال کرنے کی کوشش کریں گے۔ مجھے اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ کراچی کی بندرگاہ کا مستقبل نہایت درخشاں ہے۔ یہ واحد بندرگاہ ہے جس سے

پاکستان کے اس حصے کا کام نکلتا ہے اور پاکستان بحریہ کا صدر مقام بن جانے سے اس کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ مَیں پورے اعتماد کے ساتھ اس کی تیز رفتار ترقی کا انتظار کروں گا۔ مشرقی گودی کی تعمیر نو اور فوجی اور تجارتی خشک گودیوں کا منصوبہ ہمارے زیرِ غور ہے اور جب یہ کام مکمل ہو جائے گا تو کراچی کا شمار جدید ترین ہندرگاہوں میں ہوگا۔ مَیں کاروباری طبقے کو یقین دلاتا ہوں کہ مَیں اس بندرگاہ کے حال و مستقبل کے مفادات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہوں۔

''علیٰ حالہٖ'' (Standstill) کی مدت کے اختتام پر اور اس کے نتیجے میں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان معمول کے مطابق بین الاقوامی تعلقات استوار ہونے سے تجارت میں فروغ اور باقاعدگی پیدا ہو جائے گی۔ اس مقصد کیلئے حکومت کراچی کی بندرگاہ پر سپرداری کی سہولت فراہم کر رہی ہے۔ برصغیر کی دوسری جانب حکومتِ ہندوستان بھی کلکتہ کی بندرگاہ پر سپرداری کی سہولت مہیا کرنے پر رضامند ہوگئی ہے۔ آئندہ سے چٹاگانگ کی بندرگاہ پر خام پٹ سن کی رسد اور بھیجنے کی گنجائش میں کلکتہ کی بندرگاہ پر راہداری کی سہولت مل جانے سے مزید اضافہ ہو جائیگا۔

شہری ہوابازی کے شعبے میں پاکستان خوش قسمت ہے کہ اسے کراچی میں مشرق کا بہترین ساز و سامان سے لیس ہوائی اڈہ میسر آ گیا۔ اس کا محل وقوع اور آب و ہوا اس کیلئے سازگار ہے اور اب جبکہ کراچی پاکستان کا دارالحکومت بن گیا ہے اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ اس ہوائی اڈے کی اہمیت کبھی کم ہو سکے۔ اس کا امتیازی درجہ برقرار رکھا جائے گا کیونکہ ہمیں بین الاقوامی نقل و حمل کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا احساس ہے۔ کراچی بین الاقوامی آمد و رفت کا ایک اہم فضائی مرکز رہے گا کیونکہ دنیا کے بہت سے ترقی پذیر ممالک نے ہم سے دوطرفہ معاہدے کرنے کی درخواست کی ہے۔ امریکہ، فرانس، ہالینڈ اور عراق کے ساتھ معاہدے ہو چکے ہیں اور حال ہی میں ہندوستان اور سیلون کے ساتھ معاہدے کئے گئے ہیں۔

برطانیہ اور دیگر ممالک کے وفود کی کراچی میں آمد متوقع ہے۔ ان سب کیلئے کراچی آمد و رفت کے ضمن میں ہوائی اڈے کا کام دیتا رہے گا۔ تقسیم سے قبل امریکہ اور ہندوستان کے

درمیان فضائی نقل وحمل کے معاہدے کی رو سے بمبئی کو ٹرانس ورلڈ ائیر لائنز کے داخلے کا ہوائی اڈا قرار دیا گیا تھا اور بعد میں آمد ورفت کے انتظامات کو کراچی سے بمبئی منتقل کرنے کے رجحان کا اندازہ نہیں ہوتا۔ اس سروس نے ابتداء میں کراچی کے ہوائی اڈے کو سانتا کروز پر طبی سہولتوں کے انتظام ہونے تک کیلئے عارضی طور پر استعمال کیا تھا۔ آپ نے پاکستان میں ہوائی جہازوں کے پٹرول کی قیمت میں حالیہ اضافے کے باعث فضائی کمپنی کے اخراجات بڑھ جانے کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایسا سوال ہے جس پر میری حکومت آپ کے مفروضات کی روشنی میں غور کرے گی۔

مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ کو ان دشواریوں کا احساس ہے جو اورینٹ ائیرویز (Orient Airways) کو ایک قلیل عرصے میں اندرون پاکستان، مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان اور کراچی اور دہلی کے درمیان اور کراچی اور بمبئی کے درمیان فضائی مواصلات قائم کرنے میں پیش آئیں۔ یہ انتظامات عارضی بنیاد پر کرنے پڑے جبکہ طویل المدت قومی فضائی مواصلات کی پالیسی زیرِ ترتیب تھی۔ حکومت نے ۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو اپنی پالیسی میں فضائی مواصلاتی نظام کو دو تجارتی ہوائی کمپنیوں تک محدود کرنے کا اعلان کیا، جس کے مطابق ہوائی راستوں کا اعلان بعد میں کیا جانا تھا لیکن یہ اس معاہدے کی تکمیل کے بعد ہونا تھا جس کے بارے میں حکومتِ ہندوستان کے ساتھ حال ہی میں مذاکرات ہوئے تھے۔ یہ بھی تجویز کیا جا رہا ہے کہ ان کمپنیوں اور زیادہ تر رائل پاکستان ائیر فورس کی ضرورت کیلئے کراچی میں ایک کمپنی قائم کر دی جائے جو ہوائی جہازوں کو 'اوور ہال' (Overhaul) کرے اور ان کی مرمت کرے اور مستریوں اور دیکھ بھال کرنے والے انجینئروں کی تربیت کرے اور حکومت اور ہوائی کمپنیوں کی ضرورت کے مطابق انہیں اسی طرح کی خدمات فراہم کرے۔ اس کام میں حکومت بھی مالی طور پر شراکت کرے گی۔ اس کمپنی کے قیام کے منصوبے پر اس وقت حکومت سرگرمی کے ساتھ غور کر رہی ہے۔

آپ نے ان مشکلات کا بھی ذکر کیا ہے جو آپ کے ارکان کو مال کی ترسیل کیلئے ریل میں جگہ کی پابندیوں سے پیش آتی ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ پابندیاں کوئلے کی قلت کی وجہ سے ناگزیر ہوگئی ہیں کیونکہ ہندوستان سے کوئلہ تسلسل سے اور کافی مقدار میں وصول نہیں ہو رہا

ہے۔شمال مغربی ریلوے (N.W.Railway) نے اپنے حاصل شدہ وسائل سے زیادہ سے زیادہ ترسیل کا انتظام کرنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔مہاجرین کی نقل وحمل سے ریلوے کی صلاحیت کار پر اس وقت سخت دباؤ پڑا جب کوئلے کا حصول سب سے نچلی سطح پر پہنچ گیا تھا۔ان دشواریوں کے باوجود ضروری اشیاء مثلاً خوراک کی ترسیل کا کام جاری رہا۔ چنانچہ ان اشیاء کی نقل وحمل پر پابندی لگانی پڑی جن کی ترجیحی اہمیت کم تر تھی۔تاہم جب بھی کوئلے کی وصولی میں ذرا سا بھی اضافہ ہوا تو ریلوے نے پابندیاں نرم کر دیں اور جب کوئلے کی صورت حال بگڑی تو پابندی دوبارہ لگا دی گئی۔ ہندوستان سے کوئلے کی ناکافی فراہمی، مہاجروں کی نقل وحمل اور تقسیم کے نتیجے میں عملے سے متعلق متعدد مسائل کے باوجود ریلوے کی انتظامیہ نے جب بھی حالات بہتر ہوئے ان سہولتوں کو بحال کر دیا جو وقتاً فوقتاً کم کی جاتی رہی تھیں۔ مجھے امید ہے کہ ایوان ریلوے کی ان کوششوں کو سراہے گا جو انہوں نے گاڑیوں کو جاری وساری رکھنے میں کیں۔شمال مغربی ریلوے کیلئے فروری اور مارچ میں کوئلے کی صورتِ حال قدرے بہتر ہوئی تو جیسا کہ آپ کو علم ہے انہوں نے ۴ مارچ سے مقامی بکنگ اور ۱۲ اپریل سے بیرونی بکنگ بلا پابندی شروع کر دی۔ بدقسمتی سے اپریل میں بھی ہندوستان سے کوئلے کی ناکافی مقدار موصول ہوئی اور ہر چند کہ امریکہ سے جو کوئلہ منگوایا گیا تھا وہ بھی پہنچ گیا تاہم کوئلے کے ذخائر گھٹ رہے ہیں۔ ہندوستان کو گذارشات بھیجی جا چکی ہیں اور امید ہے کہ ماضی میں جو پابندیاں عائد کی گئیں ان کے اعادے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی سوائے ان پابندیوں کے جو انتظامی وجوہ کی بناء پر کبھی عائد کرنا پڑیں۔ جہاں تک اس شکایت کا تعلق ہے کہ جو پابندیاں وقتاً فوقتاً عائد کی جاتی ہیں ان سے اسٹیشنوں کا عملہ واقف نہیں ہوتا لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ جونہی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں ریلوے اسٹیشنوں کو فوراً اس کی اطلاع بھیج دی جاتی ہے۔ممکن ہے کہ تقسیم کے ابتدائی ایام میں عملے کے وسیع پیمانے پر تبادلوں کے باعث کچھ بدانتظامی پیدا ہوئی ہو اور تاجروں کو غلط اطلاعات ملی ہوں۔تاہم شمال مغربی ریلوے نے مناسب بندوبست کر لیا ہے کہ پابندیوں کے بارے میں تاجروں کو صحیح معلومات مہیا کر دی جائیں۔

جہاں تک تقسیم سے پہلے کے وعدوں کا تعلق ہے تو مجھے امید ہے کہ آپ کو قانونِ آزادیِ ہند[۶] (حقوق املاک اور واجبات) مجریہ ۱۹۴۷ء کے مندرجات کا علم ہوگا جس کے تحت گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل پر عائد ہونے والی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے فوراً پہلے کی ذمہ داریاں اور مالی واجبات مملکتِ ہندوستان کے ذمے آتی ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے اس ضمن میں اپنے موقف کو ۲۵ مارچ ۱۹۴۷ء کے پریس نوٹ میں واضح کر دیا ہے۔ اس وقت حکومتِ ہندوستان کے ساتھ اس موضوع پر مراسلت ہو رہی ہے اور توقع ہے کہ بہت جلد اس پرانے قضیے کے بارے میں کوئی سمجھوتہ ہو جائیگا۔

آپ نے ان مشکلات اور پریشانیوں کا ذکر بھی کیا ہے جو اس شہر میں رہائش اور دفتر کیلئے عمارتوں کی قلت سے پیدا ہوئی ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے مجلس دستور ساز[۷] کی متوقع منظوری کے بھروسے پر کراچی میں پاکستان کا مستقل دارالحکومت قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تفصیلی منصوبے تیار کرنے میں تو کچھ وقت لگے گا لیکن اس کی وجہ سے رہائشی عمارتوں کی تعمیر میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ دوسرے بہت سے شعبوں کی طرح اس شعبے میں بھی اب آپ کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہے۔ وسیع و عریض کھلے علاقے موجود ہیں جہاں عمارتیں تعمیر کی جا سکتی ہیں جو سودمند ثابت ہو سکتی ہیں۔ تعمیری سامان مثلاً سیمنٹ اور پتھر وافر مقدار میں دستیاب ہیں اگرچہ لوہے اور لکڑی کی قلت ہے۔ بہرحال میری حکومت منتظر رہے گی کہ کاروباری طبقہ وسیع پیمانے پر کراچی میں تعمیراتی کام کرے۔

جناب چیئرمین! تجارت اور کاروبار قوم کا لازمۂ حیات ہے۔ اگر مَیں کسانوں اور سرکاری ملازمین کے بغیر پاکستان کا تصور نہیں کر سکتا تو تاجروں کے بغیر بھی تصور نہیں کر سکتا۔ مجھے اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان میں تاجروں اور سوداگروں کا ہمیشہ خیر مقدم کیا جائے گا اور انہیں بھی چاہئے کہ وہ اپنے لئے دولت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر کس و ناکس، چھوٹے اور بڑے کے ساتھ منصفانہ سلوک روا رکھیں۔ حکومت کو کچھ دنوں سے پاکستان میں اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں روز افزوں اضافے سے تشویش ہو رہی ہے۔ وہ اس بات کا آج کل جائزہ لے

رہی ہے کہ اضافے کے اس چکر کو توڑنے اور یہ کہ قیمتیں نیچے لانے کا بہترین طریقہ کیا ہوسکتا ہے۔ مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ میری حکومت اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے جو اقدامات کرے گی ان میں آپ کا تعاون شامل رہے گا۔

حضرات! تجارت ثقافت سے بڑھ کر بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے اور آپ کیلئے یہ مناسب ہوگا کہ آپ کا رویہ ایسا ہو کہ آپ کے ہر کام سے پاکستان کی قوت اور وقار کو مزید تقویت پہنچے۔ مجھے مطلق شبہ نہیں کہ کاروباری دیانت اور لین دین کا اعلیٰ معیار قائم کرنے میں پاکستان کی تجارت ایک موثر ہتھیار ثابت ہوگی۔ اگر پاکستانی اشیاء کو اپنی ساکھ قائم کرنی ہے تو اس کا آغاز ابھی سے ہو جانا چاہئے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے میری حکومت سے جو بھی بن پڑے گا کرے گی۔ مَیں چاہتا ہوں کہ عالمی منڈیوں میں پاکستان کا نام معیار اور عمدگی کا ہم معنی ہو جائے۔

جناب چیئرمین! مَیں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس موقع پر اپنے ایوان کا مہمان بننے کی دعوت دے کر اعزاز بخشا۔ مَیں آنے والے برسوں میں آپ کے اور آپ کے ایوان کی فلاح و بہبود کا متمنی ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ سچے پاکستانیوں کی طرح پاکستان کی تعمیرِ نو میں اعانت کریں تا کہ یہ ملک اقوامِ عالم کی صف میں ایک جلیل القدر اور شاندار مرتبہ حاصل کر لے۔ آیئے ہم دعا کریں کہ دنیا میں امن، خوشی اور خوشحالی کیلئے پاکستان اپنا کردار ادا کرتا رہے۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۱۸

۲۔ انگریز فلسفی، وفات ۱۶۲۶ء

۳۔ یونانی دیومالا میں سو آنکھوں والا ایک عفریت

۴۔ یونانی دیومالا میں تین سو ہاتھوں اور پچاس سروں والا دیو

۵۔ بمبئی کا ہوائی اڈا

۶۔ جناح پیپرز، جلد پنجم۔ اپنڈکس ۶ کا انیکس

۷۔ ۲۲ مئی ۱۹۴۸ء کو منظور ہوا۔

۳.۳۷

کوئٹہ پارسی انجمن کے سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر[1]

کوئٹہ

۱۳ جون ۱۹۴۸ء

حضرات! درحقیقت مجھے آپ سے ملاقات کر کے اور بلوچستان کے بارے میں آپ کے فکر انگیز خیالات جان کر بہت خوشی ہوئی ہے اور مجھے پاکستان سے آپ کی وفاداری اور اخلاص کے بارے میں کوئی شبہ نہیں۔ آپ کی برادری واقعی بہت عمدگی سے منظّم ہے اور مجھے خوشی ہے — اور مَیں ہمیشہ یہ کہتا ہوں — کہ برصغیر کے کسی بھی فرقے سے جس کا مجھے علم ہے یہ بہتر طور پر لیس ہے۔ اگرچہ آپ کی تعداد کم ہے لیکن پاکستان کی فلاح اور ترقی اور بالخصوص بلوچستان کیلئے آپ لوگ بہت عظیم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے مجھے علم ہے کہ ابھی تک لوگوں کو اس بات کا پورا احساس نہیں ہوا کہ موجودہ آئین کیا ہے-- یہ بات باخبر اور تعلیم یافتہ لوگوں پر بھی صادق آتی ہے۔ پاکستان کا قیام ایک انقلابی تغیر تھا جو اس طرح اچانک رونما ہوا کہ لوگ ابھی تک یہ سمجھ نہیں سکے کہ یہ ہوا کیا ہے۔ مَیں نے اپنی سبّی کی تقریر[2] میں اس نکتے پر گفتگو کی ہے لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اگر اس کی نقل مل جائے تو اسے ضرور پڑھ لیجئے۔ مَیں اس کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ شہریوں کی حیثیت سے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اصل صورتِ حال کیا ہے۔

موجودہ آئین کے تحت بلوچستان میں حکومتی، انتظامی اور قانون سازی کے جملہ اختیارات گورنر جنرل کو حاصل ہیں۔ لہٰذا مَیں بلوچستان میں ان امور سے متعلقہ اقدامات اور ان کے نفاذ کیلئے براہ راست ذمہ دار ہوں۔ صحیح یا غلط بہر حال یہ بوجھ میرے کاندھوں پر ڈال دیا گیا ہے۔ آپ نے یہ بھی محسوس کیا ہوگا کہ ان برسوں کے دوران اس برصغیر میں بلوچستان کو سب سے زیادہ نظر انداز کیا گیا ہے۔ جن لوگوں پر بلوچستان کی فلاح و بہبود کی ذمہ داری تھی بعض صورتوں

میں وہ مجرمانہ تغافل کے مرتکب ہوئے۔ یہاں صدیوں پرانا نظام رائج ہے جس کی جڑیں خاصی گہری ہیں اور آپ کی انتظامیہ بھی تقریباً ایک صدی سے جمود کا شکار ہے۔ بلوچستان انتظامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے یہ وہ مسئلہ ہے جس کا مجھے سامنا ہے۔ اب آپ ان چیزوں کو راتوں رات تو بدل نہیں سکتے لیکن اگر ہم خادمانِ بلوچستان کی حیثیت سے مل جل کر خلوص، دیانت اور بے لوثی کے ساتھ کام کریں تو ہم حیرت انگیز ترقی اور پیش قدمی کر سکتے ہیں۔

موجودہ صورت حال میں پاکستان کا نیا آئین مرتب ہونے میں اٹھارہ مہینے سے دو سال تک لگ جائیں گے لیکن ہم اس کام کے پایۂ تکمیل کو پہنچنے کا انتظار نہیں کر سکتے لہٰذا مَیں نے ایک چھوٹے مگر بہت اہم کام کی ابتداء کی ہے یعنی بلوچستان کے مختلف حلقوں سے صلاح مشورے کے بعد گورنر جنرل کی مشاورتی کونسل قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مَیں اس پر کام کر رہا ہوں اور شاید بہت جلد اس کونسل کی ہیئت، قواعد وضوابط اور طریق کار کا اعلان کر دیا جائے گا۔

بے شک یہ ایک چھوٹی سی ابتداء ہوگی، جیسا کہ مَیں نے کہا تھا، لیکن بہت اہمیت کی حامل۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ چھوٹی چیزوں سے بڑی چیزوں تک رسائی ہوتی ہے۔ اگر آپ اسے درست طریقے سے چلائیں گے تو مجھے یقین ہے کہ اس کا نتیجہ بلوچستان کی عظیم نشوونما اور ترقی کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا ہے اس کا تمام تر انحصار اس بات پر ہوگا کہ بلوچستان کے لوگ گورنر جنرل کی مشاورتی کونسل کو کس طریقے سے چلاتے ہیں۔ اس کونسل کے ذریعے، مشاورتی حیثیت میں ہی سہی، لوگوں کا انتظامیہ اور قانون سازی کے شعبوں کے ساتھ رابطہ قائم ہو جائے گا۔ یہ پہلا قدم ہے جو مَیں نے اٹھایا ہے کیونکہ مَیں پاکستان کے حتمی آئین کے مرتب ہو جانے کا انتظار نہیں کر سکتا۔

جہاں تک آب رسانی اور مواصلات کی دقّت کے بارے میں آپ کے نکات کا تعلق ہے تو ان پر غور کیا جا رہا ہے اور اپنے عوام کی اعانت، تعاون اور مشورے سے ان دونوں امور میں پیش رفت ہو سکے گی۔

جہاں تک بلوچستان کی ترقی کی صلاحیت کا تعلق ہے تو آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ اس بارے میں میرے پاس کثیر معلومات موجود ہیں۔ ہم لوگ اس معاملے کا بھی جائزہ لے رہے ہیں اور میرے خیال میں بلوچستان کی معدنی دولت، اس کی زراعت، آب رسانی اور مواصلات کے وسائل کی ترقی کے زبردست امکانات ہیں۔

آخر میں حضرات! ہر چند کہ بلوچستان اور مجموعی طور پر پاکستان میں آپ کی تعداد بہت کم ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ سچے اور بے لوث پاکستانیوں کی حیثیت سے اپنا بھرپور کردار ادا کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے۔

اگرچہ آپ نے بطور ایک برادری اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کا تذکرہ نہیں کیا لیکن میری حکومت اور خود میری یہ پالیسی ہے کہ ہر برادری کے ہر فرد کے جان و مال اور عزت و آبرو کی بلالحاظ ذات پات، رنگ، عقیدہ یا نسل حفاظت کی جائے اور یہ کہ پاکستان میں ہر قیمت پر امن و امان برقرار رکھا جائے۔

مَیں اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ دوسری اقلیتوں کی طرح آپ کے ساتھ بھی مساوی شہریوں کا سلوک روا رکھا جائے گا اور جب تک آپ پاکستان کے وفادار رہیں گے آپ کو جملہ حقوق و فرائض حاصل رہیں گے۔ مجھے خوشی ہے اور یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ آپ نے ان دقیانوسی اور گھسے پٹے جملوں کا سہارا نہیں لیا جن کی گونج مختلف حلقوں میں اقلیتوں کی شکایات اور گذارشات کے ضمن میں سنائی دیتی ہے۔ لیکن مَیں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو یقین دہانیاں کرائی گئی ہیں انہیں عملی جامہ پہنایا جائیگا۔

اقلیتوں کو بھی صرف زبانی کلامی ہی نہیں بلکہ اپنے فعل سے یہ ظاہر کرنا چاہئے کہ وہ صحیح معنوں میں وفادار ہیں اور اکثریتی فرقے کو اس بات کا احساس دلانا چاہئے کہ وہ پاکستان کے سچے شہری ہیں۔ اس طرح آپ میری مدد کر سکیں گے اور جو پالیسی ہم نے مرتب کی ہے اسے بروئے کار لانے میں مجھے سہولت بہم پہنچا سکیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کو شکوک و شبہات اور بداعتمادی دور کرنا ہے۔ اب یہ اقلیتوں پر منحصر ہے کہ وہ اپنے افعال و اعمال سے یہ ظاہر کر دیں کہ وہ

سچے پاکستانی ہیں اوراس شک اور بداعتمادی کوزائل کردیں جوقابلِ مذمت اوراہانت آمیز واقعات نے پیدا کردی ہے۔

آخر میں مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔آپ سب لوگوں کی ملاقات سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔آیئے ہم سب سر جوڑ کر بیٹھیں اورمل جل کر کام کریں اور پاکستان کووہ کچھ بنادیں جس کا وہ بجاطور پر مستحق ہے۔

۱۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر۴۲۲

۲۔دستاویز نمبر۳۰۹

۳۰۳۸

اسٹاف کالج کوئٹہ کے افسروں سے محمد علی جناح کا خطاب[1]

کوئٹہ

۱۴جون ۱۹۴۸ء

حضرات!مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اور مس فاطمہ جناح کوآپ سب سے ملاقات کی دعوت دے کر ہم دونوں کواعزاز بخشا۔آپ بمع دیگر افواجِ پاکستان اہلِ پاکستان کے جان و مال اورعزت وآبرو کے پاسبان ہیں۔پاکستان کی جملہ ملازمتوں میں دفاعی افواج سب سے اہم ہیں اوراسی کے مطابق ایک بہت بھاری ذمہ داری اور بارآپ کے کاندھوں پر ہے۔

جو کچھ مَیں نے دیکھا ہے اور سنا ہے اس سے مجھے کوئی شبہ نہیں رہا کہ فوج کا جذبہ شاندار ہے،حوصلہ بلنداور جو بات ہمت افزا ہے وہ یہ کہ ہرافسر اور جوان قطع نظر اس سے کہ وہ کس نسل یا برادری کا فرد ہے سچے پاکستانی کی طرح کام کررہا ہے۔

اگر آپ سب لوگ اس جذبے کو جاری و ساری رکھیں اور ہم قدم رفقاء اور سچے پاکستانیوں کی طرح بےلوثی سے کام کریں تو پاکستان کوکوئی خوف نہیں ہوگا۔

ایک بات اور ہے۔ مجھے یہ بات کہنے کی تحریک اس لئے ہوئی کہ ایک دو نہایت اعلیٰ افسروں کے ساتھ گفتگو کے دوران مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ سپاہِ پاکستان نے جو حلف اٹھایا ہے انہیں اس کے مضمرات کا علم نہیں ہے۔ بلا شبہ حلف تو ایک ظاہری شکل وصورت کی بات ہوتی ہے اور جو چیز زیادہ اہم ہے وہ ہے صحیح جذبہ اور روح۔لیکن یہ ایک اہم شکل و صورت ہے۔مَیں اس موقع پر آپ کے حافظے کو تازہ کرنے کیلئے مقررہ حلف کے الفاظ پڑھتا ہوں۔

''مَیں خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ مَیں آئین اور مملکت پاکستان کا وفادار رہوں گا۔(آئین اور مملکتِ پاکستان کے الفاظ پر توجہ فرمائیں) اور یہ کہ مَیں مملکتِ پاکستان کی افواج میں دیانتداری اور وفاداری کے ساتھ خدمات سرانجام دینے کا پابند رہوں گا اور اپنی بھرتی کی شرائط کے مطابق جہاں کہیں بھی ہوائی، بری اور بحری ذریعے سے جانے کا حکم ملے گا جاؤں گا اور یہ کہ مَیں ان تمام احکام کو بجالاؤں گا جو میرے اوپر تعینات افسر جاری کرے گا۔''

جیسا کہ مَیں نے ابھی کہا ہے کہ اصل چیز تو جذبہ ہے۔ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ مَیں مملکت کے آئین کا وفادار رہوں گا تو مَیں چاہتا ہوں کہ آپ اس آئین کا مطالعہ کریں جو اس وقت پاکستان میں نافذ العمل ہے اور اس کے حقیقی آئینی اور قانونی مضمرات کو سمجھیں۔

مَیں چاہتا ہوں کہ آپ یہ بات یاد رکھیں اور اگر فرصت ملے تو قانونِ حکومت ہند کا مطالعہ کریں جسے ہم نے پاکستان کے حالات سے مطابقت پیدا کر کے اپنایا ہے کہ گورنر جنرل کون ہے لہٰذا آپ تک جو احکام یا ہدایات پہنچتی ہیں وہ سربراہِ انتظامیہ کی منظوری کے بغیر نہیں آ سکتیں۔ قانونی صورت بس یہی ہے۔

حضرات! مجھے یہاں آنے کی دعوت دے کر آپ نے جو اعزاز بخشا ہے مجھے اس کا شکریہ ادا کرنے کی اجازت دیجئے۔جیسا کہ آپ کے جنرل آفیسر کمانڈنگ نے اپنی تقریر میں کہا

ہے مجھے افسروں سے غیر رسمی طور پر ملاقات کر کے خوشی ہوگی۔ ایسی ملاقات کا تعین دونوں کی سہولت کے مطابق کیا جا سکتا ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ مَیں دفاعی افواج کے افسروں اور جوانون کے ساتھ قریبی رابطہ رکھوں اور مجھے امید ہے کہ مجھے جوں ہی ان مسائل سے ذرا بھی فرصت ملے گی' جو آج کل پاکستان کو درپیش ہیں اور جنہوں نے اس وقت ہنگامی حالات کی شکل اختیار کر رکھی ہے' اور جب حالات سنبھل جائیں گے، اور مَیں امید کرتا ہوں کہ یہ بہت جلد ہو جائے گا، تب مجھے افواجِ پاکستان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ رابطہ قائم کرنے کا وقت مل جائے گا۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۲۵

۳۳۹

بلدیہ کوئٹہ کے شہری سپاسنامے کے جواب میں محمد علی جناح کی تقریر[1]

[کوئٹہ]

۱۵ جون ۱۹۴۸ء

مَیں آپ کے استقبالیہ سپاسنامے،[2] محبت بھرے الفاظ اور ان نیک تمناؤں کا شکریہ ادا[3] کرتا ہوں جن کا آپ نے میرے اور مس فاطمہ جناح کے بارے میں اظہار کیا ہے اور مَیں ریلیف فنڈ اور اس مقدس مقصد کیلئے جس کا وہ ترجمان ہے آپ کے گراں قدر اور فیاضانہ عطیے کی بھی ستائش کرتا ہوں۔ خوش قسمتی سے بلوچستان اس المیے سے بچ گیا جس سے پنجاب کو قیام پاکستان کے وقت دوچار ہونا پڑا تھا اور اپنے محل وقوع کی وجہ سے بلوچستان کو مہاجرین کے مسئلے کا اس طرح کا سامنا نہیں جس طرح کا سامنا پاکستان کے دوسرے علاقوں کو کرنا پڑ رہا ہے۔ تاہم مہاجرین اور ان تمام لوگوں کی فلاح و بہبود ہم سب لوگوں کی ذمہ داری ہے جنہیں صرف حصولِ پاکستان کی وجہ سے نقصانات اٹھانے پڑے۔ ان مظلوم لوگوں کی امداد اور بحالی پاکستان کیلئے بہت اہم اور فوری توجہ کی بات ہے کیونکہ جب تک یہ لوگ معاشرے کے مفید افراد نہیں بن جاتے

پاکستان تیز رفتاری کے ساتھ شاہراہِ ترقی پر گامزن نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اس جہت میں جو کوشش بھی ہوگی اس کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا جائے گا کیونکہ یہ پاکستان کی ترقی اور فلاح کے مقصد کو آگے بڑھائے گی۔

برسوں سے کوئٹہ ایک اہم شہر اور چھاؤنی ہے۔ قیامِ پاکستان سے اس کی اہمیت بڑھ گئی ہے اور اس میں مزید اضافہ ہوگا۔ اس کا محل وقوع اور اس کی صحت افزا آب و ہوا خصوصی توجہ کی متقاضی ہے اور مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ ۱۹۳۵ء کے زلزلے کی تباہ کاریوں اور بعد ازاں جنگ کی پیدا کردہ مجبوریوں اور آبادی کی حالیہ نقل وحمل کے باعث خلل کے باوجود یہ ایک باقاعدہ اور مصروف شہر نظر آتا ہے۔ اس کا تمام تر سہرا کوئٹہ کی بلدیہ اور اس کے منتظمین کے سر ہے۔ بظاہر شہر کا منصوبہ عمدگی سے بنایا گیا ہے اور جو مستقل عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں وہ صاف ستھری اور خوش وضع نظر آتی ہیں۔ مَیں آپ کی ان خواہشات میں شریک ہوں کہ بہتر وقت آنے والا ہے اور وہ وقت اب زیادہ دور نہیں جب شہر کی بیشتر عارضی عمارتوں کی جگہ زلزلوں سے محفوظ پختہ اور مستقل عمارتیں لے لیں گی۔ بلدیہ تو اپنا کردار بہر حال ادا کرے گی۔ لیکن اس کے ساتھ نجی سرمایہ کاری بھی لازمی ہے تاکہ کوئٹہ چھاؤنی کے ساتھ ساتھ ایک عظیم (مدنی) شہر بھی بن سکے اور آپ اس کی جتنی تعمیر و تزئین کریں گے یہ اتنا ہی دلکش بن جائے گا۔ مغربی پاکستان کے ایک بڑے علاقے کیلئے یہ موسم گرما کا قدرتی صحت افزا مقام بن جائے گا اور یہاں زیادہ سے زیادہ لوگوں کی آمد نہ صرف اضافی آمدنی کا ذریعہ بنے گی بلکہ مغربی پاکستان کے دیگر علاقوں سے روابط بھی قائم ہوں گے۔ یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہئے۔ پانی کی فراہمی میں دشواری اور دیگر مسائل کو جرأت اور ذہانت سے حل کرنا چاہئے اور مجھے یقین ہے اور جس وقت بھی ضرورت ہوگی حکومت بخوشی آپ کی امداد کرے گی۔

اگرچہ ایک شخص کو اپنے شہر سے محبت ہونی چاہئے اور اس کی فلاح کیلئے کام کرنا چاہئے — یقیناً اسی وجہ سے — ایک شخص کو اپنے ملک سے اور زیادہ محبت کرنی چاہئے اور اس کے لئے اور زیادہ لگن سے کام کرنا چاہئے۔ مقامی لگاؤ کی اپنی قدر و قیمت ہے لیکن 'جزو' کی کیا وقعت و طاقت جب تک وہ 'کل' کے ساتھ پیوست نہ ہو۔ تاہم یہ ایسی صداقت ہے جسے لوگ بہ

آسانی فراموش کر دیتے ہیں اور مقامی، علاقائی اور صوبائی مفادات کو قومی مفادات سے زیادہ عزیز سمجھنے لگتے ہیں۔ جب پاکستانیوں کا کوئی طبقہ صوبہ پرستی کی لعنت میں گرفتار نظر آتا ہے تو مجھے بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ پاکستان سے اس خباثت کو دور کر دینا چاہئے۔ یہ پرانی انتظامیہ (حکومت) کی یادگار ہے جب آپ تسلط یعنی برطانوی تسلط سے بچنے کیلئے صوبائی خودارادیت اور مقامی سطح پر عمل کی آزادی جیسے تصورات سے چمٹے ہوئے تھے۔ لیکن اب آپ کی اپنی مرکزی حکومت اور اس کا اقتدار موجود ہے لہٰذا پرانے انداز سے سوچتے رہنا بڑی حماقت ہوگی اور خصوصاً ایسے وقت جبکہ آپ کی مملکت بالکل نئی ہے اور اسے اندرونی اور بیرونی شدید مسائل کا سامنا ہے۔ اس مرحلے پر مملکت کے عظیم تر مفادات کو صوبائی، مقامی اور انفرادی مفادات کے تابع کرنا خودکشی کے مترادف ہوگا۔

بلوچستان بہادر اور آزاد لوگوں کی سرزمین ہے لہٰذا آپ کیلئے قومی آزادی، وقار اور طاقت کے خصوصی معنی ہونے چاہئیں۔ ملکی اور غیر ملکی کی یہ سرگوشیاں نہ تو اس سرزمین کیلئے سودمند ہوں گی اور نہ اس کے شایانِ شان۔ اب ہم سب پاکستانی ہیں۔ نہ بلوچ، پٹھان، سندھی، بنگالی اور نہ پنجابی وغیرہ۔ اور ہمارا احساس، رویہ اور عمل بطور پاکستانیوں کے ہونا چاہئے اور ہمیں پاکستانی ہونے پر فخر ہونا چاہئے۔ میری ایک التماس ہے کہ آپ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے لمحہ بھر کیلئے رک جائیں اور سوچیں کہ یہ اقدام آپ کی ذاتی یا علاقائی پسند ناپسند کے تحت ہے یا اس کا تعین مملکت کی فلاح کی خاطر کیا جارہا ہے۔ اگر ہر فرد اس طرح اپنا جائزہ اور جبری طور پر اپنے اور دوسروں کیلئے دیانت داری کے اصول بلاخوف اپنائے، کیونکہ ابتدا میں تو قدرے جبر کی ضرورت ہوگی، تو اس صورت میں مجھے بہت درخشاں مستقبل سامنے نظر آرہا ہے۔ اگر افراد، سرکاری عہدہ دار اور غیر سرکاری لوگ، دونوں ہی اس طرح اپنا کردار ادا کریں گے اور اس جذبے سے کام کریں گے تو حکومت، قوم اور مملکت پر ان کی چھاپ فوراً لگ جائے گی اور پاکستان کامیابی سے دنیا کی عظیم ترین قوموں کی صف میں شامل ہوجائے گا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں مجھے بلوچستان کے ساتھ خصوصی دلچسپی ہے کیونکہ یہ میری

خصوصی ذمہ داری ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان کے معاملات میں کسی بھی دوسرے صوبے کی طرح اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کرے لیکن طویل عرصے تک نظر انداز رہنے کے نشانات کو مٹانے میں کچھ وقت لگے گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ عرصہ ضرورت سے ایک لمحہ بھی زیادہ نہ ہو۔ مَیں آپ سے مخلصانہ استدعا کرتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ تعاون کیجئے مجھے اپنی بے لوث حمایت سے نوازیئے اور میرے کام کو دشوار نہ بنایئے۔ نمائندہ حکومتیں اور نمائندہ ادارے بلاشبہ اچھے بھی ہوتے ہیں اور پسندیدہ بھی لیکن اگر لوگ انہیں ذاتی مفادات کے حصول کا ذریعہ بنالیں تو یہ نہ صرف اپنی قدر و وقعت کھو دیتے ہیں بلکہ بدنام بھی ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہئے اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے یہ صرف اس صورت میں ممکن ہو گا جب ہم مستقلاً اپنے اعمال و افعال کا احتساب کرتے رہیں اور انہیں انفرادی اور طبقاتی مفادات کے بجائے مملکت کی فلاح کی کسوٹی پر پرکھیں۔

مَیں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے گرانقدر عطیہ دیا، محبت کا اظہار کیا، سپاسنامہ پیش کر کے مجھے اعزاز سے نوازا اور یہ چند الفاظ کہنے کا موقع دیا۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۳۰
۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۲۹

۳.۴۰

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب میں محمد علی جناح کی تقریر[1]

کراچی

یکم جولائی ۱۹۴۸ء

جناب گورنر،[2] اسٹیٹ بینک کے ڈائریکٹر صاحبان، خواتین و حضرات!

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا قیام مالیاتی شعبے میں ہماری مملکت کی خودمختاری کی

علامت ہے اور مجھے بہت خوشی ہے کہ مَیں آج یہاں اس کی افتتاحی تقریب میں موجود ہوں۔ گذشتہ سال اگست میں قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی اپنا بینک قائم کرنا قابلِ عمل نہیں سمجھا گیا۔ نوٹوں کے اجراء اور بینکاری جیسے تکنیکی اور نازک کام کے ذمہ دار ادارے کے شروع کرنے سے پہلے کافی تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تیاری کرنے کیلئے اس امر کا اہتمام کیا گیا کہ پاکستان کے مالیاتی نظام اور ریزرو بینک کے قانون مجریہ ۱۹۴۷ء کے تحت ریزرو بینک آف انڈیا ہی کو ۳۰ ستمبر ۱۹۴۸ء تک پاکستان میں کرنسی اور بینکاری کی ذمہ داری نبھانے دی جائے۔ بعدازاں یہ محسوس کیا گیا کہ ریزرو بینک آف انڈیا کو پاکستان میں اس کی ذمہ داریوں سے جتنی جلدی سبکدوش کر دیا جائے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ چنانچہ حکومتِ ہندوستان اور ریزرو بینک آف انڈیا سے صلاح مشورے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ ذمہ داریاں پاکستانی ادارے کو سونپنے کا عمل تین مہینے پیشتر کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ اپنی کرنسی اور بینکاری کا کام کسی اور ادارے کو سپرد کرنے پر پاکستان کے مرکزی بینک کے قیام کو ترجیح دی جائے۔ اس فیصلے سے پاکستان میں اس شعبے میں تربیت یافتہ چھوٹے سے گروہ کو ابتدائی تیاریاں کرنے کیلئے بہت کم وقت ملا لیکن ان لوگوں نے اپنی انتھک کوشش اور سخت محنت سے اپنا کام معینہ تاریخ تک مکمل کر لیا جو ان کے لئے قابلِ تعریف بات ہے اور مَیں ان کی مساعی پر خراجِ تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب گورنر! جیسا کہ آپ نے کہا ہے غیر منقسم ہندوستان میں بینکاری پر غیر مسلموں کی اجارہ داری تھی اور مغربی پاکستان سے ان کی نقل مکانی نے آپ کی نوزائیدہ مملکت کی معاشی زندگی کو کافی حد تک درہم برہم کر دیا تھا۔ تجارت اور صنعت کے پہیوں کو رواں رکھنے کیلئے یہ ضروری تھا کہ غیر مسلموں کے چلے جانے سے جو خلاء پیدا ہو گیا ہے اسے بلا تاخیر پُر کر دیا جائے۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ پاکستانی باشندوں کی بینکاری میں تربیت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ مَیں ان کی پیش رفت پر نظر رکھوں گا اور مجھے اعتماد ہے کہ اسٹیٹ بینک کو ان لوگوں کے آگے لے جانے میں تمام متعلقہ افراد، اداروں، بینکوں اور یونیورسٹیوں کا تعاون حاصل ہوگا۔ بینکاری ایک

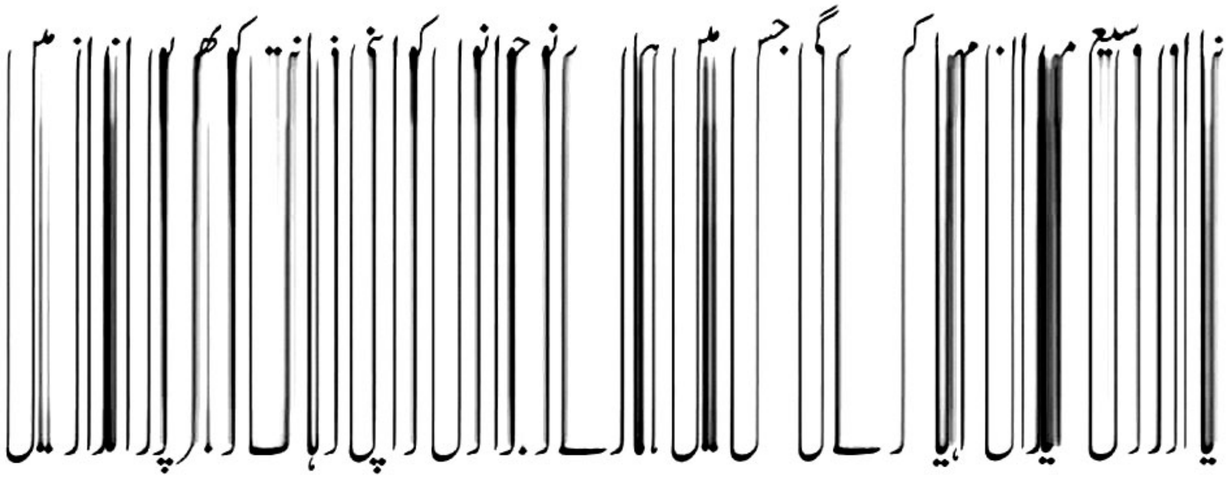

بروئے کار لانے کا موقع ملے گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بڑی تعداد میں آگے آئیں گے اور مجوزہ تربیتی سہولتوں سے استفادہ کریں گے۔ اس طرح وہ نہ صرف خود فائدہ اٹھائیں گے بلکہ اپنی مملکت کی فلاح و بہبود کیلئے بھی اپنا کردار ادا کریں گے۔

ہمارے ملک کی معاشی زندگی کو منظّم کرنے میں اسٹیٹ بینک کو جو کردار ادا کرنا ہے اس کی تفصیل میں جانے کی مجھے چنداں ضرورت نہیں۔ بینک کی مالی پالیسی براہ راست تجارت اور کاروبار پر اثر انداز ہوتی ہے خواہ وہ اندرون ملک ہو یا بیرونی دنیا کے ساتھ، اور ہماری یہی آرزو ہو گی کہ آپ کی پالیسی سے زیادہ سے زیادہ پیداوار اور آزادانہ تجارت کی حوصلہ افزائی ہو۔ ایام جنگ کے دوران جس مالی پالیسی پر عمل درآمد ہو رہا تھا اس نے ہمارے موجودہ معاشی مسائل کو جنم دینے میں کچھ کم حصہ نہیں لیا۔ مصارفِ زندگی میں غیر معمولی اضافے سے معاشرے کا غریب طبقہ متاثر ہوا اور مقررہ آمدنی والے طبقے پر بھی اس کا برا اثر پڑا اور اس وقت ملک میں جو بے اطمینانی پھیلی ہوئی ہے اس کی زیادہ تر ذمہ داری اسی پر عائد ہوتی ہے۔ حکومتِ پاکستان کی پالیسی یہ ہے کہ قیمتوں کو ایسی سطح پر مستحکم کر دیا جائے جو بنانے والے اور استعمال کرنے والے دونوں کیلئے منصفانہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ اس اہم مسئلے کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کیلئے آپ بھی اس جہت میں کوشش کریں گے۔

آپ کا تحقیقی صیغہ بینکاری کے طور طریقوں کو معاشرتی اور معاشی زندگی کے اسلامی تصورات سے ہم آہنگ کرنے کے سلسلے میں جو کام کرے گا مَیں ان کا دلچسپی سے انتظار کروں گا۔ اس وقت مغربی اقتصادی نظام نے تقریباً ناقابلِ حل مسائل پیدا کر دیے ہیں اور ہم میں سے اکثر یہ محسوس کرتے ہیں کہ شاید کوئی معجزہ ہی دنیا کو بربادی سے بچا سکے جس کا اس وقت سامنا ہے۔ یہ افراد کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی سطح سے ناچاقی دور کرنے میں ناکام ہو گیا ہے۔ برعکس اس کے گذشتہ نصف صدی میں دو عالمی جنگوں کی زیادہ تر ذمہ داری بھی اس کے سر ہے۔ مغربی دنیا اس وقت اپنی میکانکی اور صنعتی اہلیت کے باوجود جس بدترین ابتری کا شکار ہے اس کی

مثال تاریخ میں پہلے نہیں ملتی۔ مغرب کے اقتصادی نظریے اور طریقے خوش وخرم اور مطمئن قوم کی تشکیل میں ہماری مدد نہیں کرسکیں گے۔ ہمیں اپنے مقدّر کو سنوارنے کیلئے اپنے ہی انداز میں کام کرنا ہوگا اور دنیا کے سامنے ایک ایسا اقتصادی نظام پیش کرنا ہوگا جس کی اساس انسانی مساوات اور معاشرتی عدل کے سچے اسلامی تصور پر مبنی ہو۔ اس طرح ہم بطور مسلمان اپنا فریضہ پورا کرسکیں گے اور بنی نوع انسان تک امن کا پیغام پہنچا سکیں گے کہ صرف یہی (اسلام) اسے بچا سکتا ہے اور انسانیت کو فلاح و بہبود، مسرت وشادمانی سے ہم کنار کرسکتا ہے۔

جناب گورنر! آخر میں مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے، آپ کے رفقائے کار اور معزز مہمانوں نے میرا اس قدر پُرتپاک خیر مقدم کیا اور اپنی نیک تمناؤں کے اظہار کیلئے اس تقریب کو رونق بخشی اور مجھے اسٹیٹ بینک کے تاریخی افتتاح کی رسم ادا کرنے کی دعوت دے کر اعزاز بخشا۔ مَیں محسوس کرتا ہوں کہ پاکستان اسٹیٹ بینک ہمارے عظیم ترین قومی اداروں کی صف میں جگہ پائے گا اور عالمی سطح پر اپنا بھرپور کردار ادا کرے گا۔

خدا کرے پاکستان اسٹیٹ بینک فروغ پائے اور اس اعلیٰ معیار پر پہنچ جائے جو اس کی منزل قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۵۲
۲۔ زاہد حسین

عیدالفطر کے موقع پر محمد علی جناح کا پیغام[1]

۶ اگست ۱۹۴۸ء

اس مسرت وشادمانی کے دن مَیں ساری دنیا کے مسلمانوں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ انہیں خوشیوں سے بھرپور عید نصیب ہو۔

ہمارے لئے گذشتہ عیدالفطر جو قیام پاکستان کے فوراً بعد آئی وہ مشرقی پنجاب کے المناک واقعات کی وجہ سے مکدر ہوگئی تھی۔ گذشتہ سال کا خون خرابہ اور اس کے نتیجے میں لاکھوں کی ہجرت نے ایسا زبردست مسئلہ پیدا کر دیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس سرگشتہ انسانی گروہ کو نئی جگہ بسانے میں ہماری توانائیاں اور وسائل اپنے نقطۂ انقطاع تک پہنچ گئے۔ اس بے پایاں کام نے ہمیں تقریباً غرق ہی کر دیا تھا اور ہم بڑی مشکل سے اپنا سر سطح آب سے بلند رکھ سکے۔

بارہ مہینے کی مختصر مدت تمام مہاجرین کو پاکستان میں سود مند مواقع فراہم کرنے کیلئے کافی نہیں تھی۔ ان کی آبادکاری میں کافی پیش رفت ہوئی ہے لیکن بہت سوں کی بحالی ابھی رہتی ہے۔ ہم اس وقت تک خوشیاں نہیں منا سکتے جب تک ان میں سے ہر ایک کو دوبارہ اس کے پاؤں پر کھڑا نہ کر دیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ اگلی عید تک یہ کٹھن اور بے قابو مسئلہ حل ہو چکا ہوگا اور تمام مہاجر معاشرے کے مفید ارکان کی حیثیت سے پاکستان کی معیشت میں ضم ہو چکے ہوں گے۔

گذشتہ بارہ مہینے کا عرصہ سخت دشواریوں کے خلاف جہد مسلسل کی تاریخ ہے لیکن ان تاریک ایام میں جس چیز نے ہمیں سنبھالے رکھا وہ مقصد کے حصول پر ہمارا پکا اور یہ پختہ عزم تھا کہ ہم اپنی نوزائیدہ مملکت کو اپنے دشمنوں کے حملوں سے مغلوب نہیں ہونے دیں گے۔ ہم ہولناک طوفانوں کا مقابلہ کر چکے ہیں اور پُرسکون ساحل اگرچہ دور ہے مگر نظر کے سامنے ہے۔ ہم پورے اعتماد کے ساتھ مستقبل کا خیر مقدم کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم آرام طلب نہ ہو جائیں اور اپنی توانائیوں کو باہمی تنازعوں میں ضائع نہ کر دیں۔ ہماری صفوں میں اِس وقت سے زیادہ کبھی نظم و ضبط اور اتحاد کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف متحدہ کوشش اور اپنی تقدیر پر یقین ہی سے ہم اپنے خوابوں کے پاکستان کو حقیقت کا روپ دے سکیں گے۔ آپ ایک ماہ کے روزوں کے بعد آج عید منا رہے ہیں۔ مسلمانوں پر روزہ کیوں فرض کیا جاتا اگر اس کا مقصد انہیں نظم وضبط اور باقاعدگی کا درس دینا نہ ہوتا۔ یہ وہ اوصاف ہیں جنہیں اپنانا ہوگا کیونکہ اسی میں آپ کی اور قوم کی نجات مضمر ہے۔ برادر



رہے ہیں۔ سیاسی اقتدار کا جو ڈرامہ فلسطین، انڈونیشیا اور کشمیر میں کھیلا جا رہا ہے اس سے ہماری آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ دنیا کے ایوانوں میں ہماری آواز اسی وقت سنی جائے گی جب ہم ایک متحدہ محاذ قائم کرلیں گے۔

لہٰذا مَیں آپ سے یہ اپیل کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آپ چاہے کسی زبان میں اسے پیش کریں میرے مشورے کا لب لباب یہی نکلے گا کہ ہر مسلمان کو دیانتداری، خلوص اور بے غرضی سے پاکستان کی خدمت کرنی چاہیے۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۷۴

۳۴۲

آزادی کی پہلی سالگرہ پر محمد علی جناح کا قوم کے نام پیغام[۱]

۱۴ اگست ۱۹۴۸ء

پاکستان کے باسیو! آج ہم اپنی آزادی کی پہلی سالگرہ منا رہے ہیں۔ ایک سال قبل مکمل اقتدار پاکستان کے عوام کو منتقل کر دیا گیا اور حکومتِ پاکستان نے موجودہ (اپنے حسب حال کئے ہوئے) آئین[۲] کے تحت معاملاتِ مملکت سنبھال لئے۔ یہ سال ہم نے ہمت، عزم اور خوش تدبیری کے ساتھ گزارا ہے اور دشمنوں کے حملے کرنے میں جس کا پہلے بھی کئی بار تذکرہ کیا جا چکا ہے، بالخصوص نسل کشی کی پہلے سے سوچی سمجھی سازش کو کچلنے میں ہماری کامیابیوں کا ریکارڈ حیرت انگیز رہا اور ساتھ ہی ہم اندرونِ ملک حقیقی تعمیری کام میں مصروف رہے۔ ہمارے تعمیری اور فلاحی کام کا نتیجہ ہمارے بہترین دوستوں کی توقعات سے بہت بڑھ کر ظاہر ہوا۔ مَیں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں یعنی وزیرِ اعظم کی قیادت میں اپنے وزرا کو، اراکین دستور ساز اسمبلی اور دیگر قانون ساز اسمبلیوں کے اراکین کو، مختلف محکموں میں کام کرنے والے عہدہ داروں اور دفاعی

افواج کے اراکین کوان کارہائے نمایاں پر جوآپ نے اس مختصرسی مدت میں سرانجام دیے اورمَیں پاکستان کے عوام کاشکریہ ادا کرتاہوں کہ ہم نے پہلے سال کے پروگرام کوروبہ عمل لانے کیلئے جوبھی کوشش کی انہوں نے صبروتحمل سے ہمارا ساتھ دیا۔لیکن یہ کافی نہیں۔ یادرکھیئے کہ قیامِ پاکستان ایک ایسی حقیقت ہے جس کی تاریخِ عالم میں کوئی نظیرنہیں ملتی۔دنیا کی عظیم ترین مسلم مملکتوں میں اس کا شمار ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کو اپنا شاندار کردار ادا کرنا ہے۔ بشرطیکہ ہم دیانتداری،خلوص اوربےغرضی سے پاکستان کی خدمت کرتے رہیں۔

مجھے اپنی قوم پرمکمل اعتماد ہے کہ وہ ہرموقع پرخودکواپنے ماضی کی اسلامی تاریخ،عظمت اورروایات کااہل ثابت کرے گی۔

آپ سب کوان لاکھوں مہاجرین کی داستان کا بخوبی علم ہے جنہیں سرحد کے اس پار سے اپنا گھربارچھوڑکر بھاگنا پڑااور پاکستان میں پناہ لینی پڑی۔ابھی ہماری مملکت سنبھلنے بھی نہ پائی تھی کہ یہ المیہ رونما ہوا۔ دراصل ان میں ایک بہت بڑی تعداد ان سرکاری عہدہ داروں کی تھی جنہیں مملکت کی حکومت کا نظام قائم کرنا تھا۔ مجھے علم ہے کہ ہمارے لئے ان بے خانماں اورستم زدہ بھائیوں کیلئے وہ سب کچھ کرنا ممکن نہ ہوسکا جس کی ہمیں خواہش تھی۔ان میں سے بہت سے لوگوں کواس وقت بھی بہت سی مشکلات کا سامنا ہے۔لیکن یہ حقیقت ہے کہ مہاجرین کی کثیرتعدادکو ایک نئی اور پُرمسرت زندگی کی نوید کے ساتھ نئے گھروں میں آباد کرنا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے۔اہلِ پاکستان نے جس برادرانہ جذبے کا اظہارکیااورعوام اورحکومت نے جس ہمت سے ان بے پناہ دشواریوں کا سامنا کیا جواس سانحہ کی پیدا کردہ تھیں اور جن کی تاریخِ عالم میں کوئی مثال نہیں ملتی اس کے بغیرمملکت کا پوراشیرازہ بکھرجاتا۔

نئی مملکت کا عین اس کے قیام کے وقت دیگرکئی طریقوں سے گلا گھونٹنے کی کوششوں سے مایوس ہوکر ہمارے دشمنوں کوامیدتھی کہ وہ معاشی حربوں سے اپنی دلی مراد حاصل کرلیں گے۔عداوت اورکینہ کی بنیاد پرکثیردلائل کے ساتھ انہوں نے پیشین گوئی کی کہ پاکستان دیوالیہ ہوجائے گا۔اوردشمن جوکچھ آتش وآہن سے حاصل نہ کرسکا وہ مملکت

پہلا بجٹ فاضل تھا، تجارت میں ادائیگیوں کا توازن موافق رہا اور معیشت کے شعبے میں باقاعدہ اور ہمہ جہت ترقی ہوئی۔

کسی ملک کی تاریخ میں اس کی ترقی کا حتمی اندازہ لگانے اور اس کے مستقبل کے بارے میں پیشین گوئی کرنے کیلئے ایک سال کا عرصہ بہت قلیل ہوتا ہے۔لیکن جس طرح بے پناہ مشکلات پر قابو پایا گیا اور گذشتہ بارہ مہینوں میں ٹھوس ترقی دیکھنے میں آئی ان سے مثبت سوچ رکھنے کی اساس مہیا ہوتی ہے۔انتظامیہ کے شعبے میں ہمیں مرکز میں بالکل نئے سرے سے کام کرنا پڑا اور مغربی پنجاب میں اپنی مملکت کے قیام کے ساتھ ہی ہمیں انتظامی مشینری کی تقریباً مکمل بربادی کا سامنا کرنا پڑا لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ ہم اپنی سالمیت کو لاحق تمام خطرات اور تمام سنگین مسائل سے نمٹنے میں کامیاب رہے۔حکومتِ پاکستان نے وقتاً فوقتاً پیش آنے والے عالمی مسائل سے مؤثر طریقے سے نمٹنے کے معاملے میں نہ صرف اپنے عزم کا اظہار کیا بلکہ اپنی اہلیت کا بھی ثبوت دیا۔

قدرت نے آپ کو ہر چیز عطا کی ہے۔آپ کے پاس لامحدود وسائل موجود ہیں۔ آپ کی مملکت کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔اب اس کی تعمیر آپ کا کام ہے لہٰذا جس قدر جلد اور جتنی عمدگی سے ہو سکے تعمیر کیجئے۔آگے بڑھیئے اور مَیں آپ کی کامیابی کیلئے دعا کرتا ہوں۔

پاکستان زندہ باد

۱۔جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۴۸۱

۲۔گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء

۴

امریکہ کے ساتھ تعلقات

۴.۱

ریاستہائے متحدہ امریکہ کیلئے محمد علی جناح کے نشریئے کا مسودہ[1]

[۱۷ فروری ۱۹۴۸ء]

صرف پانچ منٹ کے بعد مَیں آپ سے دنیا کے پانچویں بڑے ملک یعنی پاکستان کے بارے میں گفتگو کروں گا۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا مسلم ملک بھی ہے۔

مَیں آپ کو اس کے خوشحال زرعی پس منظر، اس کی صنعتی اور معدنی دولت جو ابھی تک مقابلتاً کم ترقی یافتہ ہے اور تاریخ و روایت میں مشہور اس کے پہاڑی سلسلے کے متعلق بھی بتا سکتا ہوں لیکن خود آپ کے نامہ نگاروں اور ریڈیو کے تبصرہ نگاروں نے ان چیزوں کے بارے میں مجھ سے کہیں زیادہ وضاحت سے بیان کیا ہے جو میں ریڈیو کی اس مختصر گفتگو میں بیان نہیں کر سکتا۔ اگرچہ یہ تمام چیزیں بذاتِ خود اہم ہیں لیکن یہ کل پاکستان نہیں ہیں، وہ پاکستان نہیں جس نے حال ہی میں اقوامِ عالم کی برادری میں اپنی جگہ بنائی ہے اور وہ پاکستان جس کے بارے میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

یہ پاکستان اس کے سات کروڑ عوام ہیں۔ ان میں سے بعض کو دنیا پہلے ہی سے جانتی ہے۔ ان کی شجاعت اور جوانمردی نے اس امر کو یقینی بنا دیا ہے۔ ان کے آباء و اجداد شمالی درّوں سے آ کر برصغیر میں آباد ہو گئے تھے اور برسوں وہاں حکومت کی تھی۔ بعد ازاں انہوں نے دونوں عالمی جنگوں میں آزادی کی خاطر ہر میدانِ جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

تھا۔ انہوں نے آپ کے اپنے جانبازوں کے ساتھ جو شاید خود آپ یا آپ کے فرزند ہوں

شمالی افریقہ، برما اور اٹلی میں جنگیں لڑی ہیں۔ لیکن اس وقت یہ لوگ پاکستانی نہیں تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ پاکستانی کہلاتے انہیں ایک اور جنگ لڑنی پڑی۔ یہ جنگ اپنی ذاتی آزادی کیلئے اور برصغیر کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں ایک آزاد اور خودمختار قومی ریاست کے قیام کے لئے تھی جسے وہ اپنا وطن بنانا چاہتے ہیں۔ بیشک یہ جنگ ان کے قومی وجود اور شناخت کیلئے تھی۔ یہ سب کچھ ہم نے پچھلے سال ۱۵ اگست کو حاصل کر لیا جب ہمیں اپنا ملک تخلیق کرنے اور اپنی تقدیر کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لینے کا حق مل گیا۔ ہمارے لئے ۱۵ اگست کی اہمیت اتنی ہی ہے جتنی آپ کیلئے ۴ جولائی کی ہے۔ میرے لئے ضروری نہیں کہ ۱۵ اگست تک پہنچنے کی تاریخی جدوجہد کا خاکہ پیش کروں لیکن یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اپنی آزادی کو مستحکم کرنے اور برقرار رکھنے کیلئے ایک اور مشقت ہمیں درپیش ہے اور یہ معرکہ ہمیں ابھی جیتنا ہے۔

یہ ایک سخت مشقت ہوگی لیکن اس سے پہلے کہ میری حکومت اپنی پوری توجہ اس کام کی جانب مبذول کرے جو سب حکومتوں کا حقیقی کام ہے۔ ملک کی قدرتی توانائیوں اور اس کے وسائل کو بروئے کار لا کر اپنے عوام کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانا اور انہیں احتیاج اور خوف سے چھٹکارے کا یقین دلانا۔ ہمیں عظیم مسائل حل کرنا ہیں۔ آپ ہمارے مہاجرین کے مسئلے سے واقف ہیں۔ اب تک ہم نے لاکھوں (مہاجرین) کو دوبارہ بسا دیا ہے اور اس کارِنمایاں پر ہمیں بجا طور پر فخر ہے۔ لیکن ان لاکھوں افراد کی مکمل بحالی میں کافی عرصہ لگے گا جو دنیا کے انتہائی ہولناک قتلِ عام سے بچ کر اپنے تخلیق کردہ علاقے میں آئے ہیں۔ ہمیں بہت سے دوسرے انتظامی، اقتصادی، صنعتی اور مالیاتی مسائل درپیش ہیں لیکن ہمیں بھروسہ ہے کہ ہم ان سب پر قابو پالیں گے۔

ہمیں یقین ہے کہ آپ اور دوسرے آزادی پسند افراد ہماری خوشحالی میں دوستانہ دلچسپی لیں گے۔ ہم اقوام کے مابین دوستی پر یقین رکھتے ہیں اور یہ کہ اقوامِ متحدہ جیسے اداروں کے ذریعے

پاکستان دوسرے مما لک کے ساتھ ایک روز ایک بہتر دنیا میں ابھرے گا۔

ہمیں آپ سے اور باقی دنیا سے اسی طرح کی مدد کی ضرورت ہے۔ ہمیں آپ کے انجینئروں اور ماہرینِ فن کی مدد اور مشورے کی طلب ہے تا کہ اپنے عوام کا معیارِ زندگی بلند کرنے کیلئے ہم صنعتیں قائم کرسکیں۔ ہمیں توقع ہے کہ ہمارے لئے آپ کچھ ایسی مشینیں اور ساز وسامان برآمد کریں جنہیں اس وقت آپ جیسا ملک ہی بہم پہنچا سکتا ہے۔ لیکن ہم خیرات نہیں چاہتے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں۔ دنیا کو دینے کیلئے ہمارے پاس بھی بہت کچھ ہے۔ یہاں مَیں صرف دو اشیاء کا نام لوں گا یعنی پٹ سن اور کپاس۔ ہماری تجارت کا توازن موافق ہے اور ہماری معیشت مستحکم ہے کیونکہ آپ کی طرح اس کی بنیاد بھی زراعت پر ہے۔ میری حکومت صنعتی پروگرام پر عمل کرنے کا جو منصوبہ بنا رہی ہے اس سے دنیا کی دولت میں ہماری شراکت سے خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا اور اس بارے میں آپ جیسے ملکوں کی مثال سے ہمیں رہنمائی ملے گی۔

میرے عوام نے تہیہ کیا ہے کہ وہ کامیابی حاصل کر کے رہیں گے۔ کاش کہ آپ انہیں دیکھ سکتے۔ کاش کہ آپ ان کے دیہات میں جاتے اور ان کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوتے۔ وہ جفاکش اور بے نیاز ہیں، وہ کام کرنا اور نیک نیتی سے کام کرنے کے ثمرات سے لطف اٹھانا جانتے ہیں۔ ان میں وہ خوش طبعی ہے جو مشکلات پر کامیابی سے قابو پانے کیلئے بہت ضروری ہوتی ہے۔ اگرچہ ان میں بہت سے لوگ سادہ لوح ہیں لیکن جمہوریت پر ان کا اعتقاد پختہ ہے اور ان میں جمہوریت کے ذریعے اپنی تقدیر کا فیصلہ کرنے کی ناقابلِ تردید اہلیت ہے۔

تاہم ان کا معاشی پس منظر اور بطور ایک آزاد قوم کے ان کا حالیہ ظہور دیکھتے ہوئے آپ میں سے بہت سوں کو اس بات پر تعجب ہوگا لیکن مَیں آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ پاکستان ایک مسلم ملک ہے۔ عیسائیت کی طرح اسلام بھی ایک ایسا مذہب ہے جو اساسی طور پر جمہوری اصولوں پر قائم ہے۔ ہماری نظر میں ہر فرد برابر ہے۔ ہمارے پاس ذات

یات کا نظام نہیں اور نہ ہی بناوٹی سماجی رکاوٹیں ہیں۔ ہر شخص چاہے وہ کھیتوں میں مزدوری کر رہا ہو یا کسی وسیع صنعتی ادارے کا مالک ہو وہ پہلے اور اوّلین طور پر ایک انسان ہے اور پاکستانی ہے۔ اسی سبب سے ہمیں مسلمان ہونے اور دنیا کے سب سے بڑے مسلم ملک سے تعلق رکھنے پر فخر ہے۔

تیرہ صدیوں سے اسلام بنی نوع انسان کی مساوات، آزادی اور اخوت کا علم اٹھائے ہوئے ہے۔

پاکستان پاپائیت نہیں بنے گا یعنی یہاں مقدس فریضہ ادا کرنے والے مُلّا حکومت نہیں کریں گے۔ ہمارے ہاں بہت سے غیر مسلم مثلاً ہندو، عیسائی، پارسی وغیرہ موجودہ ہیں لیکن یہ سب پاکستانی ہیں اور مساوی شہری ہیں اور انہیں مساوی حقوق اور مراعات حاصل ہیں اور پاکستان کے قومی امور میں اپنا کردار ادا کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں۔

مَیں آپ سے بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن آپ سے ہماری یہ گفتگو آخری نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہم سے متعارف ہو جائیں جس طرح ہم خود آپ سے متعارف ہونا چاہتے ہیں۔ مَیں صرف ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔ طبعی طور پر پاکستان سینکڑوں میل کے ہندوستانی علاقے سے مغربی اور مشرقی پاکستان میں بٹا ہوا ہے لیکن ہم سات کروڑ پاکستانیوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہم پاکستانی ہیں اور اپنی کوششوں اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہم ایک عظیم اور عمدہ ملک بن جائیں گے جو عالمی امور میں ایک عظیم قوم کی طرح اپنا کردار اعتماد اور عزت کے ساتھ ادا کرے گا۔

پاکستان زندہ باد

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۸۶۔ فائل میں دو مسوّدے موجود ہیں، ایک جو ایس اے جواد نے اور دوسرا زیڈ اے بخاری نے تحریر کیا تھا۔ موخرالذکر کی قائد نے اصلاح کی تھی اور وہی یہاں پیش کیا گیا ہے۔ مزید دیکھئے "Speeches, Statements & Messages of the Quaid-i-Azam"، مصنفہ: خورشید احمد یوسفی، جلد چہارم، لاہور، ۱۹۹۶ء، صفحات ۲۶۹۲ تا ۲۶۹۵

۴.۲

اسنادِ تقرر پیش کرنے پر پال ایلنگ (Paul Alling) کی تقریر[1]

۲۶ فروری ۱۹۴۸ء

فضیلت مآب!

حکومتِ پاکستان کیلئے ریاستہائے متحدہ کے پہلے سفیر کے طور پر اپنی اسنادِ سفارت (Letters of Credence) پیش کرتے ہوئے مجھے بہت مسرت ہو رہی ہے۔ آپ کے عظیم ملک کی تخلیق کے وقت سے ریاستہائے متحدہ کے عوام پاکستان کے اندر ہونے والی ترقی کو بہت دلچسپی سے دیکھ رہے ہیں اور قریبی اقتصادی اور ثقافتی تعلقات میں افزونی کی توقع رکھتے ہیں۔

میرے لئے یہ بات انتہائی اطمینان کا باعث ہے کہ ہمارے تعلقات کی ابتداء پاکستان کے قیام کے پہلے ہی دن سے شروع ہوگئی تھی اور وہ تعلقات جو اب تک استوار کئے گئے ہیں ان میں مزید اضافہ کرنے کیلئے یہ اچھا شگون ہے۔

ایک نئے ملک کو اپنے ابتدائی دور ہی میں جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ہم ریاستہائے متحدہ کے لوگ اس کو جانتے اور سمجھتے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ کی ابتدائی تاریخ اس حقیقت کی توثیق کرتی ہے۔ لہٰذا پاکستان کو جو مسائل درپیش ہیں ہمیں ان سے گہری ہمدردی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ جو قوم جائز طور پر اپنی ثقافتی روایات اور ماضی کے ورثے پر فخر کرے وہ عوام کی امیدوں اور امنگوں کو بھی پورا کرے گی۔ پاکستان اپنے حجم، اپنے لوگوں کی توانائی اور اپنے امکانی وسائل کی بناء پر اہم کردار ادا کرے گا جو اس کا حق بنتا ہے۔

میرے خیال میں ہم سب اس بات پر اتفاق کریں گے کہ اس تکلیف دہ زمانے میں جس چیز کی سخت ضرورت ہے وہ ہے اقوام کے مابین مضبوط اور مستقل امن کا قیام تاکہ دنیا کو جنگ کی تباہ کاریوں کے بعد پھر سے تعمیر کیا جا سکے۔ یہ کام آسان نہیں ہوگا لیکن میرا ملک اپنا کردار ادا

کرنے کیلئے تیار اور بے چین ہے اور ہمارے عوام کو بھروسہ ہے کہ اس انتہائی اہم کام میں پاکستان

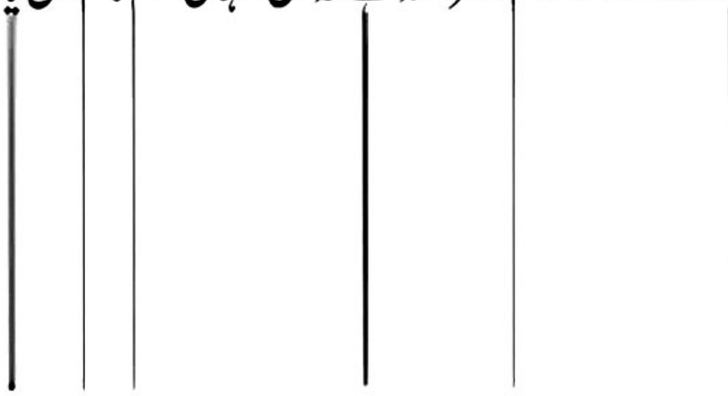

ہمارے ساتھ تعاون بھی کرے گا اور مدد بھی۔

میرے لئے یہ باعثِ فخر ہے کہ مَیں پاکستان میں ریاستہائے متحدہ کے پہلے سفیر کے طور پر اپنے ملک کی نمائندگی کر رہا ہوں لیکن ساتھ ہی مجھے اس عظیم ذمہ داری کا احساس بھی ہے جو مجھے ہمارے عوام کے درمیان دوستی اور مفاہمت میں مزید اضافہ کرنے کیلئے تفویض کی گئی ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش میں مجھے آپ کے تعاون اور آپ کی تائید کی ضرورت ہوگی اور مجھے اعتماد ہے کہ اس تائید سے ہمارے ملکوں کے درمیان دوستی کے رشتے زیادہ مضبوطی سے استوار ہو جائیں گے۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۰۱

۴۳

امریکہ کے پہلے سفیر کے تعارفی کلمات پر محمد علی جناح کا جواب[۱]

۲۶ فروری ۱۹۴۸ء

فضیلت مآب! مجھے اس بات سے بڑی مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ مَیں آپ کو ریاستہائے متحدہ امریکہ کے پہلے سفیر کی حیثیت میں اپنے درمیان پا کر خوش آمدید کہہ رہا ہوں۔ اگرچہ پاکستان ایک نیا ملک ہے لیکن پاکستان کے عوام اور امریکی عوام کے درمیان کاروباری اور تجارتی روابط قائم ہوئے ایک صدی سے زیادہ مدت گذر گئی ہے۔ دو عالمی جنگوں کے دوران یہ تعلق زیادہ مستحکم، براہِ راست اور مزید گہرا ہو گیا بالخصوص دوسری عالمی جنگ کے دوران جب ہمارے عوام نے شانہ بہ شانہ جمہوریت کا دفاع کیا تھا۔ آپ کے عوام نے اپنی خودمختاری کیلئے جو تاریخی جنگ لڑی اور جیتی، نیز آپ کے ملک میں جس طرح نسل در نسل جمہوریت کی مسلسل تعلیم دی گئی اور اس پر عمل ہوتا رہا وہ روشنی کے مینار کی مثل ہیں اور انہوں نے ہماری جیسی قوموں کیلئے محرک کا کام دیا جو حریت اور آزادی کے حصول اور غیر ملکی استعمار کی غلامی کے طوق گردن سے اتار

پھینکنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں۔

۲۔مَیں خلوصِ دل سے آپ کی خوشی میں شریک ہوں کہ آپ کی حکومت نے اپنی دوستی اور ہمدردی کے ثبوت کے طور پر اس نئی مملکت کے قیام کے پہلے ہی روز سے پاکستان کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کر لئے۔مَیں اس میں صرف اس قدر اضافہ کرنا چاہوں گا کہ اس دوستی کو لائق اور محترم سفارت کار مسٹر چارلس لیوس (Charles Lewis) نے جو فضیلت مآب کی آمد تک آپ کے ملک کی نمائندگی کرتے رہے بہت محنت اور تسلسل سے آگے بڑھایا ہے۔

۳۔آپ نے یہ بات اپنی بصیرت کی بناء پر کہی ہے کہ ہماری نوزائیدہ مملکت کو اپنے ابتدائی ایام ہی سے سنگین اور خطرناک مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔اگرچہ ایک نئی مملکت کی حیثیت سے ہمیں تشویش ناک صورتِ حال کا مقابلہ کرنا پڑا ہے تاہم ہمیں اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک آزاد اور امن پسند قوم کی حیثیت سے زندہ رہنے کیلئے ہم مشترکہ عزم اور پامردی سے ان مشکلات پر قابو پالیں گے۔

۴۔مَیں فضیلت مآب کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے ہمارے بہت سارے مسائل سے نمٹنے کیلئے دوستانہ تعاون کی یقین دہانیاں کرائی ہیں۔مَیں آپ کے اس اعتماد کو بھی تہِ دل سے سراہتا ہوں کہ ہمارے عوام کی آرزوؤں اور امنگوں کے حصول میں ہماری روایات اور ہمارا ماضی ہماری مدد کریں گے۔

جواباً مَیں فضیلت مآب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ڈیڑھ سو سال کے دورِ ظلمت سے نکلنے کے بعد پاکستان کے عوام کسی ایسی چیز کے خواہاں نہیں جو ان کی اپنی نہ ہو اور وہ دنیا کی آزاد قوموں سے ان کی خیر سگالی اور دوستی کے سوا کسی اور چیز کے طلبگار نہیں۔ہم اہل پاکستان یہ عزم کر چکے ہیں کہ مدتِ دراز سے گم گشتہ آزادی کو دوبارہ پا لینے کے بعد نہ صرف ہم اپنی مملکت کو مضبوط اور خوشحال بنانے کیلئے اپنی پوری صلاحیت سے کام کریں گے بلکہ بین الاقوامی امن اور خوشحالی کیلئے بھی حتی الامکان کوشش کریں گے۔مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ فضیلت مآب اور وہ عظیم ملک اور قوم جس کی آپ نمائندگی کر رہے ہیں ہمارے اقتصادی اور ثقافتی روابط کو فروغ دینے میں تعاون کریں گے جو دونوں ملکوں کیلئے مفید ثابت

ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ وہ اچھے تعلقات اور دوستانہ روابط جو امریکہ اور پاکستان کے لوگوں کے درمیان پہلے سے موجود ہیں مزید مستحکم ہو جائیں گے اور ہمارے دونوں ملکوں کی دوستی کا رشتہ زیادہ مضبوط اساس پر استوار ہوگا۔ فضیلت مآب! مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری حکومت آپ کی اور اپنی مشترکہ خواہش اور مقصد کو پورا کرنے میں ہر طرح سے اعانت کرے گی۔ مَیں ایک بار پھر فضیلت مآب کا امریکہ کے پہلے سفیر کی حیثیت سے پاکستان میں اس تقرر کا پُر جوش خیر مقدم کرتا ہوں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۰۲

۵

متفرقات

۵.۱

محمد علی جناح بنام ساؤ شیو تھائک (Sao Shwe Thaik)[۱]

کراچی

یکم جنوری ۱۹۴۸ء

فضیلت مآب!

مجھے انتہائی مسرت اور حقیقی طمانیت ہو رہی ہے کہ جنابِ صدر مَیں آپ کیلئے اور آپ کے توسط سے برما کے عوام کیلئے پاکستان کے عوام اور اپنی جانب سے آپ کے عظیم ملک کی مکمل آزادی کے موقع پر نہایت پُر خلوص مبارکباد بھیج رہا ہوں۔ آج کے دن[۲] آزادی کے جشن میں پاکستان کے عوام بھی برما کے عوام کے ساتھ خوشیاں منا رہے ہیں۔ اس تاریخی موقع پر مَیں نے بطور خاص اپنے وزیرِ خارجہ سر محمد ظفر اللہ خان کو منتخب کیا ہے تا کہ وہ اس جشن میں پاکستان کی نمائندگی کریں۔

برما کی آزادی دراصل برصغیر کی نجات کے اس عمل کا نقطۂ عروج و تکمیل ہے جو گذشتہ اگست کو ہندوستان اور پاکستان کی خود اختیاری مملکتوں کے قیام سے شروع ہوا تھا۔ یہ استعماری سلطنت اور مغرب کے ہاتھوں مشرق کے استحصال کے خاتمے کا نشانِ آخر ہے۔ یہ آپ کے اور ہمارے ملکوں کے ستم رسیدہ لوگوں کیلئے ایک ایسی آس اور امید کے دور کا آغاز ہے جس میں ہم بیرونی تسلط سے آزاد ہو کر چار آزادیوں[۳] کی جانب قدم بڑھا سکیں گے۔ مجھے پورا شعور ہے کہ بیتے ہوئے وقت اور کھوئے ہوئے مواقع کی تلافی کرنا بہت دشوار ہے اور ہمارے راستے میں

لاتعداد اور خوفناک رکاوٹیں کھڑی ہیں لیکن اپنے فرائض کی وسعت اور اہمیت دیکھتے ہوئے ہمیں اپنی منزل پانے کیلئے بے جگری سے آگے بڑھنا ہوگا۔

برما کیلئے پاکستان ہر قسم کی خیر خواہی چاہتا ہے۔قربت کے علاوہ اور بہت سے سماجی، ثقافتی، تاریخی اور معاشی رابطے ہیں جن سے برما اور پاکستان قریب تر ہو کر دائمی امن، دوستی اور باہمی تعاون قائم کر سکتے ہیں۔

ہماری نیک تمنا ہے کہ برما کا مستقبل پُر مسرت، پُر امن اور خوشحال ہو۔ جنابِ صدر اس موقع پر مَیں آپ کو اپنی نیک خواہشات کا پیغام ارسال کر رہا ہوں۔

فضیلت مآب کا مخلص دوست

ایم اے جناح

ہز ایکسیلنسی ساؤ شیو تھائک

صدر یونین آف برما۔رنگون

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ا

۲۔ برما ۴ جنوری ۱۹۴۸ء کو آزاد ہوا تھا۔

۳۔صدر روز ویلٹ (Roosevelt) کی طرف سے امریکی کانگریس کے نام ۶ جنوری ۱۹۴۱ء کو آزادیِ اظہار و عقیدہ اور احتیاج اور خوف سے نجات خارجہ حکمتِ عملی کے مقاصد قرار دیے گئے تھے۔

۵.۲

ایس عثمان علی بنام وزرائے کابینہ[1]

کیبنٹ سیکرٹریٹ،

کراچی،

۲۱ جنوری ۱۹۴۸ء

زیرِ دستخطی کو ہدایت کی گئی ہے کہ کابینہ کے اجلاس، منعقدہ ۱۸ جنوری ۱۹۴۸ء

بروز اتوار، میں ہونے والے حتمی فیصلوں اور کارروائی کی ایک نقل[۲] معزز وزراء کی اطلاع کیلئے تقسیم کر دی جائے۔

ایس عثمان علی

نقول برائے:
تمام وزراء
سیکرٹری، وزارت خزانہ
سیکرٹری، وزارت خارجہ وتعلقاتِ دولتِ مشترکہ

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۸
۲۔ ملفوفہ

۵.۲ کا ملفوفہ

کابینہ کا اجلاس، منعقدہ ۱۸ جنوری ۱۹۴۸ء

نقد حسابات سے پاکستان کے حصے کا اجراء

۳۸ کا ملفوفہ

شرکاء

وزیر برائے تجارت، صنعت اور تعمیرات
وزیر برائے خزانہ
وزیر برائے مواصلات
وزیر برائے قانون اور امورِ محنت کشاں
وزیر برائے داخلہ، اطلاعات اور تعلیم
سیکرٹری، وزارتِ خزانہ
ڈپٹی سیکرٹری کابینہ

روداد

عزت مآب وزیر خزانہ نے کہا کہ حکومتِ ہندوستان سے دو پیغام موصول ہوئے ہیں (الف) حکومتِ ہندوستان کے اعلامیے[۱] کی ایک نقل جس میں ان کے اس فیصلے کی اطلاع دی گئی ہے کہ نقد حسابات کے بارے میں پاکستان سے جو سمجھوتہ ہوا تھا اس پر فوری عمل کیا

جائے گا۔ اور (ب) ایک تار کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ پچاس کروڑ روپے کی رقم حکومتِ پاکستان کو منتقل کر دی گئی ہے۔ یہ تجویز پیش کی گئی کہ ہماری جانب سے اس منتقلی کے متعلق ایک پریس اعلامیہ جاری کیا جائے۔ انہوں نے آخری پیرے کی جانب خاص طور پر توجہ مبذول کرائی جس میں تسلیم کیا گیا کہ کس طرح مسٹر گاندھی نے حکومتِ ہندوستان پر اپنا اثر ڈال کر انہیں نقد حسابات میں ہمارا حصہ روک رکھنے کی ناجائز حرکت سے باز رکھ کر اصول کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ اس بات کا حوالہ دینا پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کے مفادات میں ہے اور عقل سلیم کا بھی یہی تقاضہ ہے کیونکہ انہیں یقین ہے کہ پچھلے چند مہینوں سے گاندھی اپنا اثر و رسوخ مسلمانوں کے مفاد میں استعمال کر رہے ہیں۔

مزید تبادلۂ خیال میں حسبِ ذیل نکات پیش کئے گئے:

الف۔ یہ بات واضح نہیں کہ نقد حسابات میں ہمارے حصے کی ادائیگی میں حکومتِ ہندوستان کے رویے میں تبدیلی واقعتاً گاندھی کے برت کی وجہ سے آئی تھی۔[۲] اس بات کا بھی امکان ہے کہ حکومتِ ہندوستان کو یہ مشورہ دیا گیا ہو کہ اقوام متحدہ میں کشمیر کے مسئلے پر سماعت کے دوران ہمارا حصہ روکے رکھنے پر ہندوستان کے خلاف منفی تشہیر ہوگی۔ لہٰذا پریس اعلامیے کو صرف اس نکتے تک محدود رکھنا چاہئے کہ نقد حسابات سے ہمارا حصہ ادا کرنے میں حکومتِ ہندوستان نے فقط اس ناانصافی کا ازالہ کیا ہے جو وہ اب تک پاکستان کے ساتھ کر رہی تھی۔

ب۔ پاکستان کی صوبائی حکومتوں کے وزراء نے اپنے بیانات میں مسٹر گاندھی کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ اس لئے کوئی معقول وجہ نہیں کہ مرکزی حکومت بھی ان کی خدمات کا اعتراف نہ کرے۔

ج۔ یہ خبریں بھی سننے میں آئی ہیں کہ حکومتِ ہندوستان کو سمجھایا گیا ہے کہ ان کا رویّہ ناقابلِ تائید ہے لہٰذا انہوں نے اپنی ناانصافی کا ازالہ کرنے کیلئے مسٹر گاندھی کے برت کی آڑ لی

ہے۔ ہمارے لئے اپنے پریس اعلامیے میں صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ دونوں مملکتوں کے درمیان مفاہمت کی فضا قائم کرنے اور تعلقات میں انحطاط کا سدِ باب کرنے کیلئے ہم حتی الامکان کوشش کریں گے۔

فیصلہ

کابینہ نے فیصلہ کیا کہ قائداعظم کی پیشگی منظوری لینے کے بعد اور خاص طور پر اعلامیے کے آخری نامنظور کردہ پیرے کی ہیئت پر ان کی منظوری کے بعد پریس اعلامیہ جاری کیا جائے۔[۳]

۱۔ دیکھئے ڈان، ۱۶ جنوری ۱۹۴۸ء

۲۔ ہندوستان نے پاکستان کو مطلع کیا کہ ان کیلئے حالیہ مالیاتی معاہدے کے مطابق نقدی اور فوجی ساز وسامان ارسال کرنا ممکن نہیں جو کشمیر کی جنگ میں ہندوستان کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دیکھئے یو ایس نیشنل آرکائیوز، ۴۵.۴۵۷-ایف/۱ تا ۲۴۸، ۲ جنوری ۱۹۴۸ء

۳۔ ۱۹ جنوری کو جاری کیا گیا۔ دیکھئے ڈان، ۲۰ جنوری ۱۹۴۸ء

۵.۳

عبدالقیوم خان بنام محمد علی جناح[۱]

(تار)

پشاور

۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء

اشیائے خوردنی کی صورت حال انتہائی مایوس کن ہے۔ صرف چار دن کا ذخیرہ باقی رہ گیا ہے۔ مسلسل یاد دہانیوں کے باوجود غلّہ فراہم کرنے والے علاقوں کی لاپروائی سے یہ صورتِ حال پیدا ہوئی ہے۔ دسمبر کے کوٹے میں ۹۰۰ ٹن گندم، ۶۷۰ ٹن مکئی اور ۲۰۰ ٹن جوار بہاولپور سے ابھی تک نہیں پہنچی۔ سندھ سے ۳۷۵ ٹن آٹا جس کی قیمت نومبر میں ادا کر دی گئی

تھی اور جنوری کے کوٹے میں بقایا ۱۵۳۵ ٹن گندم بھی ابھی تک نہیں بھیجی گئی۔ نومبر میں ۳۰۰۰ ٹن چاول پنجاب سے ہمارے لئے مختص کئے گئے تھے لیکن پنجاب نے ۱۵ جنوری کو یہ جواب دیا کہ فروری تک اس جنس کی فراہمی ممکن نہیں ہے۔ وزارت خوراک، زراعت، صحت سے ۱۳ جنوری کو بذریعۂ تار یہ گذارش کی گئی تھی کہ راشن کا نظام درہم برہم ہونے سے پہلے ۲۰۰۰۰ من گندم کا آٹا پشاور کے راشن والے علاقے کو ارسال کیا جائے لیکن اس کا بھی جواب تا حال نہیں ملا۔ آپ سے درخواست ہے کہ کراچی میں متعلقہ وزارت کو ہدایت فرمائی جائے[۱] کہ وہ اسپیشل ٹرینوں کے ذریعے اشیائے خوردنی فوراً ارسال کرے تا کہ آنے والی مصیبت اور ممکنہ گڑبڑ کی روک تھام ہو سکے۔

عبدالقیوم خان

وزیر اعلیٰ، صوبۂ سرحد

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۶

۲۔ ایف امین نے اس کی ایک نقل وزارتِ خوراک کو ضروری کارروائی کے لئے بھیج دی۔

۵.۴

محمد علی جناح بنام لوئی ماؤنٹ بیٹن[۱]

(تار۔ فوری)

۳۱ جنوری ۱۹۴۸ء

مسٹر گاندھی کی المناک موت پر مجھے بہت صدمہ پہنچا ہے اور مَیں آپ کیلئے اور ہندوستان کی حکومت اور عوام کیلئے اپنی گہری غم گساری کا پیغام بھیج رہا ہوں۔ آپ کے عظیم رہنما کی وفات پر مَیں ہندوستان کے عوام کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔

ایم اے جناح

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۶۰

۵.۵

محمد علی جناح بنام دیوداس گاندھی[1]

(تار)

۳۱ جنوری ۱۹۴۸ء

اپنے محترم والد کی المناک موت پر میری پُر خلوص تعزیت قبول فرمایئے۔ آپ کا نقصان دراصل پوری انسانیت کا نقصان ہے۔ اس غم میں پاکستان آپ کا شریک ہے۔

ایم اے جناح

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۶۱

۵.۶

ایس ایم یوسف بنام پیرزادہ عبدالستار[1]

(انتہائی فوری)

۱۶ فروری ۱۹۴۸ء

ڈیئر پیرزادہ صاحب

قائداعظم کی خواہش کے مطابق میں وزارتِ خوراک، زراعت اور صحت کے جوائنٹ سیکرٹری مسٹر اسحاق کے نام ڈائریکٹر فوڈ سپلائیز کوئٹہ کا اصل نیم سرکاری خط نمبر ۹۸۲ پی بی/۴۷، مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۴۸ء ملفوف کر رہا ہوں[2] جس میں بلوچستان میں خوراک کی موجودہ صورتِ حال کا ذکر ہے اور یہ کہ قائداعظم چاہتے ہیں کہ آپ اس معاملے پر فوری توجہ فرمائیں اور بلوچستان میں خوراک کی ضروریات فراہم کرنے کیلئے آپ نے جو اقدامات کئے ہیں ان سے انہیں مطلع فرمائیں۔

میں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ صورتِ حال کافی خراب ہے اور اگر فوری

کارروائی نہ کی گئی تو بلوچستان میں سنگین صورتِ حال پیدا ہوسکتی ہے۔ اگر آپ کو ان کی ضروریات فراہم کرنے میں کوئی دشواری پیش آ رہی ہو تو اس مسئلے پر قائداعظم آپ سے ذاتی طور پر گفتگو کرنا چاہیں گے۔

آپ کا مخلص

ایس ایم یوسف

پیرزادہ عبدالستار صاحب

وزیر برائے خوراک، زراعت اور صحت

کراچی

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۸۲

۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۸۲ کا انکلوژر

۵.۷

گیتی آراء بشیر احمد بنام محمد علی جناح[۱]

المنظر، ۳۲ لارنس روڈ، لاہور

۴ مارچ ۱۹۴۸ء

میرے محبوب قائداعظم

مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو مکمل صحت اور طویل عمر عطا فرمائے۔ مَیں حکومتِ پاکستان کیلئے کسی بھی کام اور کسی بھی مقام پر اپنی خدمات پیش کرتی ہوں۔

گزشتہ سات برسوں سے مَیں نے اپنی قوم اور مقصدِ پاکستان کیلئے پُرخلوص خدمت کرنے کی کوشش کی ہے۔ گزشتہ چھ ماہ میں مَیں نے مہاجرین کی بحالی اور اغوا شدہ عورتوں کی

بازیابی کے سلسلے میں تین دفاتر میں کام کیا ہے۔ مجھے احساس ہے کہ سب قوموں کو اپنی آزادی برقرار رکھنے اور ملک کو خوشحال اور ترقی یافتہ بنانے کیلئے سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ ہمارے پیارے پاکستان کی تعمیر کیلئے بھی ضروری ہے کہ ہر مرد اور عورت سخت محنت کرے۔

ہمارے چاروں طرف رشوت ستانی اور بددیانتی دیکھ کر میرا دل خوننا ب ہو رہا ہے۔ ہماری قوم کو اس وقت جن اوصاف کی اشد ضرورت ہے وہ دیانتداری، محنت شاقہ اور ایثار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنی دعاؤں اور نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کی مخلص

گیتی آراء بشیر احمد

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۱۷

۵.۸

محمد علی جناح بنام ایس واجد علی شاہ[1]

۸ مارچ ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر واجد علی

آپ کا ۵ مارچ والا خط مجھے موصول ہو گیا اور آپ اس بات سے واقف ہیں کہ آپ کی دعوت قبول کرنے میں مجھے کتنی خوشی ہوتی تاہم مَیں نے کئی مرتبہ آپ پر واضح کیا ہے کہ اگر میں دوستوں کی نجی دعوتیں قبول کرتا رہوں تو میرے لئے ان کا سنبھالنا ناممکن ہو جائیگا کیونکہ بے شمار لوگ مجھے دعوت پر بلانا چاہتے ہیں اور اگر میں اس میں امتیاز کروں تو جس شخص کی دعوت مَیں نے قبول نہیں کی تو وہ ناراض ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ فی الحال میرے پاس نہ تو اتنا وقت ہے اور نہ ہی رغبت کہ مَیں دوستوں اور افراد کی دعوتیں قبول کروں۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری مشکلات کا لحاظ کریں گے۔

مجھے بہت خوشی ہوگی اگر آپ اور آپ کی اہلیہ اپنے والد سے ملنے جنوبی افریقہ جانے سے پہلے، اور جو تاریخ بھی آپ دونوں کے لئے موزوں ہو، ہمارے ساتھ چائے پئیں۔ مہربانی فرما کر مناسب تاریخ سے مجھے مطلع کیجئے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

ایس واجد علی

۲-مول چند مینشن

میکلوڈ روڈ، کراچی

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۲۵

۵.۹

جارج کننگھم بنام محمد علی جناح[۱]

گورنمنٹ ہاؤس

پشاور

۱۱ مارچ ۱۹۴۸ء

ڈیئر قائداعظم

آپ کو جن بے شمار امور پر غور و خوض کرنا ہے ان میں افسوس کے ساتھ ایک مزید فکر کا اضافہ کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر نے مجھ سے ابھی ابھی کہا ہے کہ موسمِ گرما کی آمد سے قبل ہی مَیں گھر واپس چلا جاؤں اور اس دوران بہت سکون سے زندگی گزاروں۔ دراصل مجھے فشارِ خون کی شکایت ہے جس نے پیر کے روز خطرناک شکل اختیار کر کے مجھے بستر سے لگا دیا تھا۔ اس وقت سے مَیں آرام کر رہا ہوں البتہ آج چند گھنٹے کرسی پر بیٹھ کر گذارے ہیں۔

اس طرح اپنا کام چھوڑ دینے سے مجھے بہت صدمہ پہنچا ہے اور مَیں نے اس

صورتِ حال کے متعلق اپنے ڈاکٹر سے صاف بات کی ہے اور انہوں نے قطعی طور پر مجھے چلے جانے کا مشورہ دیا ہے۔ لہٰذا نہایت افسوس کے ساتھ آپ سے گذارش ہے کہ مجھے یکم مئی سے پہلے اپنے منصب سے استعفیٰ دینے اور سیدھے گھر واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

مجھے اس کا بھی شدید رنج ہے کہ مَیں نے اس فوری درخواست پر آپ کو اس منصب کے لئے ایک جانشین[۲] تلاش کرنے کی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ اگر یہ میرے لئے ناگزیر نہ ہوتا تو مَیں کبھی ایسا نہ کرتا۔

آپ کا مخلص
جارج کننگھم

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۱۳۱

۲۔ بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ اے ڈی ایف ڈنڈس (A. D. F. Dundas) کو قائد نے گورنر صوبہ سرحد مقرر کر دیا اور انہوں نے ۹ اپریل کو اپنا عہدہ سنبھال لیا۔

۵.۱۰

محمد علی جناح بنام جارج کننگھم[۱]

(تار۔ اشد فوری/خفیہ)

چٹاگانگ

۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء

آپ کی صحت کے بارے میں فکر مند بھی ہوں اور افسوس بھی ہے۔ واپسی کے راستے کراچی میں آپ سے مل کر مسرت ہوگی۔ ہمارے پاس قیام کیلئے لیڈی کننگھم اور آپ کو جو تاریخ

موزوں لگے اس کی اطلاع مجھے کر دیجئے۔ ڈنڈس کو کہہ دیا گیا ہے کہ وہ آپ کو فوراً سبکدوش کر دیں اور ڈنڈس کی جگہ سیوج (Savidge) سنبھالیں گے۔ میرا سرحد کا دورہ منسوخ نہیں ہوسکتا البتہ مَیں نے اس کی تاریخ گیارہ تک بڑھا دی ہے۔ میرے سرحد کے پروگرام کے انتظام میں ایک سینئر پولیٹکل افسر ڈنڈس کی مدد کریں گے۔

ایم اے جناح

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۰۰

۵.۱۱

اے قاسم بنام محمد علی جناح[1]

(اقتباس)

راولپنڈی

۲۹ مارچ ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر قائداعظم

پاکستان کے قیام کے بعد بیرونی ممالک کے لوگ ہمارے نئے ملک میں ہونے والے واقعات اور معاملات کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے ہیں۔ پاکستان میں مسلمان خوش ہیں اور انہیں یقین ہے کہ یہ ایک حقیقی اسلامی ملک بنے گا جہاں موجودہ تقاضوں کے مطابق ترقی اور بہتری ہوگی۔ بلاشبہ یہ ایک جدید ملک بنے گا لیکن ''مغرب'' کے نمونے پر نہیں۔ ہمیں دنیا کو یہ دکھانا ہے کہ صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو زندگی کا مکمل لائحہ عمل پیش کرتا ہے اور ایک ایسی مثالی حکومت کا متوازن اور مکمل میثاق پیش کرتا ہے جس میں ہر زمانے اور علاقے کے مطابق تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

لیکن افسوس کہ حالات کے رخ نے حقیقی اسلامی ریاست اور زمین پر اللہ کی بادشاہت کے خواب کو پارہ پارہ کر دیا۔ یہ صحیح ہے کہ یہ وقت تنقید کرنے اور غلطیاں نکالنے کا

نہیں بلکہ تعمیری اعانت کرنے کا ہے لیکن جب ایک عام آدمی یہ دیکھتا ہے کہ وزراء اور افسر اپنی اعلیٰ تنخواہوں کے باوجود رشوت ستانی اور چور بازاری میں سرگرمِ عمل ہیں اور سارے مالیاتی مضمرات اور اخلاقی احکام غریبوں اور ادنیٰ ملازموں کیلئے رہ گئے ہیں تو وہ شخص حیران اور پریشان ہو جاتا ہے۔ حالات اس تیزی سے خراب ہو رہے ہیں کہ انہیں تنظیمِ نو یا انقلاب کے ذریعے ہی ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی غیر اسلامی طرزِ زندگی، انگریزوں پر ابھی تک اعتماد، ہمسایوں سے بیگانگی اور غریب کا خیال نہ رکھنا اور امیر کو امیر تر کرنے سے حالات کے رخ نے مایوسی اور بے اطمینانی کی جگہ لے لی ہے۔ خدا کیلئے مغرب اور نام نہاد مسلم ممالک کی نقل نہ کیجئے بلکہ ظاہری اور باطنی طور پر اسلام پر عمل کیجئے۔

آپ کا مخلص

اے قاسم

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۱۴

۵.۱۲

ایف امین بنام ایم این کوتوال[1]

۷ اپریل ۱۹۴۸ء

ڈیئر مسٹر کوتوال

قائداعظم کی خواہش کے مطابق مَیں آپ کے ۶ اپریل کے خط[2] کی وصول یابی کی اطلاع دیتے ہوئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہیں بہت افسوس ہے کہ سندھ مسلم لاء کالج میں آپ کا ۱۵۰ روپے ماہانہ اعزازی تنخواہ پر بطور پروفیسر کام کرنا وہ منظور نہیں کر سکتے۔ مزید یہ کہ یہاں یہ سوال نہیں کہ پرنسپل صاحب آپ کو ہفتہ میں صرف ایک لیکچر دینے کیلئے تیار ہیں بلکہ مسئلہ آپ کے تقرر کی وہ شرائط ہیں جن کی بنیاد پر آپ کو گورنر جنرل کا کُل وقتی مشیرِ قانون مقرر کیا گیا تھا۔ لہٰذا

آپ کی تجویز منظور کرنے کیلئے انہیں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

آپ کا مخلص

ایف امین

ایم این کوتوال

مشیرِ قانون برائے گورنر جنرل

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۴۴

۲۔ جناح پیپرز جلد ہفتم، دستاویز نمبر ۲۴۳

۵.۱۳

ایم صدیق خان بنام محمد علی جناح[1]

پوسٹ بکس-۵۸

کراچی

۹ اپریل ۱۹۴۸ء

فضیلت مآب گورنر جنرل پاکستان

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مَیں فضیلت مآب کے غور وخوض کیلئے حسبِ ذیل گذارشات پیش کر رہا ہوں:

ملک کے سربراہ کی حیثیت سے فضیلت مآب اپنے عوام کی بے اطمینانی سے واقف ہوں گے جو افسر شاہی کی من مانی کارروائیوں اور حکومت کے عہدیداروں کی بدسلوکی سے پیدا ہوئی ہے۔ فضیلت مآب اس صورتِ حال سے بھی واقف ہوں گے کہ اختیارات کے غلط استعمال اور ملک اور عوام کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے بعض اعلیٰ سطح کی شخصیات (خصوصاً صوبائی حکومتوں میں) عوام کا اعتماد کھو بیٹھی ہیں۔

فضیلت مآب دشمنوں کے شدید پروپیگنڈے سے بھی باخبر ہوں گے جو ہمارے

نوزائیدہ ملک کے خلاف کیا جا رہا ہے۔ فضیلت مآب کو آ گاہی ہوگی کہ اگر آج ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں کو ٹٹولا جائے اور ان کے ذہنوں کو پڑھا جائے تو ان میں پاکستان کیلئے وہ پہلے سی ہمدردی اور خیر سگالی نہیں پائی جائے گی۔

فضیلت مآب مہاجرین کے بے انتہا آلام و مصائب سے بھی واقف ہوں گے اور یہ کہ انہوں نے اس سرزمین کے بیٹوں اور بیٹیوں اور ملک کی حکومت اور انتظامیہ کے ہاتھوں کس قدر ذلت اٹھائی ہے۔ فضیلت مآب اس بات سے بھی آ گاہ ہوں گے کہ اس مصیبت زدہ اور بدنصیب انسانوں کے گروہ کو کتنی عجلت میں اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا تھا اور جو داستانیں وہ اپنے ساتھ لائے ہیں انہیں معلوم کرنے کیلئے آپ کو کوشش کرنی چاہئیے۔

فضیلت مآب مجھ سے اتفاق کریں گے کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہیں مہاجر کہا جاتا ہے اور جنہوں نے اپنے خون، آنسو، پسینے اور بے مثال قربانیوں سے اس ملک کو بنایا ہے۔ کیا یہی لوگ جو اب بدحال اور برگشتہ ہو گئے ہیں خدانخواستہ اس بہشت کو برباد نہیں کر سکتے؟

فضیلت مآب صوبہ پرستی اور علاقہ پرستی کے زہر سے بھی واقف ہوں گے جو اس ملک کے جسد میں سرایت کیا جا رہا ہے اور یہ زہر اب اپنا اثر دکھانے لگا ہے۔ فضیلت مآب نے کل کے ''ڈان'' میں بنگال کی وحدتِ نو کیلئے سی راجگو پال آچاری کی مہم اور ملک کے اندر اور باہر کئی افراد کی کئی مہموں کے بارے میں پڑھا ہوگا۔

جو کچھ مَیں سن رہا ہوں، دیکھ رہا ہوں، پڑھ رہا ہوں اور تجربہ کر رہا ہوں ان کا اندازہ لگانے اور ان کے نتائج اخذ کرنے کی نہ تو مجھ میں بصارت ہے اور نہ بصیرت لیکن پُر امید رہنے کی کوشش کے باوجود مایوسی نے گھیر رکھا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہئیے۔ مجھے اللہ اور آپ پر مکمل اعتماد ہے۔ اللہ نے فضیلت مآب کو بیش بہا خوبیوں اور اوصافِ حمیدہ سے نوازا ہے۔ اب مَیں اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور خلوص سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو ایک اور عطیہ عنایت فرمائے یعنی دستِ آہن — جی ہاں

دستِ آہن کیونکہ اس وقت اس کی شدید ضرورت ہے۔

آپ کا وفا شعار

محمد صدیق خان

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۲۵۱

۵.۱۴

آغا خان بنام محمد علی جناح[1]

۲۲ اپریل ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر قائداعظم

شاید فضیلت مآب کو اس معاملے کا پورا علم ہو اور آپ کی حکومت اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھا رہی ہو لیکن اگر آپ کی توجہ اس جانب مبذول نہیں کرائی گئی ہے تو مَیں یہ خط بھیج رہا ہوں۔ اس موسمِ سرما میں چند ممتاز امریکیوں سے ملاقات ہوئی جو اپنے کاموں پر یورپ آئے تھے اور تفریح کیلئے ریویرا (Riviera) پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کے پاس جنگ کے قرضے کے طور پر ہندوستان کے لاکھوں پاؤنڈ جمع ہیں اور انہیں یقین ہے کہ اگر ہندوستان یہ رقم تعلیم اور فلاحِ عامہ پر خرچ کرے تو امریکہ اسے واپس کر دے گا۔ مَیں نے فوراً کہا کہ پاکستان کو بھی اس کا متناسب حصہ ملنا چاہئے اور یہ بات انہوں نے تسلیم کی۔ فضیلت مآب بخوبی واقف ہیں کہ پاکستان کی حیات اور موت اس کے معاشی استحکام یا کمزوری پر منحصر ہے اور اس کا انحصار سائنسی ترقی پر ہے۔ ۱۹ویں صدی میں امریکہ نے بیرونی سرمائے سے ترقی کی تھی اور اس صدی میں ارجنٹائن، برازیل، جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا کی خوشحالی بیرونی سرمائے کی مرہونِ منت ہے لیکن ان سب کے پاس ایسے قابل لوگ موجود تھے جنہوں نے ادھار رقوم کا فائدہ اٹھایا۔ ہمارا فوری ہدف تو یہ ہونا چاہئے کہ ہمارے پاس ہندوستان جتنے مسلمان سائنسداں موجود ہوں لیکن آئندہ ان کی تعداد بلجیم یا سوئٹزرلینڈ کے

برابر ہونی چاہئے۔ اگر ہمیں امریکہ سے وہ رقوم مل جاتی ہیں جو میری اطلاع کے مطابق وہ واپس کرنے پر تیار ہے تو ہمیں چاہئے کہ وقت ضائع کیے بغیر اپنے ادارے بنانے اور نوجوانوں کی تربیت کرنے کا کام شروع کر دیں۔ یہ ایک عظیم آغاز ہوگا جس کے بعد دوسرے منصوبے شروع کیے جا سکتے ہیں لیکن اس وقت اس جیسی کوئی اہم چیز نظر نہیں آتی۔ ایک اور موضوع پر فضیلت مآب سے رابطہ کرنا چاہتا ہوں لیکن اس بارے میں اس وقت میرے پاس ضروری معلومات موجود نہیں۔

فضیلت مآب مَیں (ہوں) آپ کا انتہائی مخلص

آغا خان

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۰۴

۵.۱۵

محمد علی جناح بنام سی راج گوپال آچاری[1]

(تار۔ ذاتی)

۴ مئی ۱۹۴۸ء

گورنر مغربی بنگال۔ کلکتہ

ذاتی برائے جناب راجگو پال آچاری

مملکتِ ہندوستان کے گورنر جنرل مقرر ہونے پر میری پُر تپاک تہنیت قبول فرمایئے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی رہنمائی میں دونوں مملکتوں کے مابین حقیقی دوستی کا آغاز ہو جائے گا۔ یہ ہندوستان کیلئے بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی پاکستان کیلئے ہے۔

ایم اے جناح

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۳۶

۵.۱۶

سی راجگو پال آچاری بنام محمد علی جناح[1]

(تار۔اشدفوری/ذاتی)

کلکتہ

۵ مئی ۱۹۴۸ء

ذاتی برائے مسٹر جناح

آپ کے پیغام کا شکر گزار ہوں۔ مجھے کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان اور پاکستان کے مابین گہری دوستی اور باہمی اعانت انتہائی ضروری ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے واضح الفاظ میں ان پر اصرار کیا ہے۔

باہمی اعتماد اور تعاون سے مفاہمت کی راہ نکل آئے گی۔ ہندوستان اور پاکستان کو یقینی طور پر ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ آپ کے پیغام نے میرا حوصلہ بڑھایا ہے۔

راجگو پال آچاری

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۳۷

۵.۱۷

رے اور فلورا ٹویڈی (Ray & Flora Tweedie) بنام محمد علی جناح[1]

سڈنی

آسٹریلیا

۶ مئی ۱۹۴۸ء

ڈیئر مسٹر جناح

آج رات آپ کا انتہائی دلچسپ نشریہ[2] سن کر میں اس قدر متاثر ہوا کہ آپ کو اپنے احساسات سے آگاہ کرنے کیلئے خط لکھ رہا ہوں۔

آپ نے پاکستان کے بارے میں ہمیں کچھ باتیں بتائی ہیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں آپ کی امیدیں کیا ہیں اوران افسوسناک واقعات کے متعلق جو کچھ عرصہ پہلے واقع ہوئے تھے۔ اس کے جواب میں مَیں آپ کو اپنے بارے میں بھی کچھ بتاؤں گا۔

میری بیوی کی اور میری عمر ۳۰ سال ہے۔ ہمارے دو بیٹے ہیں۔ڈینس (Dennis) جس کی عمر ۵ سال ہے اور کیون (Kevin) جو ۳ سال کا ہے۔ہم سڈنی سے ۱۰ میل کے فاصلے پر محنت کشوں کی ایک چھوٹی سی بستی میں رہتے ہیں۔ہم لوگ غریب نہیں ہیں لیکن امیر بھی نہیں فقط عام طرح کے ہیں۔مَیں ہسپتال میں ملازمت کرتا ہوں لیکن ان سب کے باوجود ہمارا خیال تھا کہ آپ آسٹریلیا کے کسی ایسے شخص کا نقطۂ نظر معلوم کرنا چاہیں گے جس نے آپ کا نشری پیغام سنا ہے اور وہ واقعی آپ کیلئے آپ کی حکومت کیلئے اور پاکستان کی تعمیر کیلئے نیک خواہشات رکھتا ہے۔

اب تک میری بیوی کو اور مجھے ہندوستان سے اور وہاں کے واقعات سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی لیکن یقین جانئے کہ آپ کی تقریر سننے کے بعد ہم لوگ اس ملک اور خاص طور پر پاکستان کی خبریں بڑے شوق سے پڑھا کریں گے۔

اگر دنیا کے ممالک ہم آہنگی اور خوشحالی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ان کیلئے آپ کا یہ پیغام کہ ہم ایک دوسرے کو یہ احساس دلاتے رہیں کہ ہم میں سے ہر فرد ''فقط انسان ہے'' اور اس اعلیٰ مقصد یعنی زندگی امن سے بسر کرنے اور ہر فرد کو بھائی کہنے کا حق حاصل کرنے میں بہت مؤثر ثابت ہوگا جس کیلئے بے شمار مردوں اور عورتوں نے اپنی جان کی قربانیاں دی تھیں۔مسٹر جناح شاید مَیں اپنے اس محبوب موضوع کو ایک سیاستدان کی طرح واضح نہیں کر سکا لیکن میری بیوی اور مَیں پورے خلوص کے ساتھ آپ کو جواباً ''سلام علیکم'' پیش کرتے ہیں۔

آپ کے مخلص

رے اور فلورا ٹوئیڈی

۱۔ جناح پیپر جلد ہفتم۔دستاویز نمبر ۳۴۰

۲۔دستاویز نمبر ۳۱۱

۵.۱۸

محمد علی جناح بنام آغا خان[۱]

(تار۔فوری)

۸ مئی ۱۹۴۸ء

ہز ہائنس آغا خان بہ توسط کوکس شپ (Coxship)، مارسیلز (Marseilles)

آپ کے خط کا بہت شکریہ۔ اس پر میری توجہ رہے گی۔ یہ معاملہ کافی مدت سے ہمارے ذہنوں میں تھا۔ مَیں بہت دنوں سے سوچ رہا ہوں کہ آیا آپ یورپ یا امریکہ میں پاکستان کا سفیر بننا قبول کریں گے۔ مہربانی فرما کر فوراً جواب دیجئے۔

ایم اے جناح

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۴۷

۵.۱۹

آغا خان بنام محمد علی جناح[۱]

(تار۔ذاتی)

جنیوا

۱۱ مئی ۱۹۴۸ء

اصولاً مجھے اس خدمت سے خوشی ہوگی لیکن جولائی کے وسط سے تین ماہ کیلئے افریقہ جانا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں میری عمر کا لحاظ کرتے ہوئے سفارت خانے میں ایک وزیر کا شامل ہونا ضروری ہے کیونکہ انگلستان ایک اہم مقام ہے۔

آغا خان

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۳۵۴

۵.۲۰

آفتاب احمد بنام محمد علی جناح[1]

(اقتباس)

۱۰ جون ۱۹۴۸ء

سوائے جلانے کی لکڑی اور کوئلے کے باقی تمام اشیائے ضرورت کوئٹہ سے خریدنی پڑیں گی۔ مس جناح کی ہدایات پر میں ان اشیاء کی مقدار کا اندازہ لگا لوں گا۔ آپ کی اس خواہش کے مطابق کہ زیارت میں آپ کے قیام کے دوران تمام ذاتی اخراجات آپ خود ادا فرمائیں گے میری گزارش ہے کہ کوئٹہ سے روانگی کے چار روز قبل اور زیارت میں آپ کے قیام کی میعاد کے بارے میں مجھے مطلع فرمادیں تا کہ اشیائے ضرورت کی ترسیل کے سارے انتظامات کر لئے جائیں۔

آفتاب احمد فلائٹ لفٹننٹ
اے ڈی سی برائے محمد علی جناح

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۱۴

۵.۲۱

محمد علی جناح کی خدمت میں کوئٹہ پارسی انجمن کا سپاسنامہ[1]

کوئٹہ

۱۳ جون ۱۹۴۸ء

خدا کرے کہ یہ قائداعظم کو پسند آئے!

کوئٹہ پارسی انجمن کی طرف سے ہمیں یہ خوشگوار فرض سونپا گیا ہے کہ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد اس شہر میں پہلی مرتبہ آپ کی آمد پر ہم آپ کو تہ دل سے خوش آمدید کہیں۔ آپ کے کوئٹہ کے پچھلے اور اس دورے کے درمیان اہم واقعات کے تسلسل میں دنیا کا

پانچواں بڑا ملک وجود میں آیا اور آپ سے، جو اس ملک کے معمار اور روحِ رواں ہیں، ہم نہ صرف اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہیں بلکہ یہ وعدہ بھی کرتے ہیں کہ ہم اس عظمت اور انصاف کیلئے جدوجہد بھی کریں گے جو پاکستان کا نصب العین ہے۔ کوئٹہ میں پارسی لوگ تقریباً ستر سال سے آباد ہیں جو تاریخ کے پس منظر میں ایک مختصر سا عرصہ ہے لیکن اس مختصر مدت کے باوجود ہم بلا تردّد یہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئٹہ اور بلوچستان سے ہمارا تعلق زمانی اعتبار سے مختصر ہوتے ہوئے بھی اس شہر اور صوبے سے ان کے ماضی نیز مستقبل میں ان کی ترقی اور خوشحالی کے ساتھ بہت مضبوطی سے جڑا ہوا ہے۔ آئندہ کیلئے بھی ہماری نہ صرف یہ امید ہے بلکہ یہ عزم بھی ہے کہ اس صوبے کی ترقی اور نشو ونما میں ہماری وابستگی قریب تر رہے گی اور آپ کی رہنمائی میں ہماری نظریں اس دور پر لگی ہوئی ہیں جب ہم سماجی، معاشی اور تعمیری سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لے سکیں گے جس کی بدولت مملکتِ پاکستان میں ہمارے صوبے کے استحکام اور پُرامن ترقی میں مدد حاصل ہوگی۔

ہمارے خیال میں ہمارے صوبے میں ایسا خام مال پیدا اور پیش کرنے کی بہت گنجائش ہے جو نہ صرف بلوچستان کیلئے بلکہ پورے پاکستان کیلئے گراں بہا ثابت ہوگا۔ مادی اشیاء اور دولت کے علاوہ ہمارے پاس پیش کرنے کے لئے ان سے کہیں بہتر خزانہ موجود ہے یعنی بلوچستان کے عوام کی خیر خواہی۔ ان کے جذبات یہ ہیں کہ پاکستان کی مکمل حمایت کی جائے تا کہ اس کی فتح کا پرچم ہمیشہ لہراتا رہے۔ بلوچستان کے پارسی اگرچہ تعداد میں یوں تو بہت کم ہیں لیکن پاکستان کی خیر خواہی میں پوری طرح شریک ہیں اور اب اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ خدمت کا عزم رکھتے ہیں۔ نئے دور کے آغاز کے ساتھ ہمیں بلوچستان کا مستقبل عظیم نظر آ رہا ہے اور اس کی بے انتہا پوشیدہ دولت میں پاکستان کی آئندہ عظمت کا راز مضمر ہے۔

اسی جذبے کے تحت قائداعظم ہم آپ کی توجہ دو اہم حقائق کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ آپ ان پر ہمدردی سے غور کریں گے اور پاکستان کے حکام اس پر فوری دھیان دیں گے۔ پہلا مسئلہ پانی کی قلت کا ہے۔ اگرچہ اس قلت کی وجہ سے ہم اپنے

گھروں میں تھوڑی بہت تکلیف تو برداشت کر سکتے ہیں لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا یہ فرض ہے کہ آپ کی توجہ اس امر کی جانب بھی مبذول کرائی جائے کہ وسیع پیمانے پر کوئی صنعتی ترقی یا کوئی اور معاشی سرگرمی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک بلوچستان اور خصوصاً کوئٹہ میں پانی کے مسئلے کو تسلی بخش طور پر حل نہ کیا جائے۔ یہاں پر ہمسایہ صوبہ سندھ کی مثال دینا ضروری نہیں جہاں سکھر بیراج اور آب پاشی کے منصوبوں سے بے انتہا خوشحالی نمودار ہوئی ہے۔ اگرچہ ہمارا یہ موقف نہیں کہ بلوچستان کیلئے بھی اسی طرح کے جامع اور قیمتی منصوبے کی توقع کریں لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان کے مرکزی حکام کی توجہ بھی اس مسئلے کی طرف مبذول ہونی چاہیے اور یہ منصوبے چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہوں لوگوں کی تکلیف دور کرنے اور صوبے کو خوشحال بنانے کیلئے بہت ضروری ہیں کیونکہ صوبے کی خوشحالی کا مطلب بالآخر ملک کی خوشحالی ہے۔

دوسرا اہم اور فوری مسئلہ جس پر ہمارا اصرار ہے وہ ہے مواصلات۔ کوئٹہ دوسرے علاقوں سے الگ تھلگ ہے اور سڑکوں کے بغیر اور نقل و حمل کی دوسری سہولتوں کے فقدان سے بلوچستان کے راستے دوسرے صوبوں سے اور خود بلوچستان کے دوسرے حصوں سے تجارت کا سلسلہ قائم نہ ہونے کی وجہ سے کوئٹہ کی معاشی ترقی کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر اس صوبے کو ترقی کرنی ہے اور صوبے میں موجود مختلف قسم کے خام مال کی ترسیل سے پاکستان کو خود کفیل بنانے میں صوبے کو اپنا کردار ادا کرنا ہے تو پاکستان کے مرکزی حکام کو جن کے سربراہ خود آپ ہیں چاہیے کہ وہ بلوچستان کی مدد کریں اور پورے صوبے میں سڑکوں کا جال پھیلانے اور نقل و حمل کی سہولتیں فراہم کرنے کیلئے ایک ترقی پذیر منصوبہ بنائیں۔

بلوچستان کے پارسی ایک مرتبہ پھر اپنی وفاداری کا یقین دلاتے ہیں اور اس صوبے اور مملکتِ پاکستان کی فلاح و بہبود کیلئے حکومت کو اپنا تعاون پیش کرتے ہیں۔ ہم آپ کے اور آپ کی عالی مرتبت ہمشیرہ کے جن کے اس صوبے میں فلاحی کاموں سے سب واقف ہیں شکر گذار ہیں کہ آپ دونوں نے اپنا قیمتی وقت دیا اور ہمیں ملاقات اور خیر مقدم کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ہمارے خدا اور خالق آہورا مزدا (Ahura Mazda) سے ہم دعا گو ہیں کہ آپ

دونوں آسودگی اور مسرت سے طویل زندگی بسر کریں۔

آپ کے
کے اے مارکر
صدر، کوئٹہ پارسی انجمن
اور پانچ دیگر افراد

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۲۱

۵.۲۲

شاہ عبدالعزیز بنام محمد علی جناح[1]

ریاض
۲۲ جون ۱۹۴۸ء

آداب وتسلیمات

اس موقع پر جبکہ میرے ملک اور ہمارے عزیز ملک پاکستان کے درمیان سفارتی نمائندگی کا تبادلہ ہو رہا ہے مجھے انتہائی مسرت ہے۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ ہمارے درمیان دوستی کی علامت کے طور پر ہم نے اپنے معتبر سید عبدالحامد الخطیب کو آپ کے ملک پاکستان میں اپنی سفارت کا ناظم الامور مقرر کیا ہے۔

وہ ہماری ذاتی تہنیت آپ تک پہنچائیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ ان پر التفات اور اعتماد فرمائیں گے تا کہ جو مضبوط دوستانہ تعلقات قدرتی طور پر ہمارے ملکوں کے مابین موجود ہیں انہیں وہ مضبوط تر بنا سکیں۔ سید عبدالحامد الخطیب پر ہمارا اعتماد ثابت کر دے گا کہ آپ کے ملک میں ہماری حکومت کی نمائندگی کے لئے وہ کس قدر موزوں ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان کی لیاقت آپ کے پسندِ خاطر ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس قابل کر دے کہ ہم ساری مسلم قوم کی بھلائی

کیلئے کام کرسکیں۔

آپ کا خیرخواہ

(عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل السعود)

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۴۷

۵.۲۳

محمد علی جناح بنام شاہ عبدالعزیز[1]

۱۱ جولائی ۱۹۴۸ء

اعلیٰ حضرت

آپ کا پُر تپاک اور مشفقانہ خط وصول کر کے مجھے بہت مسرت ہوئی ہے اور میرے لئے ایسے موزوں الفاظ ڈھونڈ نا مشکل ہو رہا ہے جن سے مَیں آپ کا خاطر خواہ شکریہ ادا کرسکوں۔

آپ کے نمائندے سید عبدالحامد الخطیب سے میری ملاقات ہوئی اور ان سے طویل گفتگو بھی ہوئی ہے اور نہ صرف ان کی لیاقت سے بلکہ ان کے شائستہ انداز سے بھی میں بہت متاثر ہوا ہوں اور پاکستان میں آپ کی سفارت کے ناظم الامور کی حیثیت سے ان کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

پاکستان میں آپ کے نمائندے کے ذریعے سعودی عرب اور پاکستان کے درمیان قریب تر تعلقات کا منتظر ہوں اور دونوں ممالک کے باہمی مفاد کی خاطر ہم انہیں ہر ممکن سہولت فراہم کریں گے۔

آپ کے لئے نیک خواہشات اور احترام کے جذبات کے ساتھ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۶۵

۵.۲۴

بیورلی نکلز (Beverley Nichols) بنام محمد علی جناح[1]

فیری ہال، ایشٹڈ

سَرے (Surrey)

۲۳ اگست ۱۹۴۸ء

ڈیئر مسٹر جناح

مجھے امید ہے کہ آپ میرا نام بھولے نہیں ہوں گے۔ اخبارات کے ذریعے بمبئی میں آپ سے فیض رساں ملاقات[2] کی یاد دہانیاں اکثر ہوتی رہتی ہیں۔ ایسا کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا جس میں مجھے دنیا بھر سے اخباری تراشے نہ ملتے ہوں جن میں اس طویل اور ولولہ انگیز انٹرویو کا ذکر نہ ہوتا ہو جو آپ نے مجھے دیا تھا اور جو خوش قسمتی سے الہامی ثابت ہوا ہے۔

اس خط کے ذریعے مَیں جاننا چاہتا ہوں کہ آیا آپ کے خیال میں میرا اگلے سال پاکستان آ کر آپ کی نئی قوم کے حقیقی وجود پر کتاب لکھنا مفید ثابت ہوگا۔ میرے خیال میں اس کام کا مجھے حق پہنچتا ہے — اگرچہ مجھے خود یہ کہنا نہیں چاہئے — کیونکہ صرف مَیں ہی وہ بین الاقوامی درجہ کا قلمکار تھا جس نے آپ کی پیش گوئیوں کی سچائی کا ادراک کیا اور شروع سے آخر تک ان پر قائم رہا۔ یہ میرا کوئی ''اتفاقی قیاس'' نہیں تھا بلکہ عقلی استنباط تھا اور مسلمانوں کے مسئلے سے حقیقی محبت اور مدحت کا نتیجہ تھا۔

مجھے یہ احساس ہے کہ آپ کے ملک کو آپ کے خیر خواہوں کی سرگرم اعانت کی اس وقت بھی -- اور کافی عرصے تک آئندہ بھی -- ضرورت رہے گی۔ پاکستان پر میری کتاب سے دنیا کے سامنے آپ کا معاملہ اس نوعیت سے پیش ہوگا کہ آپ اسے پسند فرمائیں گے۔

یہ خط اس موضوع پر آپ کے خیالات معلوم کرنے کیلئے لکھا گیا ہے۔ اس

تجویز پر فوراً عمل کرنا میرے لئے ممکن نہیں کیونکہ مَیں نے معاہدہ کیا ہے کہ اس موسمِ سرما میں امریکہ کا دورہ کر کے اس ملک پر کتاب لکھوں گا۔ لیکن پیش بندی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امید ہے کہ آپ اس وقت زحمت دینے پر مجھے معاف کر دیں گے کیونکہ یہ پڑھ کر مجھے رنج ہوا ہے کہ آج کل آپ کی صحت ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ تکلیف عارضی ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

بیورلی نکلز

پس نوشت: مہربانی فرما کر اپنی خلیق بہن کو میری تسلیمات عرض کر دیں۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۴۹۶

۲۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۳ء کو۔ دیکھئے بیورلی نکلز کی کتاب ''ورڈکٹ آن انڈیا (Verdict on India)''، لندن، ۱۹۴۵ء، صفحہ ۱۸۸

۵.۲۵

محمد علی جناح بنام بیورلی نکلز[1]

یکم ستمبر ۱۹۴۸ء

ڈیئر مسٹر بیورلی نکلز

آپ کا خط مورخہ ۲۳ اگست اور میری صحت کے بارے میں آپ کی تشویش کا بہت بہت شکریہ۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میری حالت ایسی تشویشناک نہیں ہے۔

جہاں تک آپ کے کتاب لکھنے کا تعلق ہے تو مَیں اس سلسلے میں نہ تو کوئی وعدہ کر سکتا ہوں اور نہ ہی اپنی منظوری یا نا منظوری کا یقین دلا سکتا ہوں۔ یہ خطرہ مول لینا آپ جیسے عظیم مصنفوں کا کام ہے۔ اگر کتاب حقیقتاً اچھی ہوئی تو ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی اور اگر اچھی نہ ہوئی تو پھر آپ کی مدد کوئی نہیں کر سکتا۔ بہر حال آپ آزادی سے پاکستان آ سکتے ہیں اور اگر آپ کے خیال میں یہ مناسب ہے تو کتاب بھی لکھ سکتے ہیں۔

اگر آپ کراچی آئیں تو مجھے ذاتی طور پر آپ سے مل کر خوشی ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی تحقیق میں ضروری معلومات اور سہولتوں کی فراہمی میں حکومتِ پاکستان ہر قسم کی مدد کرے گی۔

تسلیمات کے ساتھ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۰۱

۵.۲۶

قائداعظم ریلیف فنڈ[1]

مشرقی پنجاب، دہلی اور ہندوستان کے دوسرے حصوں سے مفلوک الحال مہاجرین کے جمِ غفیر کی آمد اور ان کی فوری ضروریات، سہولتوں اور اعانت کے پہلے مرحلے کے بعد پاکستان کی نوزائیدہ مملکت کو اپنے محدود وسائل کے باوجود ان کی نوآبادکاری کا بیڑا اٹھانا پڑ گیا۔ ساٹھ لاکھ سے زیادہ مہاجرین کو جن میں سے بیشتر اپنے دنیاوی ساز و سامان سے محروم ہو چکے تھے دوبارہ بسانا تھا۔ اس کام کی لازمی ضرورت صرف یہ نہیں تھی کہ ان کی رہائش اور بسر اوقات کا بندوبست کیا جائے بلکہ اس امر کو بھی یقینی بنانا تھا

کہ مہاجرین خود پر انحصار کریں اور کارآمد شہری بن کر رہیں۔

فراخدلانہ عطیات کی وجہ سے جو اس عرصے میں مسلسل آتے رہے قائداعظم ریلیف فنڈ کی رقم جنوری ۱۹۴۸ء تک ایک کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔ اپنی اپیل پر اس پُرجوش ردِعمل سے خوش ہو کر قائد نے عوام کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ بعد میں یہ فنڈ اور زیادہ ہو گیا۔ پانچ لاکھ کا عطیہ جس کے متعلق آغا خان نے کچھ عرصے پہلے اعلان کیا تھا وہ دو قسطوں میں وصول ہو گیا۔ حکومتِ برطانیہ نے دو ہزار پاؤنڈ کا عطیہ دیا اور برٹش ریڈ کراس نے اپنے ایک لاکھ پاؤنڈ کے سابقہ عطیے کے علاوہ مزید ایک لاکھ روپے بطور عطیہ فراہم کیے۔ قائد نے میجر جنرل ٹامسن (Thompson) اور لارڈ وولٹن (Woolton) کو شکریے کے بروقت خطوط ارسال کیے۔ ایک کمسن لڑکی نے اپنا جیب خرچ فنڈ کو ہدیہ کر دیا جو سارے عطیہ گزاروں کے ولولے کا مظہر تھا۔

جب مہاراجہ کشمیر نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ریاست کی زبردست اکثریت کی خواہشات کے خلاف ہندوستان سے الحاق کا فیصلہ کیا تو کشمیری مسلمانوں پر ظلم و تشدد کے ہولناک دور کا آغاز ہو گیا جس کے نتیجے میں دو لاکھ سے زیادہ افراد بھاگ کر پاکستان کے متصلہ اضلاع میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ ان بدقسمت مہاجرین کو فوری ضروریات مہیا کرنے کیلئے، چودھری غلام عباس کے تحت ''کشمیر ریفیوجی سنٹرل ریلیف کمیٹی'' کے نام سے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس اقدام کی قائداعظم نے بھی توثیق کی اور قائداعظم ریلیف فنڈ کی مرکزی کمیٹی نے پانچ لاکھ روپے کی رقم اس کمیٹی کو ادا کی۔ قائداعظم ریلیف فنڈ کے بڑے عطایات یہ تھے: ۱۸٫۵ لاکھ روپے رضائیوں کیلئے، ۷٫۵ لاکھ کپڑوں کیلئے، ۶٫۵ لاکھ کمبلوں کیلئے اور دو لاکھ چٹاگانگ میں طوفان سے متاثرین کیلئے۔

ان کی فوری مادی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ ایک مشکل کام یہ بھی تھا کہ ان مہاجرین کو اپنے منتخب کردہ ملک کے سماجی اور معاشی ماحول میں ضم کیا جائے۔ پہلے مرحلے میں جس بھائی چارے کا اظہار کیا گیا اس سے انصارِ مدینہ کا فراخدلی اور گرم جوشی سے مہاجرینِ مکہ کا

استقبال کرنا یاد آ جاتا ہے۔ تاہم وقت گذرنے کے ساتھ ملک کے بعض حصوں میں مفادات کا ناگزیر ٹکراؤ نمایاں ہونے لگا اور خاص طور پر مشرقی پاکستان میں زبان کی دیوار نہ صرف باہمی ارتباط کے درمیان حائل ہوگئی بلکہ اس کی وجہ سے مقامی لوگوں اور مہاجرین کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوگئی۔ ان اختلافی کیفیتوں کے باوجود اس نوخیز ملک نے جس عزم کے ساتھ مہاجرین کی زبردست تعداد کو سہولیات بہم پہنچانے اور از سرِ نو آباد کرنے کا بھاری بوجھ اٹھایا اس کی نظیر تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔

ا۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ا کا تعارفی نوٹ

۶

قائداعظم کی علالت ورحلت

۶.۱

ایم اے حسن اصفہانی بنام ایم اکرام اللہ [۱]

(تار۔انتہائی خفیہ/اشدفوری)

واشنگٹن

۱۰ستمبر ۱۹۴۸ء

مہربانی فرما کر گورنر جنرل کے کوئٹہ کیمپ میں الٰہی بخش کو مطلع کریں کہ اعلیٰ سطح پر مشورہ کرنے کے بعد نیویارک کے ڈاکٹر میکلوڈ رگنز (Mcleod Riggins) کو منتخب کیا گیا ہے جنہیں ہم جلد روانہ ہونے پر راضی کر رہے ہیں۔ رگنز سینہ اور پھیپھڑوں کے ماہر ہیں اور عام جسمانی معائنہ بھی بخوبی کر سکتے ہیں۔ اگر لفٹننٹ کرنل پنگ (Ping) معائنے کے بعد کسی اور کو بلانا چاہیں تو وہ اس کی اطلاع دیں گے۔

اگلے ہفتے کے وسط سے پہلے کسی (ڈاکٹر) کو بھیجنا ناممکن ہے کیونکہ انہیں ذاتی طور پر پاسپورٹ اور دوسرے لوازمات کا بندوبست کرنا پڑتا ہے۔ عجلت کی پوری کوشش کی جائے گی۔ انتظامات مکمل ہونے پر ہوائی سفر کی تفصیلات بتائی جائیں گی۔ تمام متعلقہ مراسلت واشنگٹن کے پتے پر ہونی چاہیے (تاکیداً نیویارک کے پتے پر نہیں)۔

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۰۷

۶.۱ کا ضمیمہ ۱

الیف امین بنام ایم اے حسن اصفہانی

(انتہائی خفیہ/تار)[۱]

گورنر جنرل کیمپ، کوئٹہ

۸ ستمبر ۱۹۴۸ء

اصفہانی۔ نمائندۂ پاکستان۔ نیویارک

ڈاکٹر الٰہی بخش اور ڈاکٹر ریاض علی شاہ کا خیال ہے کہ کسی پھیپھڑوں کے ماہر ڈاکٹر اور کسی اعلیٰ عمومی معالج سے فوری مشورہ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ انہوں نے مِنی سوٹا کے میوکلینک (Mayo Clinic Minnesota) کے ڈاکٹر ہنشا (Hinshaw) کا نام تجویز کیا ہے لیکن حتمی انتخاب بہرحال آپ کو کرنا ہے۔ مہربانی فرما کر کسی ماہر ڈاکٹر کو بذریعہ ہوائی جہاز بھیجنے کا فوری انتظام کیجئے۔ انتظامات کی اطلاع تار سے دیجئے۔

امین

۱۔ دیکھئے زیدی، "Jinnah-Ispahani Correspondence"، صفحہ ۶۱۷

۶.۱ کا ضمیمہ ۲

الیف امین بنام ایم اے حسن اصفہانی

(انتہائی خفیہ/تار)[۱]

گورنر جنرل کیمپ، کوئٹہ

ستمبر ۱۹۴۸ء

اصفہانی۔ نمائندۂ پاکستان۔ نیویارک

میرے ۸ ستمبر کے تار[۲] کے تسلسل میں۔ مہربانی فرما کر ان ماہر ڈاکٹروں کے

ناموں سے فوراً مطلع فرمایئے جنہیں آپ نے منتخب کیا ہے۔ یہ کہنا ضروری نہیں کہ وہ یہودی نہ ہوں۔

(امین)

۱۔ دیکھئے زیدی "Jinnah-Ispahani Correspondence"، صفحات ۶۱۷ اور ۶۱۸

۲۔ ضمیمہ ۱

۶.۲

ایم اے حسن اصفہانی بنام ایم اکرام اللہ[1]

(تار۔ انتہائی خفیہ/ اشد فوری)

واشنگٹن

۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء

میرے ۱۰ ستمبر کے تار[2] کے حوالے سے۔ آج سفیر نے نیویارک میں ڈاکٹر میکلوڈ رگنز سے ملاقات کی۔ ڈاکٹر ۱۴ ستمبر کو نیویارک میں پین ایم ائیرویز کی پرواز نمبر ۴ (۸ کا آدھا) سے کراچی کیلئے روانہ ہو رہے ہیں۔ مہربانی سے ان کے استقبال کا انتظام کیجئے اور ان کے قیام کے دوران انہیں ایک موٹر کار اور ایک ماتحت افسر فراہم کیجئے۔

(کچھ حصہ محذوف ہے)

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۰۸

۲۔ دستاویز نمبر ۶.۱

۶.۳

چارلس ایچ ڈیری (Charles H. Derry) بنام جارج مارشل[۱]

(ہوائی ڈاک/خفیہ)

امریکی قونصل خانہ

کلکتہ

۱۴ستمبر ۱۹۴۸ء

عنوان: مسٹر جناح کی وفات پر سیاسی ردِعمل سے متعلق مسٹر ایچ ایس سہروردی سے گفتگو کی یادداشت[۲] کی ترسیل

جنابِ عالی!

۱۳ستمبر کو قونصل گلمور (Gilmore) اور میرے ساتھ مسٹر ایچ ایس سہروردی کی گفتگو کی یادداشت کی ترسیل کا اعزاز حاصل کر رہا ہوں۔ اس گفتگو میں ہم نے مسٹر جناح کی وفات کے ممکنہ سیاسی نتائج پر ان کی رائے معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔

مسٹر جناح کی وفات سے پاکستان کے مستقبل پر اثرات کے بارے میں انہوں نے کوئی خاص تردّد کا اظہار نہیں کیا اور لگتا یہ ہے کہ انہیں مسٹر جناح سے کوئی وفاداری بھی نہیں تھی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کو جن خارجی خطرات کا سامنا ہے اس کے پیشِ نظر انہیں توقع نہیں کہ مسلمان رہنماؤں میں قیادت کیلئے کوئی کھلم کھلا کشمکش ہوگی۔ ان کی رائے میں جب تک کشمیر اور حیدرآباد کے مسائل طے نہیں ہو جاتے انہیں لازمی طور پر مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ آئندہ سیاسی تبدیلیوں میں حصہ لینے سے انہوں نے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا بلکہ واضح کیا کہ وہ سیاست سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔ تاہم قونصل جنرل کو شک ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے

ان کو جوں کا توں قبول کر لیا جائے۔

احتراماً آپ کا

چارلس ایچ ڈیری

امریکی قونصل جنرل

عزت مآب سیکرٹری آف اسٹیٹ۔ واشنگٹن

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ اپنڈکس ۳ کی دستاویز نمبر ۷

۲۔ ملفوفہ

۶.۳ کا ملفوفہ

سہروردی سے گفتگو کی یادداشت

(خفیہ)

امریکی قونصل جنرل

کلکتہ

۱۳ ستمبر ۱۹۴۸ء

مسٹر ایم اے جناح کی وفات کے سیاسی نتائج پر مسٹر ایچ ایس سہروردی سے گفتگو

شرکاء

مسٹر سہروردی مسٹر ڈیری

مسٹر گلمور

قونصل گلمور کی درخواست پر مسٹر سہروردی آج دوپہر ملاقات کیلئے قونصل خانے تشریف لائے۔ اس ملاقات کا اہتمام اس خیال سے کیا گیا تھا کہ مسٹر جناح کی وفات کے امکانی سیاسی نتائج پر مسٹر سہروردی کے خیالات معلوم کئے جائیں جو ڈپارٹمنٹ کی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

مسٹر سہروردی سے پوچھا گیا کہ ان کے خیال میں خواجہ ناظم الدین کو کن حالات

میں مسٹر جناح کی جگہ گورنر جنرل بنایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے خیال میں پاکستان کی کابینہ میں اس قدر اختلاف ہے کہ وزیراعظم لیاقت علی خاں اس عہدے کیلئے اپنا دعویٰ پیش نہیں کر سکے۔ انہوں نے کہا کہ بیشتر مسائل پر عموماً لیاقت علی خاں اور غلام محمد، ظفر اللہ خاں اور دوسرے ارکانِ کابینہ کے خلاف ایک ساتھ ہو جاتے ہیں۔ ان کے خیال میں اگر اس تقرر کی توثیق ہوگئی تو اس سے پاکستان کو متحد رکھنے میں مدد ملے گی کیونکہ اس طرح مشرقی بنگال کے ایک ممتاز رہنما کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی ان کا خیال ہے کہ ناظم الدین مکمل طور پر لیاقت علی خاں کے زیرِ اثر رہیں گے۔

ان سے اس پر بھی تبصرہ کرنے کیلئے کہا گیا کہ مسٹر ناظم الدین کی بطور گورنر جنرل تقرری کے نتیجے میں مشرقی بنگال میں کیا تبدیلیاں متوقع ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مشرقی بنگال کے وزیرِ اعلیٰ کے عہدے کیلئے دو اہم شخصیات مدِ مقابل ہیں یعنی موجودہ وزیرِ مالیات و تجارت مسٹر حمید الحق چودھری اور وزیر سول سپلائی اور تعلیم مسٹر نورالامین۔ انہوں نے کہا کہ انہیں توقع ہے کہ مسٹر امین ڈھاکہ فوراً واپس آ جائیں گے تاکہ اپنے انتخاب کیلئے کوشش کر سکیں (مسٹر سہروردی سے مندرجہ بالا گفتگو کے بعد ہی رائٹر کا مراسلہ اس خبر کے ساتھ موصول ہوا کہ پیرس میں اقوامِ متحدہ کی ہونے والی جنرل اسمبلی میں شرکت کیلئے کراچی میں مقیم نورالامین کو مشرقی بنگال کا وزیرِ اعلیٰ منتخب کر لیا گیا ہے تاہم اس کی توثیق مشرقی بنگال کی کابینہ کرے گی)۔

جب برما میں پاکستان کے موجودہ سفیر مسٹر محمد علی اور مسٹر فضل الحق کے آئندہ منصوبوں کے بارے میں پوچھا گیا تو مسٹر سہروردی نے کہا کہ ان کے خیال میں وزیرِ اعلیٰ کے عہدے کیلئے موخرالذکر اپنی پوری کوشش کریں گے لیکن ان کی کامیابی کی کوئی امید نہیں ہے۔ تاہم مسٹر محمد علی کے ممکنہ منصوبوں کے بارے میں وہ کچھ مبہم سے تھے۔

گفتگو کا رخ اس جانب مڑ گیا کہ مسٹر جناح کی وفات سے متحدہ بنگال کی تحریک کو کتنی تقویت مل سکتی ہے۔ مسٹر سہروردی نے کہا کہ انہیں امید نہیں کہ اس تحریک میں فوری احیاء کا کوئی

امکان ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس کا زیادہ انحصار خود ان کے رجحان پر ہے اور اس وقت وہ سیاست سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ تاہم انہوں نے کہا کہ وہ ابھی مغربی بنگال کے وزیرِ داخلہ مسٹر کرن شنکر رائے سے مل کر آئے ہیں اور انہوں نے بہت زور دیا ہے کہ وہ (سہروردی) پاکستان واپس جا کر مشرقی بنگال کے وزیرِ اعلیٰ کا عہدہ سنبھال لیں۔ مسٹر سہروردی نے کہا کہ وہ بلا تکبر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر وہ اس وقت ڈھاکہ پہنچ جائیں تو موجودہ حکومت کے خلاف فی الواقع بغاوت ہو جائے گی لیکن وہ صورتِ حال سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے۔ انہوں نے موجودہ کابینہ کے بارے میں بڑی مایوسی کا اظہار کیا اور کہا اس وقت ڈھاکہ میں جو سیاسی سازشیں ہو رہی ہیں ان میں وہ ملوث نہیں ہونا چاہتے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اگر وہ ڈھاکہ دوبارہ جانے کی کوشش کریں تو کیا موجودہ حکومت انہیں پھر نظر بند کرے گی تو انہوں نے جواب دیا کہ بلاشبہ انہیں اصرار ہوگا کہ وہ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیں لیکن اگر وہ غیر سیاسی کام کے سلسلے میں جانے کا ارادہ کریں تو انہیں روکا نہیں جا سکتا۔

پھر گفتگو کا رخ حیدرآباد کے مسئلے کی جانب مڑ گیا اور بات حالیہ قیاس آرائیوں کی طرف چل پڑی کہ نظام کی فوج کتنی دیر تک ہندوستانی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ مسٹر سہروردی نے کہا کہ بیشتر افراد کا خیال ہے کہ یہ مہم دو ہفتوں میں ختم ہو جائے گی لیکن ذاتی طور پر وہ سمجھتے ہیں کہ ریاستِ حیدرآباد کی افواج کی طاقت اور عزم کا ناکافی اندازہ لگایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کلکتہ میں کسی گڑبڑ کی توقع نہیں ہے۔

انہوں نے رضا کارانہ طور پر یہ خبر سنائی کہ مسٹر کرن شنکر رائے کے زیرِ غور یہ منصوبہ ہے کہ کلکتہ کے علاقے میں سر برآوردہ مسلمانوں کو گرفتار کر لیا جائے تاکہ مسلمانوں کے خلاف امکانی مظاہروں کی پیش بندی کی جا سکے۔ مسٹر سہروردی نے کہا کہ وہ اس مجوزہ منصوبے کے خلاف پنڈت نہرو سے سخت احتجاج کر رہے ہیں۔

۶.۴

خصوصی گزٹ حکومتِ پاکستان[1]

حکومتِ پاکستان
کیبنٹ سیکرٹریٹ
کراچی
۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء

نوٹیفکیشن

حکومتِ پاکستان کے وزیرِ اعظم اور وزراء گہرے رنج واندوہ کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ۱۱ ستمبر کو ہفتہ کے روز کراچی میں رات دس بج کر پچیس منٹ پر ہم سب کے محبوب قائداعظم گورنر جنرل پاکستان محمد علی جناح حرکتِ قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ ان کی جانب سے مس فاطمہ جناح اور خاندان کے دوسرے افراد اور قوم کیلئے دلی تعزیت کا پیغام ہے۔

پاکستان کے بابائے قوم رحلت کر گئے ہیں۔ یہ ان کی دوررس نگاہ، ان کا غیر متزلزل عزم اور مقصد پر ثابت قدمی ہی تھی جن سے دنیا کی سب سے بڑی مسلم ریاست وجود میں آئی۔ جو شرف انہیں ملا وہ تاریخ میں بہت کم افراد کو نصیب ہوتا ہے یعنی انہیں زندگی ہی میں اپنی محنت کا پھل مل گیا تھا۔ پاکستان حاصل ہونے کے بعد بھی وہ آرام سے بیٹھے نہیں رہے بلکہ پاکستان کو طاقتور اور مستحکم بنانے میں اپنی آخری سانسوں تک انتھک کوشش کرتے رہے۔ ان کے انتقال سے پاکستان کے عوام پر شدید ضرب لگی ہے لیکن حکومتِ پاکستان کو یقین ہے کہ قائداعظم کے بتائے ہوئے اصولوں پر تربیت یافتہ عوام اس سانحے کو صبر وتحمل سے برداشت کریں گے اور پاکستان کی خدمت کیلئے خود کو ازسرِ نو وقف کر دیں گے۔ جس کی خاطر ان کے محبوب رہنما جئے بھی اور اسی کیلئے اپنی جان بھی دی۔

محمد علی
سیکریٹری جنرل

۱۔ جناح پیپرز جلد ہفتم۔ دستاویز نمبر ۵۰۹

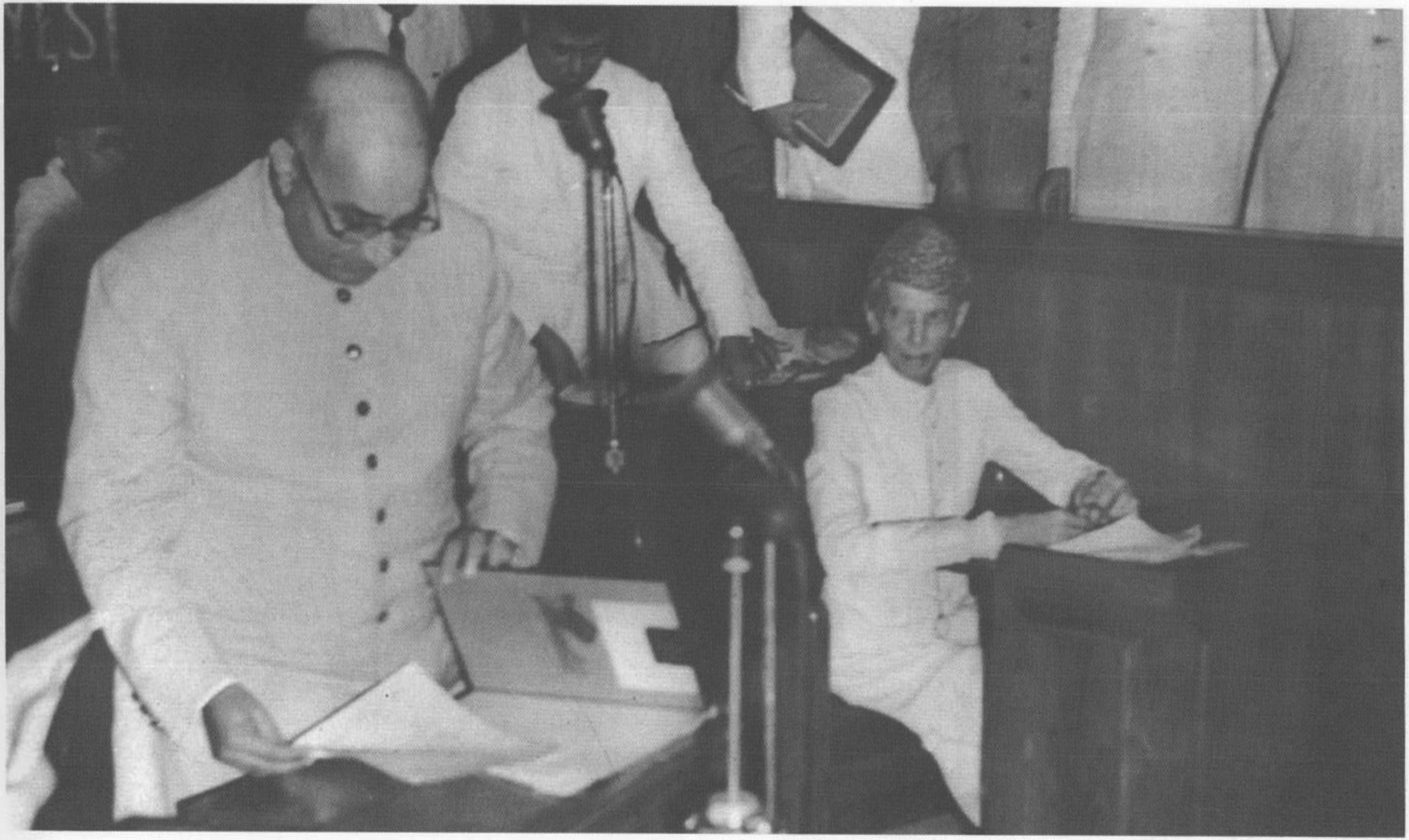

قائداعظم اورنوابزادہ لیاقت علی خاں پاکستان کی دستورساز اسمبلی میں



۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن کے ممبران قائداعظم کا استقبال کر رہے ہیں



اردشیر ھرمز جی ماما، قائداعظم کو تحفہ پیش کر رہے ہیں، ۳ فروری ۱۹۴۸ء



قائداعظم ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو ایچ ایم پی ایس، دلاور کے افسروں اور جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے



قائداعظم ڈھاکہ میں پولیس پریڈ کا معائنہ کرتے ہوئے، مارچ ۱۹۴۸ء



قائداعظم ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ میں عوامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے

قائداعظم ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو بلوچستان کے کچھ سرکردہ افراد سے ملاقات کر رہے ہیں



قائداعظم ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو سبّی دربار سے خطاب کرتے ہوئے



قائداعظم پاک۔افغان سرحد بمقام طورخم پرایک افغان سپاہی سے ہاتھ ملاتے ہوئے



ایک قبائلی سردار قائد کو بندوق کا تحفہ پیش کر رہا ہے، دورۂ سرحد، اپریل ۱۹۴۸ء



پاکستان کے پہلے سو روپے کے بینک نوٹ کے نمونے کا سیدھا اور الٹا رخ





پاکستان کے پہلے دس روپے کے بینک نوٹ کے نمونے کا سیدھا اور الٹا رخ



۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء کو ائیر وائس مارشل پیری کین قائداعظم کا رسالپور آمد پر استقبال کر رہے ہیں



قائداور محترمہ فاطمہ جناح لاہور میں ایک گارڈن پارٹی میں